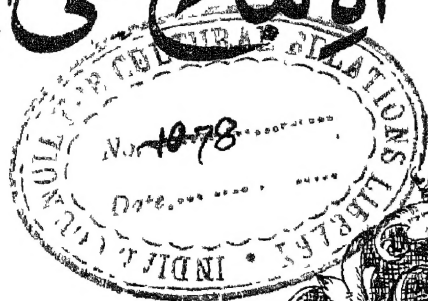


دَعْوَةُ النَّاسِ إِلَى الْإِيمَانِ

الْإِسْلَامِ عَلَى الْإِسْتِيعَارِ



جنت میں اور نجات پانا جہنم سے موقوف ہو اقرار پر اس کلمہ مبارکہ کے اس کلمہ کے
 و جو خبر میں ایک اقرار توحید کا دل اور زبان سے دوسرے اقرار رسالت کا زبان
 اور دل سے قرآن پاک میں فرمایا ہو ان ہذا صراطی مستقیم فاسمعوا و لاتنبعوا
 السبل یعنی یہ کلمہ طیبہ یا یہ ملت حقہ اسلامیہ سید ہاستہ میرا جو تم اس پر چلو اور راہوں
 نجاؤ یہ آیت دلیل ہو اس بات پر کہ ہمراہ تصدیق و اقرار کلمہ طیبہ کے عمل کرنا بھی ضروری ہے
 کیونکہ راہ پر چلنا عین عمل ہے اس سے ثابت ہوا کہ تکمیل ایمان کی دو طرح پر ہوتی ہے
 ایک اعتقاد و لانا مطابق منطوق کلمہ طیبہ کے دوسرے عمل کرنا اس کے معنی پر آسکی لیے
 حدیث اول میں واسطے دخول جنت کے رضا باسلام کو بھی ذکر کیا ہے کیونکہ اسلام
 نام ہو عمل کرنے کا یہ دلیل ہے اس بات پر کہ ایمان عبارت ہو اقرار اسان تصدیق جنان
 عمل بلا کار کاں سے جب تک یہ تینوں امر جمع نہیں ہوتے ہیں تب تک ایمان کا ثلثی سبب
 نہیں ہوتا ہے حدیث ابن عمر میں مرفوعاً آیا ہوا ان الاسلام نبی علی خمس شہادة
 ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله و اقام الصلوة و ایتاء الزکوة و حج
 البیت و صوم رمضان اخروجة الخمسة الا ابا داود یہ دلیل ہو اس بات پر کہ
 اسلام عبارت ہو عمل سے حدیث جبریل علیہ السلام میں بھی اسلام کی یہی تعریف آئی ہے
 جو اس حدیث میں مذکور ہے پہرا ایمان کی تعریف یوں فرمائی ہو ان تؤمن بالله و
 ملائکته و کتبه و رسله و الیوم الاخر و تؤمن بالقدر خیرہ و شرہ یہ دلیل ہے
 اس بات پر کہ ایمان نام ہو اعتقاد کا پہرا حسان کا بیان یوں کیا ہوا ان تعبد الله کانک

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله القائل فتنبئ به فشر عبادي الذين يستمعون القول فينبعون احسنه
والصلوة والسلام على سيد رسله وخاتم انبيائه المبين لنا كل سيئة في الدب
وحسنه وعلى صالحى آمنه من الال والصحب من عداهم في كل لمحقة ويوم وشهرو
اما بعد ابوسعيد بن مالك بن ثمان خدرى ضفى المدعنه نكها هو كه حضرت صلى الله عليه
اكر وسلم نے فرمایا ہو جسے کما رضیت باللہ رباً وبالأسلام دیناً وبمحمد صلى الله عليه
والہ وسلم رسولاً اوسکے لیے جنت واجب ہو گئی رواہ ابوداود یہ حدیث دلیل بر
وجوب جنت پر واسطے قائل اس کلمہ کے مسلم کالفظ عبادہ بر صاست سومر فوعایہ ہے
جسے گواہی دی اس بات کی کہ لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ تو حرام کر دیا ہو
اسد اوسپر مار کو یہ حدیث دلیل بر نجات پر قائل کلمہ طیبہ کے جہنم سے معلوم ہوا کہ داخل ہوا

محقق ہو کر حق و خیرِ حجت کا بنے اور نارسے نجات پاوے تو اس کو ضرور ہو
کہ وہ معنی اس کلمہ مبارکہ کے بخوبی سمجھ لے اور بموجبِ منطق لاکھ الہامی محمد رسول
اللہ کے اپنے عقیدے و عمل کو درست کرے یہ بات رسالہ و عایتِ الایمان اور اس
رسالے کے مطالعہ سے انتشارِ اللہ تعالیٰ بخوبی اوس کو حاصل ہو جائیگی آئندہ پاک کا کام
بیان فرمانا ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام پہنچانا ہی ہمارا کام اوس کا ماننا
ہو تسلیم کرنا ہی توفیقِ ہاتھ میں اللہ کے ہے جس کو اس سے بخشنا منظور ہوتا ہی تو وہ
اوس کو دنیا میں توفیقِ رشد و ہدایت و اتباع و اخلاصِ عمل کے دیتا ہی اور جس کو اس
بخشنا منظور نہیں ہوتا ہی تو اس کو صراطِ مستقیم سے گمراہ کر کے متبعِ سبلِ ہدایتا ہی
علما و محققین سے فرمایا ہی کہ اصلِ ہدایت و نجات کی دو امر پر سووقوف ہو ایک اخلاص
دوسرے صواب اخلاص سے مراد تصحیح عقائد ہی کہ سوا اللہ پاک کے ہرگز کسی دوسرے
کی عبادت نہ کرے گو وہ پیغمبر ہو پھر کسی اور ول و صلح یا صنم یا روشن کا کیا ذکر ہی کرے نہ کہ
اللہ ہرگز کسی عمل کو قبول نہیں فرماتا ہی جب تک کہ وہ عمل خالصاً مخلصاً و مطہراً و سلی
ذاتِ پاک کے نہ ہو **اَللّٰهُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ** صواب ہی مراد یہ ہی کہ وہ عمل مطابق سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہو اس لیے کہ جو قول و فعل مخالفِ سنتِ مطہرہ کے ہوتا ہی
گو نظرِ خلالتی میں کیا ہی عمدہ و بہتر کیون نہ ہو اوس پر کچھ ثواب نہیں ملتا ہی اس لیے کہ حسن و
قبح اشیا کا شرعی ہر نہ عقلی جبلِ مرکو ہم اپنی راہی و اجتہاد سے حسنہ کہیں گے اور شارع
نے اس کا حکم نہیں کیا ہی تو وہ امر ہرگز نفعِ لاہر میں مقبول نہیں ہوگا بلکہ مردود ہوگا

تراه فان لم تكن تراه فانه براك رواه مسلم عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه
 یہ دلیل ہے اس بات پر کہ احسان نام ہوا خلاص کا سو بیان جز اول کلمہ طیبہ کا رسالہ
 دعا بة الايمان الى توحيد الرحمن اور رسالہ انفکاک عن مراسم الاستراک میں قبل اسکے
 ہو چکا ہے اس جگہ بیان کرنا معنی جز دوم کلمہ طیبہ کا منظور ہے کیونکہ منہج و اقرار توحید
 و اعتراف تجرید و تقریر باری تعالیٰ سے کوئی انسان ہومن مسلمان نہیں ہوتا ہے
 جب تک کہ اقرار رسالت و نبوت نبی آخر الزمان کا کلمہ سے جس طرح کہ منہج و اعتراف
 رسالت و نبوت سے بھی کوئی شخص مسلمان ہومن نہیں ہوتا ہے جب تک کہ اقرار توحید
 الہی کا کلمہ سے اور کسی کی الوہیت و ربوبیت کا سوا اللہ عز و جل کے قائل نہ ہو سید
 جو آدمی قائل توحید و رسالت کا ہے مگر اتباع رسول نہیں کرتا ہے بلکہ تتبع بدعات و
 تنہی ہوئی ہے وہ بھی مومن و محسن نہیں ہے اس کے لیے اسید نجات کی جہنم سے
 اور توقع دخول کی جنت میں نہیں ہو سکتی ہے جب تک کہ وہ توحید میں مخلص الاعتقاد
 و العمل و اتباع میں صادق القول و الفعل اور ترک ہوئی میں قاصر الال نہ ہو بنا
 علی ہذا اس سارے میں بیان اتباع سنت و اجتناب بدعت کا کیا جاتا ہے اس اجمال
 کی تفصیل کو کتاب دین خالص پر حوالہ کیا گیا ہے اس لیے کہ وہ کتاب اس باب میں ایک
 تالیف جامع ہے اس رسالے کو تذکیر الاخوان جسے دوم تقویۃ الایمان
 سے ملخص کر کے اسکا نام دعوة الداع الی ایتثار الاشباع
 علی الابتداع رکھا ہے جس مسلمان کا یہ ارادہ ہو کہ وہ ساتھ معنی کلمہ طیبہ کے

اعتقاد و قول و فعل صرف زمانہ مشہود اما باخیر میں کوئی نئی بات اپنی طرف سے نکالے
تو وہ بھی داخل بدعت و شامل ضلالت جزو سکولوگ شرعی کام کی طرح تنقید و انتہام سے
بجالاتین اور سبب ننگ نام و مدح و تعریف کا جائین گو او سمن ثواب شہیدین ہی طرح
جو اسو را و ن قرون مشہود اما باخیر میں بلا انکار رائج ہو چکے ہیں و راجحہا سے
مجتہدین کے بلا مخالفت کتابی سنت و آثار صحابہ ثابت ہیں وہ داخل سنت ہیں
ایسے امر کو سنت حکمیہ کہتے ہیں نہ بدعت حقیقیہ و اللہ اعلم سبب یہ بات معلوم ہو گئی
تو اب تفصیل اس اجمال کی ابواب فضول آئندہ سو دریافت ہو جاو گی اللہ احینا
على معاني الكلمة الطيبة وامننا عليها اغفاد او علا وما ذاك عليك اجز

مقدمہ بیان میں اعتراضات متہ اور اجتناب عن البدع کے

قال الله تعالى واعصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا واذكروا انعمة الله عليكم
اذ كنتم اعداء قالفت بين فلو بكم فاصبحتم بغيضة اخوانا مراد اللہ کی رسی سے اس جگہ
کتاب اللہ یا دین اسلام ہوا حدیث میں اللہ کی کتاب کو حبل اللہ فرمایا ہوا اللہ نے
مسلمانوں کو یہ حکم کیا ہو کہ تم سب مجتمع ہو جاؤ تسک کرنے پر ساتھ قرآن کے اور وقت
و اختلاف سے بچو جس طرح کہ تم جاہلیت میں باہم عداوت و اختلاف رکھتے تھے یہاں
کہ اہل کتاب مختلف ہو کر اکثر ہتر فرقے ہو گئے اوسطی تم تفرقہ نکر و اور ایسی بات
نہ نکالو جس سے دین میں تفرقہ و اختلاف پڑے بلکہ اجتماع و اتلاف کا انتہام رکھو سو یہ

حضرت علیؓ علیہ السلام نے فرمایا ہر منیٰ احداث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو
 رد اسکو شیخین و ابو داؤد نے عائشہؓ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے و ہر
 لفظ یہ ہر منیٰ علیہ السلام فیہ د یہ حدیث اخیر قاصع بنیان جملہ اعمال
 غیر ماسور بہا جو سطح کہ حدیث اول قاطع جمیع علائق محدثہ ہر یہ نص صریح و دلیل صحیح ہے
 اس بات پر کہ جملہ حنات مبتدعہ مرد و دہن اسلیے کہ اوکا امر حضرت نے است کو نہیں
 فرمایا ہے بلکہ خود است نے اوکو اپنی جی سے احداث و ایجاد کیا ہے اسی لیے امام شافعیؒ
 نے احسان کو ابتداء ٹھہرایا ہے اور امام مالک قائل ہیں سد ذرائع کے اور امام ظاہر
 منکر ہیں قیاسات کے اور امام احمد جماع کے جوہر کا انکار کرتے ہیں مطلب ان سب امام کا
 یہ ہے کہ اتباع سنت مسئلہ میں جو صحت صرفہ اور صرفت محضہ جو ادنیٰ لگاؤ بھی کسی کی
 رای و بدعت ہو علی کا پایا نہ جاسے تب کہیں اسلام خالص ایمان کامل احسان فتح کا وجود
 ہو ف جو اعتقاد یا قول یا فعل ہاں حضرت سوات نہیں ہے اور نہ خود او نہ ان
 نے کیا اور نہ کسی کو فرمایا اور نہ کسی کو کرتے دیکھا اور نہ منع نہ کیا اور نہ بعد آپ کے صحابہ
 میں جاری ہوا اور نہ کسی صحابی نے اس پر انکار کیا اور نہ بعد صحابہ کے زمانہ تاہم
 و متبع تابعین میں بغیر انکار کے رائج ہوا اور نہ ان پاروں زمانوں میں اسکی نظیر نہ
 پائی گئی اور نہ مجتہدین نے اپنے اجتہاد سے اسکو ثابت رکھا بلکہ لوگوں نے اپنی طرف
 سے بعد ان قرون کے کالاً تو وہ عقیدہ و قول و عمل بالکل بدعت ہے اور ہر بدعت
 گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں ہے خواہ وہ بات خود ہی ہو یا خود ہی نہ ہو مگر اس

عہد سعادت مہد حضرت نبوی مین ہوا صحابہ کے اور کوئی جماعت دین کی تھی تھا کہ یہی
 ماجرین تھے اہل مکہ یا انصار تھے اہل مدینہ انکے سوا جو لوگ ہیں وہ شباب و فرق و
 سبل مین یہ نفس ہر اس بات پر کہ تفرق بذاہب و تشعب بشارب خلافت مقصود
 لفظ جماعت ہر صاحب کسی مذہب خاص کا اعتقاد یا عمل مین مجتہد جماعت و سنت
 ہوتا ہو کوئی ہو کہ مین ہو آیت شریفہ نے یہ بات سمجھائی کہ یہ تفرقہ و اختلافات
 بنیات ہوا ہر دیدہ و دانستہ یہ لوگ حق بات کو سمجھو جو جگر الگ الگ ہونگے ہر
 اسی وجہ سے اونکے لیے اس تفرقہ و اختلاف پر عذاب عظیم تجویز ہو چکا ہے کہ
 فرمایا ہوا سدن کچھ موندہ سفید ہونگے اور کچھ سیاہ ابن عباس نے کہا تو وجہ اہل سنت
 سفید ہونگے وجہ اہل بدعت و ضلالت کے سیاہ ہونگے یہی قول ابن عمر و ابو سعید
 کا بھی ہو غرض کہ اس آیت مین صاف یہ حکم ہو کہ تم اپنے دین مین نہ بنوئے عقیدے
 نئی نئی مین نہ نکالو اور پھوٹا ڈالو کہ کوئی معتزلی ہو کوئی خارجی کوئی رافضی کوئی
 قدری کوئی حبر کوئی مرجی کوئی جہمی کوئی تفضیلیہ اور کوئی چارابر و کاغذ یا تباہ
 اور کوئی سر پر بال رکھ کر فقیری جتائے کوئی پیری مریدی کی دکان رکھے کوئی قادی
 نقشبندی چشتی صابری کہلائے بلکہ یہ چاہیے کہ سب لوگ ملکر قرآن و حدیث پر عمل
 اور سنت صحیحہ کے موافق اپنا اسلام و ایمان درست کریں زندگی و موت شادی و غم
 مین سر مو حکم کتاب و سنت سے باہر نہ نکلیں یہود و نصاری کی طرح کسی فرقے نہ جو جائیں
 آیت و حدیث و سبل ہر اس بات پر کہ جو کوئی نئی نئی باتیں اور بدعتیں نکالے اور بدعت

بات جب ہی ممکن ہے کہ سب لوگ اعتقاد جمیل اور کربین تہج سنت ہوں اہل سنت و
 جماعت کلامین مگر یہ نہوا مختلف ہو کر اہل بیت و فرقت ٹھہر گئے معلوم ہوا کہ گراہی
 کی جڑ یہی ہے کہ قرآن کو چوڑ کر دین میں بدعتین اور نئی نئی باتیں نکالے کیونکہ انہیں نئی
 نئی باتوں اور جدید رسوم کے رائج ہونے سے قرآن چوٹا ہوا اور آپس میں مسلمانوں کے
 پھوٹ پڑی ہے جس سے اللہ رسول نے منع کیا ہوا آیت میں ایک امر ہو ایک نہی ہے
 ایک خبر ہو اصل امر میں وجوب ہو اصل نہی میں تحریم ہو اصل خبر میں عبرت ہے
 وقال تعالى ولا تكونوا كالذين تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءهم البينات اولئك
 لهم عذاب عظیم جو مفسرین کہتے ہیں کہ مراد اس آیت سے یہود و نصاریٰ میں یہ لوگ
 تاویلات فاسدہ کر کے دین میں متفرق و مختلف ہو گئے حدیث ابن عمر و میں اسکی تصدیق
 آئی ہے حضرت نے فرمایا بنی اسرائیل بہتر فرقے ہو گئے سیری است تشریف فرما ہو جاوگی
 وہ سب لگ میں جانینگے مگر ایک ملت والے پوچھا وہ کون ہیں فرمایا اما انا علیہ و
 اصحابی رواہ الترمذی احمد و ابوداؤد و کالفظ معاً یہ سے مرفوعاً یہ ہے ہر ہر لگ میں
 ہونگے اور ایک جنت میں وہی الجماعۃ اسی جماعت کے حق میں حضرت نے یوں کہا کہ
 ید الله علی الجماعۃ ومن شذذ فی النکر اخرجہ الترمذی عن ابن عمر و سرفظیہ
 آیا کہ والشعاب علیہ بالجماعۃ رواہ احمد عن معاذ بن جبل تیسرے لفظ یہ ہے من
 فارق الجماعۃ وقد خلع ربقۃ الاسلام معنقہ رواہ احمد و ابوداؤد عن ابی ذر
 مرفوعاً یہ حدیثیں دلیل ہیں بات پر کہ مراد جماعت سے گروہ اہل کتاب و سنت ہے کیونکہ

نہ پا کر اوس کام کو نیک جانتا ہو اور اوس پر خوش ہوتا ہو اسی جگہ سے جیسے جس
 فرقے نئی نئی بعثتیں نکل آتی ہیں جیسے کہ ایک فرقہ تقضیلیہ کا ہے یہ محسب علی بنے ہیں
 اور دوسرا خارجیہ کا یہ دشمن علی بن ہیں تیسرا فرقہ ناصبیہ کا یہ دشمن ولاد علی بن جو تما فرقہ
 متصوفہ کا یہ ترک مرونی کر کے گوشہ گزین ہو کر شغل برزخ و نماز سعلوس و درود و وظیفہ
 نوا ایجاد اور تعویذ و گندے اور حضرات اور عرس و مراقبہ علی القیور و سفر للزیارۃ
 میں رہتے اور مشیخ و پیر کہلاتے ہیں اور کوئی آپکو مولوی ملتا قاری حافظ مشہور
 کرتا ہو اگر اس نام و لقب سے واسکو نہ کہو تو برا مانتا ہو بلکہ بعض احمق خود یہ الفاظ اپنی نام
 کے ساتھ لکھتے ہیں اپنے موندہ سے میان ٹھونکتے ہیں شیطان نے انکو اپنا سحرہ
 بنایا ہو اشد نے فرمایا تم اپنے دین میں جدا جدا ست ہو اکٹھے رہو قرآن مجید کی
 پیروی کرو کہ اس سے بہتر کوئی نسخہ دافع مرض اختلاف و افتراق کا نہیں ہو اصل
 گمراہی کی یہی ہے کہ آدمی اپنے باپ دادا سے یا پیرو مرشد کی چال ڈال پراڑا رہے
 اور انکے بدعات و رسوم کو دین سمجھ کر بھکر ہو کر بیٹھ رہے بہت خلق اسی وجہ سے
 گمراہ ہو گئی کہ اندو رسول کے حکم کو تحقیق نہ کیا اور اپنے بزرگون کے قول و فعل کو
 عین عبادت سمجھ کر خاطر جمع سے مطمئن ہو بیٹھے اور جان لیا کہ یہی حق ہے حالانکہ حق ہوا
 کتاب سنت کے جسکو قیامت تک اسی ہدایت و امتیاز حق و باطل کے لیے باقی کرنا
 ہے کسی شخص یا کسی کتاب میں نہیں ہو مگر وہ کتاب کہ جس میں آیت و حدیث کا مطلب
 کو لکھ بیان کیا گیا ہو اور مشکوٰۃ نبوت اور مصباح قرآن سے ماخوذ ہو پس بس

کا کام کرے اور اہل بدعت کا عقیدہ رکھے تو وہ قرآن کا منکر ٹھہر جاتا ہے اور دنیا
 کے دن رو سیاد اوٹھے گا اور عذاب میں گرفتار ہو گا اوس سے یہ بات کہی جا چکی
 کہ اب اپنے بدعت مکفرہ کا مزاج کچھ وقال تعالیٰ ان الذین فرقوا دینہم وکانوا
 شعبا لسن منہم فی شیئ اس آیت میں اللہ نے برائت حضرت کی اہل تفرقہ و تشیع
 سے فرمائی ہے کہ تم کو ان لوگوں سے کچھ کام نہیں ہے ہم ان کو ان کے حال پر آگاہ
 کر دیں گے یہ آیت شامل ہے جملہ فرق بتدعہ اسلام کو ان فرق کا نام و نشان پہننے
 رسالہ کشف الغمہ عن افتراق الامة میں لکھا ہے ہر ایک کا تفرقہ و اختلاف دوسرے
 فرقے سے بذکر عقیدہ و عمل اصول و فروغاً بیان کیا ہے وقال تعالیٰ ولا تكونوا من
 المشرکین الذین فرقوا دینہم وکانوا شعبا کل حزب بما لدہم فہو عن یہ آیت
 نص ہے اس بات پر کہ تفرق و تشیع ایک شاخ ہے شرک کی رسالہ کشف الغمہ کے دیکھو
 حال اس شرک کا جملہ فرق میں بہشتی فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کے بخوبی دریا
 ہوتا ہے اللہ و رسول سچے ہیں جیسی خبر دی ویسا ہی ماجرا گذر اپہر یہ بھی بتا دیا کہ ہرگز
 اہل بدعت و تفرقہ کا اپنے حال وقال میں خوش ہو کر اپنا ناجی جانتا ہے دوسرے کو
 ہالک سمجھتا ہے سو یہ محض اون کا خیال مختل ہے معیار نجات و ہلاک کا قرآن و حدیث
 ہے اجتماع و اختلاف پر تحقیق دعوے کا ہو سکتا ہے نہ مجرد ادعا زبانی پر یہ بھی معلوم
 ہوا کہ جو کام شرع یا عقل میں صریح بد ہے اوس کو ہر کوئی برا جانتا ہے اور جو برا کام آدمی
 اپنی عقل سے یا اور کسی سے سیکھ کر ایجاد کرتا ہے تو اوسکی بُرائی صریح قرآن و حدیث میں

حال کے لوگوں کی پہر خواہ اسکے مولوی درویشوں کی راہ ہو خواہ حال کے جاہلوں
 بدعتیوں کی راہ اور وہ چال خواہ دہریوں نیچریوں کی ہو اور خواہ فیلسوفوں فلسفیان
 کی اور خواہ قانون کسی پادشاہ کا ہو یا دوستو لعل کسی اسیر و فقیر کا اور خواہ وہ مذاق
 باطنی کسی پیر مرشد کا ہو یا اجتہاد کسی مجتہد مذہب کا غرض کہ جو چیز صریح موافق واضح
 سنت و ظاہر کتاب نہیں ہو وہ شاہراہ خدا سے علیحدہ ہو اور اپنے چلنے والے کو
 جہنم تک پہنچانے والی ہو قاعد و ہمالی صراط الحجد اسی طرح جو عقیدہ و عمل
 اپنی مرضی و راسی کے موافق ہے او سکوا اختیار کرنا اور جو خلاف اپنی راسی کے ہو
 اوس سے دل چرانا یہ بھی ایک راہ ہے ہلاک کی اور ایک شعبہ ہے نفاق کا جیسے قبروں کا پتہ
 بنانا اور اونپر اونچے اونچے گنبد بنانا اور قبر کا مسجد ڈھیرانا اور وہاں چراغ جلانا
 چادر ڈالنا پھول چڑھانا عرس کرنا دور سے چلکر قبر پر آنا اور اپنے پیروں پر روشن
 کی بات کو ارشاد رسول سے بڑھ کر ماننا اور اونکی تعظیم میں مبالغہ کرنا اور پیر بھائی کو
 عاملین بالحدیث و متبع سنت سے زیادہ عزیز رکھنا اور پیر کے کہنے سے تقلید کو چاہا
 اور اتباع کو برا سمجھنا یہ سب بل میں برخلاف صراط مستقیم قرآن و حدیث کے ہیں
 انہیں سے کوئی راہ کافر کر دیتی ہے اور کوئی بدعتی اور کوئی فاسق اور کوئی جاہل
 و نعوذ باللہ من جمیع ماکرہ اللہ **ف** بڑی نعمت یہ ہو کہ بندہ اللہ کا دوست
 ہو اور اللہ بندے کا دوست اسو یہ نعمت بدو ان کے نہیں مل سکتی کہ حضرت کا تتبع
 ہو اسکی دلیل قطعی یہ ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فانبعونی یحبکم اللہ اس آیت سے

عملی کہ نہ ماخوذ نہ مشکوۃ نبی است واسکہ سیرانی ازان تشہہ لہی است
جائیکہ بود جلوه حق حاکم وقت تابع شدن حکم خرد بود لہی است
وقال تعالیٰ ان هذا صراطی مستقیم فاقتبعوا ولا تتبعوا السبل فتفرق بکون سبیلہ
ذکر وصاکہ بہ لعلکہ تتقون اس آیت میں صاف حکم دیا ہوا ہے کہ تم ایک ہی
راہ اتباع توحید و انیسار سنت پر چلو اور ان مختلفہ و مذاہب متحدہ پر نہ چلو اگر تم دوسری
راہوں پر چلو گی تو راہ خدا سے بھٹک جاؤ گے ابن عطیہ نے کہا ہر لفظ سبل میں ہر ایک
اہل ملل و اہل بدع داخل ہیں خواہ اصول میں ہوں یا فروع میں قتادہ نے کہا سبل
واحد جماعت ہندی ہر اسکا انجام جنت ہے ابکیس نے بہت سبیل متفرقہ نکال دیے
مصر اور سبیل جماعت ضلالت کا طرف نار کے ہے ہر حدیث تخیل کو ذکر کیا ہے
نے کہا سبل سے مراد ضلالت ہیں ابن سیرین نے کہا جسکو صحیفہ ختم رسول خدا
دیکھنا ہو وہ اس آیت کو پڑھے اللہ نے اس اسلام کو اس اتباع سبیل واحد کی وصیت
کی ہے اور اتباع سبل سے نہی فرمائی ہے اہل تفرقہ کہاں ہیں ذرا اس آیت و وصیت میں
غور کریں اور اپنے عقائد و اعمال کو میزان اہل جماعت سبت میں تولیہ کیے متحمل امر
الہی کے وہ تنہ یا متحمل اسکے یہ ہیں آیت دلیل ہے اس بات پر کہ قرآن کی راہ
اختیار کرنا یہی سید ہی مضبوط شاہراہ ہے اس راہ پر آدمی بخیر اللہ کی طرف پہنچ
جاتا ہے اور جو شخص پگ ڈنڈی راہوں اور گلی کو چون میں چلتا ہے وہ منزل مقصود
تک نہیں پہنچتا وہ راہیں خواہ اگلے کافروں مشرکوں فاسقوں کی ہوں خواہ

طرف غیر کے ہرگز جائز نہیں ہو سکتا ہے یہ مبالغہ جو اس آیت میں ہر شائد کسی اور
تکلیفات میں نہ ہو گا یہ تقدیم عموم قرآن و خبر کو حکم قیاس پر واجب کرتا ہے انتہی صاف
اس کلام کو مستح البیان میں قوی حین کہا ہوا ہے دیکھو کہ جتنے کتب علم فروع میں
موجود و متداول ہیں غالب بنیاد انکی انہیں قیاسات پر ہوا و مکانات او نیپر چلنا
اور کتاب سنت سے حکم نہ لینا کیسی بات ہے یہ فعل اس آیت کا مصداق ہے یا نہیں ہے
یہی حکم اون رسوم کا ہے جو ولادت و شادی و محلات میں مروج ہیں جیسے وقت تولد
بپسر کے بند و قین چھوڑنا اور بپسرد کے لیے چار سال چار ماہ کی قید کرنا بپسرد کی
شادی کی محفل کرنا نختے کی شادی کرنا سنگنی کے رسوم بجالانا صفر کے تیرہ دن کو
نامبارک سمجھنا آخری چار شنبے کو سیر کے لیے جانا ربیع الاول میں محفل مولد کرنا ربیع الثانی
میں گیارہویں کرنا جمادی الاول میں عرس کے لیے مکن پور جانا شعبان میں آتش بازی
چھوڑنا خطبہ و دواع رمضان پڑھنا بعد نماز عید کے معانقہ مصافحہ کرنا نفش کی چارپائے
کو منجوس سمجھنا کفن کے ساتھ جانا زلیحانا الی غیر ذلک مالا نہایت لہ **ف** حدیث عائشہ
میں مرفوعاً آیا ہے من احدث فی امرنا هذا ما لیس منہ فہو دہ حدیث تنفق علیہ
نیل الاوطار میں کہا ہے کہ مراد امر سے اس جگہ وہ کام ہے جس پر حضرت اور اصحاب حضرت
تھے اور رد یعنی مردود ہے یہ حدیث منجملہ قواعد دین کے ہے اسکے نیچے اتنی احکام
مندرج ہیں جنکا حصر نہیں ہو سکتا یہ حدیث اصح براہین و ادل اولہ ہے ابطال فی فعل نقیض
مقسمین بدع پر جو کہ بدعت کی تقسیم طرف اقسام متعددہ کے کرتے ہیں اور تخصیص

معلوم ہوا کہ جو شخص حضرت کی سنت کی پیروی نہ کرے اور پروردگار کی محبت کا دعویٰ
 کرے تو وہ جھوٹا ہو اور جو سنت کے موافق کام کرے اور اعتقاد رکھے اس کی محبت
 اللہ سے سچی ہے اور وہ اللہ کا محبوب ہو اس آیت میں صریح امر ہے اتباع کرنے کا
 اتباع کہتے ہیں عمل یا سرِ پیش کرنے کو تقلید کہتے ہیں دوسرے کی راہی پر چلنے کو اس
 اتباع کو دوسری آیت میں بلفظ اطاعت تعبیر کیا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول
 فان توفوا فان اللہ لا یحب الکافرین اس آیت میں وہ وعید شدید ہے جس کا کچھ بیان
 نہیں ہے کیونکہ ترکِ طاعت رسول پر کفر کا اطلاق کیا ہے اطاعت رسول کے سوا
 اسکے نہیں ہو سکتی ہے کہ جو کچھ رسول نے جس طرح پر فرمایا ہو اس کو قبول کرے خلاف
 اس کے کوئی قول صادر نہ ہو کیونکہ اعراض کرنا اس طاعت و شانِ کفار کی ہوتی ہے
 نہ اہل ایمان کی جب تک حکیم رسول سے دل تنگ ہوا اور سوا حکم رسول کے دوسرے
 کی راہی پسند آئی تو اب ایمان کا خدا حافظ ہو اسی لیے دوسری آیت میں قسم کہا کہ
 نفی ایمان کی ایسے شخص سے کی ہے جو حضرت کو حاکم و حکم اپنا نہیں کرتا ہے قال تعالیٰ
 فلا وربک لا یؤمنون حتیٰ یحکمواک فیما شجرتہ بینہم فلا یدعون فی انفسہم حرجًا
 عاقضت و یسلوا تسلیمًا یہ ذکر تو زمانہ حیاتِ نبوی کا تھا اب بعد مات کے بھی
 وہی حکیم کتابِ سنت کی قیام قیامت ففتح صورتِ باقی ہے فخر الدین رازی کہتے ہیں ظاہر
 آیت دلیل ہے اس بات پر کہ تخصیصِ نص کی قیاس سے جائز نہیں ہے کیونکہ آیت
 دال ہے وجوبِ متابعتِ قولِ حکمِ نبوی پر علی الاطلاق تو اب عدول کرنا اس سے

کہا ہو یہ دلیل برین ہے عدم تقسیم بدع پر اگر کوئی فرد بدعت کی ضلالت نہوتی تو یہ کلمہ
 مطلقہ ارشاد نہوتا اس سے معلوم ہوا کہ یہ کلمہ عام و شامل ہے ہر بدعت کو خواہ او کو
 حسن کمین یا سیدہ تخصیص اس عام کی بدون کسی دلیل مقدم یا مساوی کے نہیں ہو سکتی
 اور دلیل موجود نہیں ہر ایک طائفہ فقہاء و فروع نے تقسیم بدع کی کی ہو ان کو متقابل
 میں دوسری جماعت فقہاء قائل عدم تقسیم کی ہے جیسے شیخ احمد سہروردی مجدد الثانی
 اور صاحب رد الاشراک اور سید حسن قنوجی و سید احمد قنوجی و سید محمد بن امیر سیانی اور
 علامہ قاضی شوکانی وغیرہم علاوہ اسکے یہ حدیث صحیح مسلم کی ہر احادیث دیگر کتب
 سنن کمال حجت معارضہ کے ساتھ حدیث مسلم کے نہیں رکھتے ہیں حضرت نے
 اس حدیث میں لفظ جمع کا فرمایا ہے جو شامل ہے ہر محدث کو اور محدثات پر اطلاق
 شرک کیا ہو سو شرع میں خیر نہیں ہوتی ہے پھر کس طرح کوئی محدث خیر یعنی حسنہ ہو سکتا ہو
 ہر بدعت کو مگر ابی قرار دینا باعلیٰ صوت منادی ہے اس بات پر کہ کسی بدعت میں
 ہدایت نہیں ہو غرض کہ حدیث اپنے اطلاق پر ہے ہرگز او میں رائے تخصیص کا نہیں ہے
 ذمہ بدعت و اہل بدع میں جتنے احادیث آئے ہیں ان میں کہیں اتنا پتا حسن و خیر کا
 نہیں ہو کسی حدیث میں بدعت کو نار میں فرمایا ہو کسی جگہ مبتدع کو با دلم سلام ہر ایک
 کسی جگہ بدعتی کی تو قیر سے منع کیا ہو کسی مقام میں بدعت کو رافع سنت کہا ہو یہاں
 الفاظ و عبارات استیصال حسن بدع کرتے ہیں بلکہ مذمت بدع کی خود قرآن میں آئی ہے
 فرمایا ہو و رہبأبہ ابتداء و ما کتبناھا علیہم معلوم ہوا کہ بدعت کا حکم خدا کی

رد کے ساتھ بعض بدع کے بلا مخصص سے یہاں نہ کوئی تخصیص عقلی ہے نہ نقلی تو دوسری
 نے کہا ہے کہ اس حدیث کا یاد رکھنا اور ابطال منکرات میں استعمال کرنا چاہیے اور
 اس استدلال کی بھی اشاعت لائق ہے طوفانی نے کہا ہے اس حدیث کا نام اگر نصف دائرہ
 شرع رکھا جاوے تو مناسب ہو انتہی اس حدیث میں احداث کو مردود فرمایا ہے یہ
 احداث نزدیک اہل علم کے دو طرح پر ہو ایک وہ جسکی حاجت زمانہ سلف میں نہ تھی
 لیکن بعد اوسکے ہوئی اور وہ بشارۃ النص ثابت ہے جیسے حدوث صرف و نحو واعراب
 قرآن کا اور تالیف علم فقہ و اصول و نحو ہما کے سو یہ چیزیں بسبب وجہ و نظیر و مثال
 وغیرہ کے بدعت نہیں ہیں اور نہ ان سے کوئی خرابی دین کی اور رفع کسی سنت کا پایا گیا
 دوسرا وہ احداث ہو جو اوہل ملت میں بے انکار جاری نہوا جیسے لوگ و مسافت
 میں مرتے تھے مگر تیار و سوان چالیسواں فاتحہ وغیرہ نہوتا تھا یا تھاج ہوتے تھے مگر
 سابق آتش بازی صحف آرسی وغیرہ رسوم کا وجود تھا سو اس طرح کا احداث خواہ عمل
 میں ہو یا قول میں یا عقیدے میں بدعت و باطل و مردود ہے یہی حدیث دلیل ہے
 رد تقسیم بدعت پر طرف حسنہ و سیدہ کے بھی نیل وغیرہ میں استدلال مذکور سبط کے ساتھ
 مسطور ہے واللہ اعلم بابرکالفظ مرفوع یہ ہوا ما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و
 خیر الہدیٰ محمدی محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم وشر الامم محمدی ثانیہا وکل ما عتضلا
 رواہ مسلم اس حدیث میں کتاب سنت کو خیر سمجھایا ہے اور محدثات کو شر بتایا ہے یہ محدثات
 شامل ہیں ہر امر اعتقادی و قولی و فعلی کو پہر ہر بدعت کو بلا تخصیص کسی نوع کی ضلالت

قرآن و حدیث میں نہیں آئی ہے ہم اس کو کیوں برا جانیں سو یہ بات غلط ہے بلکہ بات یوں ہے کہ جس کام کی ہمو خدا و رسول کی طرف سے اجازت نہیں ہوئی ہو وہ کام ہمو منع ہو خصوصاً جبکہ برخلاف اصول اسلام کے ہو ورنہ یوں تو مسکوت عنہ غیر مخالف اصول معاف ہوتا ہے ابن مسعود کہتی ہیں حضرت نے فرمایا ہے اللہ نے کوئی نبی کسی امت میں نہیں بھیجا لیکن اس کی امت میں کچھ اسکے دوست خالص تھے پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئے جن کا قول موافق فعل کے نہ تھا وہ کام کرنے لگے جس کا حکم ان کو نہ تھا سو جو کوئی اونسے ہاتھ سے لڑیگا وہ مومن ہے اور جو کوئی زبان سے لڑیگا وہ مومن ہے اور جو کوئی دل سے لڑیگا وہ مومن ہے اور بعد اسکے ایمان برابر دانہ رائی کے بھی نہیں ہو و اہ مسلم اس حدیث میں حکم ہے کہ اہل بے سے مجاہدہ کرنا چاہئے ہاتھ سے جہاد کرنا کام ائمہ کا ہے اور زبان سے جہاد کرنا کام علماء کا ہے اور دل سے جہاد کرنا کام عوام اہل اسلام کا ہے معلوم ہوا کہ جو شخص ان تینوں قسم کے مجاہدے سے خالی ہے وہ مومن نہیں ہے اس لیے کہ کوئی چوتھی شق واسطے بقاء ایمان کے اس جگہ نہ کر نہیں فرمائی یہ وہ نفی ہے جس سے بدن پر بال کھرے ہوئے ہیں دل کا سچا قرہین اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر مجاہد بدعت کا ایمان باقی نہیں رہتا ہے تو پھر جو خود موجود بدعت کا ہوگا اسکے ایمان کا خدا حافظ ہے وہ تو کسی طرح مومن نہیں رہ سکتا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ ازالہ بدعت میں جہا تک کشش و کوشش ہو سکے بجا لائے اور بدعت کے کام کو مٹائے زبان سے اہل بے کو نصیحت اور بدعت کی فضیلت کرے اور باعتیوں سے

نہیں ہوتا ہے اسی جگہ سے یہ بات ٹھہری ہو کہ دین میں نئی بات نکالنا گویا اپنی ایک
 شرع جدی مقرر کرنا ہے یا قرآن و سنت میں نقصان ثابت کرنا گویا یہ دعویٰ ہو کہ
 یہ بات نہ خدا نے قرآن میں کہی اور نہ رسول کو معلوم ہوئی کہ وہ کہہ جاتے اب ہم نے
 نکالی سو جو دعویٰ ایسا ہو کہ ہمیں ایسی بری بات نکلے تو وہ صریح گمراہی ہو اسی لیے
 بدعت کا کام سب بد کاموں سے زیادہ تریدہ ہو بدعتی کو تو یہ نصیب نہیں ہوتی کیونکہ
 وہ بدعت کو نیک کام جان کر کرتا ہے اور سکو خیال تو یہ کہ کیوں آنے لگا ولہذا حضرت نے
 فرمایا ہے کہ سب بدعتیں گمراہی ہیں اور ان میں شر ہی شر ہے خیر کی ہوا بھی نہیں اس
 صورت میں اہل بدعت کو امید خیر کی استعمال بدعت میں رکھنا عکس القضیہ ہوتا ہے
 کسے درجن کا چہ قلب جو یہ اضاع العمر فی طلب المحال
 وعن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ابغض الناس الى الله
 ثلاثة الى قوله ومبتغ في الاسلام سنة الجاهلية رواه البخاري اهل علم كميون
 ہر محدث و بدعت سنت جاہلیت ہوا ہل کتاب سی وجہ سگر اہ شہرے کہ انہوں نے
 دین اسلام میں بدعات نکالے تھے سو ایسا شخص سب سے زیادہ اللہ کو دشمن ہوتا ہے
 جسکو یہ منظور ہو کہ اور سکار پشمن ہو جائے تو وہ بدعت نکالے یا کسی بدعت پر چلے
 یہ بات او سکو بی تکلف حاصل ہو جاو گی اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ ایک قسم کی بد
 یہ بھی ہوتی ہو کہ اگلے کافروں کے رسوم و عادات کو اسلام میں جاری کر دیا
 وہ رسم و عادات اسلام میں نئی نکلی بعض جاہل کہتے ہیں کہ جس کام کی صریح بُرائی

مراد محدثات امور سے وہ کام ہیں جو زمانہ نبوت اور زمانہ صحابہ و تابعین میں نہ تھے اس حدیث کو احمد و ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کیا ہے یہ حدیث دلیل ہے دو امر پر ایک وجود اختلاف پر دوسرے حدوث بمع پر پہلو اختلاف سے تحذیر فرمائی ہے فہم بدعت کی معلوم ہوا کہ یہ دونوں کام خلاف سنت ہیں بدعت بہتر فرقے نکلے اختلاف سے چار فرقے اس کثرت سبل کا ذکر دوسری حدیث میں بروایت ابن سعد و فروعا یوں آیا ہے کہ حضرت نے ایک کلمہ کھینچی ہے کہ یہ اس کی راہ ہے پر اس کلمہ کے دائیں بائیں اور کلمہ سب کھینچ کر کہا کہ یہ راہیں ہیں ہر راہ پر انہیں سے ایک شیطان ہے جو طرف اس راہ کے بلاتا ہے یہ کہتے ہیں

وان هذا صراطي مستقيما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله
 ذلکم وصاکم بہ لعلکم تتقون رواہ احمد والنسائی والدارمی یعنی اس کی راہ سید ہی شاہ راہ ہے اس پر چلو اور کئی راہیں مت چلو کہ وہ راہیں تم کو میری راہ سے ہکا دنگی پھر حضرت نے اسکی مثال بنا کر سجدہ یا کہ شرع کی راہ سید ہی طرف خدا کی گئی ہے اور اس راہ کے آس پاس لوگوں نے بدعت کی راہیں نکال کر اس راہ میں ملا دیں ہیں سو ہر ایک راہ پر اون راہوں میں سے ایک ایک شیطان بیٹھا ہوا اپنی طرف بلاتا ہے اور اس بدعت کی خوبیاں اور تاویلین اور حیلے حوالے سمجھاتا ہے سو تم ان راہوں پر نہ چلو معلوم ہوا کہ ایمان کا مقتضایہی ہے کہ قرآن و حدیث کی سید ہی راہ اختیار کرے اور راہوں پر نہ چلے جو کوئی کئی راہیں چلتا ہے یا شرعی

دوستی نہ کرے بقدر مجاہدہ کے اور سکا ایمان قوی و کامل اور بقدر مدہنت کے
ضعیف و مفقود ہوگا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جس کام کا حکم نہوا اگرچہ منع بھی نہ کیا ہو
تو وہ کام بھی کرنا بدعت ہو جیسے اذان میں بجای چار تکبیر کے پانچ تکبیر کرنا یا دو
فجر کی جگہ پر چار رکعت پڑھنا کہ ایسے کام سے بھی منع کرنا ضرور ہو مانع کو اس جگہ
فقط یہی دلیل کافی ہے کہ اسکا حکم شرع میں دلالت یا اشارۃ نہیں آیا قائل و قائل
کے لیے البتہ دلیل چاہیے خواہ آیت ہو یا حدیث غرض کہ اس حدیث میں خبر دی ہے
حدوث بدع سے بعد زمانہ نبوت کے اور ذم کے ہے خلف بتدعین پر اس سے
اصح تر حدیث عرباض بن ساریہ ہو اسکا لفظ یہ ہو فاندہ من بعث منک بعد یے
فسیری اخلافا کثیرا فعلمیکہ بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين المحدثين بسکوا
بہا وعضوا علیہا بالوافاد اس سے معلوم ہوا کہ حدوث اختلاف کثیر کا قرینہ نہ
نبوت کے بعد وفات نبوی ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا اسل خلاف کا حال رسالہ
کشف الغمہ میں سننے لکھا ہے زمانہ صحابہ میں بعد حضرت کے بدعت قدر بدعت مروج
و بدعت اعتزال وغیرہا حادث ہوئے پہر حدوث بدع کا روز افزون ہوتا رہا تک
کہ جب قرون شہود لہما گزر گئے اور چوتھی صدی آئی تب ہی کم کم خاص جماعت اہل
میں بدعت تقلید رجال و مذاہب حادث ہوئے لیکن شیوع عام اور سکا نہ تھا نہ ایسا
جو کہ اب بعد چہ ہوسال ہجری کے ظاہر ہوا اسی حدیث میں بعد ذکر حدوث اختلاف
کثیر کے یہی فرمایا ہوا یا کہ و محدثات الامور فان کل محدثۃ بدعة وکل بدعة ضلالة

لیکن صحیح تقسیم موافق تحقیق علماء حدیث کے وہی ہے جو عنینے رسالہ کشف الغمہ میں
 مقریزی سے نقل کی ہے رہی یہ بات کہ فرقہ ناجیہ بھی اہل سنت و جماعت ہیں
 اور یہ راہ انکی صراط مستقیم و سبیل خدا ہے باقی سارے سبل جو سوا اس اہل سنت
 وہ سبل نارہن اسکی کیا شناخت ہے کیونکہ ہر فرقہ آپ کو راہ رست پر جانتا ہے سوا اسکا
 جواب یہ ہے کہ کوئی شے مجرد و عوسے تمام نہیں ہوتی ہے جب تک کہ کوئی برہان
 نہ ہو سہاری برہان یہ ہے کہ دین اسلام نقلاً آیا ہے مجرد عقل بیان افی نہیں ہے
 اخبار متواترہ احادیث متکاثرہ آثار متوافرہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ سلف
 اس امت کے یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین و من بعدہم من المؤمنین اہل سنت و جماعت
 عقیدے و طریقہ اہل سنت پر تھے یہ سارے بدع و ابواء و اقوال بعد صدر اول
 حادث ہوئے ہیں سلف نے قاطبۃ اہل احداث و بدعات سے رابطہ محبت و صحبت
 قطع کر دیا تھا اور اوپر رد کرتے تھے ساری محدثین ملت جمیع اصحاب صالح ستہ و غیرہم
 اسی منہج اعدل پر گزرے ہیں آمیہ اربعہ فقہاء بھی اسی چال ڈھال پر تھے اشعریہ ماترید
 کا بھی یہ رنگ ٹہنک تھا اس وجہ سے ان لوگوں کا نام اہل سنت و جماعت ٹھیرا یہ نام
 مبارک ماخوذ ہے سنت و قول جماعت سے یہ کچھ ویسا لقب نہیں ہے جو اہل بدع نے
 اپنے لیے یا اہل سنت نے انکے لیے بنا سبت انکے احداث کے رکھا ہے
 جیسے معتزلہ شیعہ مرجیہ وغیرہ سو جو کوئی کسی جہاد فقہی یا قیاس فرعی یا راسی فلسفی یا
 ہوا سی بدعی یا اعتقاد شرکی یا لطیفہ تصوفی کو کسی اونے سنت صحیحہ پر قدم کرتا ہے

نئی راہ نکالتا ہو تو وہ شیطان کی راہ پر جاتا ہے اس حدیث میں جس طرح حضرت سے
 بحوالہ قرآن شریف اتباع سبیل سے نہی آئی ہے اسی طرح ایمہ اربعہ مجتہدین نے
 بھی اپنی اپنی تقلید سے نہی فرمائی ہے اس سے معلوم ہوا کہ چار مصلون کا کوئی
 ہونا اور اہل سنت کا چار مذہبون پر متفرق ٹھہرنا خلاف مقصود خدا و رسول بلکہ
 منہی عنہ ہے اہل حاصل مراد سبیل واحد استیصال سے صراط مستقیم کتاب سنت جو سپر
 تیرہ سو برس سے اہل حدیث سالک ہیں مراد مکیرون سے محدثات امور و طرق بدع
 ہیں وہ سب کچھ ہیں اسی لیے انہیں سے ہر راہ پر ایک شیطان کا موجود و دعویٰ
 ہونا بتایا ہے معلوم ہوا کہ سارے محدثات و بدع خطوات شیطان ہیں نہ سبیل رحمان
 تعداد ان خطوط کی کسی حدیث میں نہیں آئی ہے مگر تفسیر مدارک میں بحوالہ ایک حدیث
 کے یہ ذکر کیا ہے کہ ایک توسید ہا خط تھا اور باقی دائیں بائیں اوسکے چہرہ خط تھو
 پھر جب ہر خط کو انہیں سے چہرہ بار لیا گیا تو یہ سب بہتر رہیں ہوئیں انتہی بعض
 اہل علم نے کہا ہو کہ اگرچہ یہ عدد بہتر فرق کا حدیث صحیح میں آیا ہو لیکن اس طرح پڑ
 جس طرح کہ صاحب مدارک نے ذکر کیا ہو بلکہ اس طرح واقع ہے جس طرح کہ قوف
 میں کہا ہو کہ بڑے فرق اسلامیہ آٹھ فرقے ہیں معتزلہ شیعہ خوارج مرجیہ جبریہ
 مشبہ نجاریہ ناجیہ پر کہا ہے کہ معتزلہ بس فرقے ہیں اور شیعہ بائیں اور خوارج
 اور مرجیہ پانچ اور نجاریہ تین اور جبریہ و مشبہ و ناجیہ کے فرق ذکر نہیں کیے
 پر ناجیہ فرقہ اہل سنت و جماعت کو بتایا ہو یہ سب تہتر فرقے ہوسکتے

مَنْ بَعْدِي مِنْ سُنِّي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُسْلِمٌ كَالْقَطْرِ ابُو هُرَيْرَةَ سَوْفَ قَطَا تَنَا سَه
 بَدَأَ الْإِسْلَامَ غَرِيبًا وَسَبْعُونَ دَلِيلًا بَدَأَ فَطَوَّبَ لِلْغُرَبَاءِ يَعْنِي آخِرَ زَمَانٍ مِثْلَ مِثْلِ الْإِسْلَامِ
 كِي بَاتِمِينَ إِيْسَى هُوَ جَانِئِي جَيْسِي كُوْنِي مَسَافِرْ هُوَ مَا هِيَ كِه اَوْ سَكُو كُوْنِي نَهِيْن جِيَانَتَا اَوْ لُو كِه
 اَوْ سَكُو بِيْكَانَه جَانَتِي هِيْن اَوْ رَابَتَا مِيْن بِيْجِي اِسْلَام كُو كُوْنِي نَهِيْن جَانَتَا تَحَا اَوْ رَعْب كِه
 كَا فَرِ سِلْمَانُوْن كُو اَنُكْشَت نَا كَرْتِي تَحِي دِيْ سِي هِي آخِرَ زَمَانٍ مِيْن دِيْنِ اِسْلَام كِي
 اَصْل بَاتُوْن كُو كُوْنِي نَهِيْ جَانِيْكَ اَوْ سِلْمَانُوْن كُو لُو كِه اَنُكْشَت نَا كَرِيْكَ غَرَضَكِه يَه حِدِيْ
 دَلِيْل هِيْ غَرَبِ اِسْلَام پَر اَوْ رَاو مِيْن بَشَارَتِ هِيْ دَا سَطِيْ غَرَبَا كِه كِه جُو لُو كِه سُنْت كُو
 جَارِي كَرِيْن اَوْ رِبْعَت كُو رُو كَرِيْن اَوْ نَكَا بَرَا مَرْتَبِيْ اَوْ رِيْ بَات دِيْنْدَارِي كِي هِي
 اَوْ رَا كَرَانِ بَدْعُ وَا هُوَ اَوْ تَقْلِيْدَاتِ رَجَال كُو نَوَجِبْ غَرَبَتِ كَا نَه سَمَجَا جَاوِيْ تُو پَر كُوْنِ
 شِيْ مَصْدَاقِ اِسْ غَرَبَتِ كِيْ تَسْمِيْرِيْ اَوْ رَا كَرِيْ مَصْلِحِيْن مَفَاسِدِ دِيْنِ غَرَبَا نَهْوَنُكِيْ
 تُو پَر وَه كُوْنِ غَرَبَا هِيْن جِيْكَ اِسْ حَدِيْثِ مِيْن ذِكْرِ آيَا هِيْ رَسَالَه كَشَفَ اللّٰهُ عَنْ غُرَبَةِ
 الْاِسْلَامِ مِيْن تَقْضِيْلِ اِسْ غَرَبَتِ اَجْمَالِيْ كِيْ بَيَانِ كِيْ كُنِيْ هِيْ اَبْنِ عُمَرُو مَرُوءَا كَقْتِيْ هِيْن
 اَوْ يَكَا مِيْرِيْ اِسْتِ پَر وَه حَالِ جُو آيَا تَحَا بَنِيْ اِسْرَآئِيْل پَر جَيْسِيْ اِيْكَ جُو تَا بَرَا بَر دَوَسَرِ
 جُو تِيْ كِه يَهَا تَك كِه اَكْرَاو نَهِيْن كَسِيْ نِيْ اِسْنِيْ مَانِ سِيْ عَلَانِيَه زَا كِيَا هُو كَا تُو مِيْرِيْ
 اِسْتِ مِيْن بِيْجِيْ وَه شَخْصِ هُو كَا جُو يَه كَامِ كَرِيْكَ اِبْنِيْ اِسْرَآئِيْل بَهْتَرُ فَرَقِيْ هُو رُكْنِيْ
 سِيْرِيْ اِسْتِ تَهْتَرُ فَرَقِيْ هُو جَاوِيْ وَه سَبْ اَكْ مِيْن جَانِيْكَ مَكْرَا يَكْ مِلَتِ وَا كِيَا
 وَه كُوْنِ هِيْن اِسْ رَسُوْلِ خَدَا فَرْمَا مَاتَا اَنَا عَلَيْهِ وَا صَحَابِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ يَعْنِي ع

وہ فرقہ ناجیہ سے خارج ہو جاتا ہے وہ باوجود ترک سنت و مفارقت جماعت کے کسی طرح اہل سنت و جماعت میں نہیں ٹھہر سکتا ہے اس نام کا مصداق تو وہی شخص ہوگا جو سر مو مخالف سنت کے نہیں ہے اور سیرت سلف کا تابع ہے وہ سیرت و نبی یہی اتباع قرآن و حدیث تھا حب اللہ بغض اللہ اور کما بان تھا وہ ذات خدا میں کسی لائم کے لوم سے ڈرتے تھے اور نہ کسی لالیعنی میں خوض کرتے تھے نہ دین حق میں کسی کے ایسے مقلد تھے کہ باوجود ظہور نص کتاب و سنت کے اسکی بات چلین اور خدا و رسول کا موٹہ نہ کریں اور نہ مدنیہ دل میں سوارایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی کے راسی کی رایت نہ تھی اور نہ کوئی نشان سوانشان متحرک عظیم الشان کے تھا سوسب زیادہ استحقاق اس نام کا انہیں کو ہے اسی لیے حدیث بلال بن عمارت مرنی میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا جس نے زندہ کیا میری سنت کو جو بعد میرے مر گئی ہے اور اسکو اجر ہوگا مثل عاملین کے بلا نقصان ان کے اجر کے اور جس نے نکالی کوئی بدعت ضلالت جسکو اعدا و رسول پسند نہیں کرتے ہیں وہ سپر گناہ ہوگا مثل عاملین کے بلا نقصان ان کے گناہوں کے رواہ الترمذی یہ حدیث یہ بات سمجھاتی ہے کہ بعد حضرت کے سنن مرجائینگے بدع ظاہر ہونگے مجبی سنت کو برابر جہاں حال کے اجر ملیگا بدعت کو برابر جہاں حال کے وزر ہوگا ایضاً اسکا دوسری حدیث عمر و بن عوف سے مرفوعا یوں ہوتا ہے کہ ان الدین بدء غریبا وسیعوز کجا بدء فطوبی الغریباء وہم الذین یصلحون ما افسد الناس

ہو سکا کہ المسلمین مستقبل یہ حدیث اس پر بھی دلیل ہے کہ فرقہ ناجیہ اب بعد زمان
 آنحضرتؐ اور بعد صحابہ کے وہ ہے جو کہ ان کی سیرت و صورت پر ہوا کی صراحت
 دوسری حدیث ابن عمرؓ و مین مرفوعاً نزدیک حاکم کے یوں آئی ہے فقیل لہ ما
 الواحد قال ما انا علیہ الیوم واصحابی یعنی جب حضرت سے یہ کہا گیا کہ وہ فرقہ
 واحد ناجیہ کیا ہو فرمایا وہ جو آج کے دن میرے اور اصحاب کے چال ڈھال پر ہے
 قیام الیوم کی نص پر محل نزاع میں معلوم ہوا کہ معتبر شرائع دین میں وہی چیز ہے جو
 زمانہ نبوت میں سامنے اصحاب نبوت کی موجود و معمول تھی نہ وہ چیز جو بعد اوس بننے
 کے حادث و موجود ہوئی ہو شخص اپنے حال قال فقال کو اس حدیث پر عرض کر کے
 اور اوس وقت کی سیرت و ہڈی سے ملا کر معلوم کر سکتا ہے کہ وہ ان کے طریقے پر ہے
 یا نہیں ہے اگر میزان عدل میں اعتقاد او عملاً پورا نکلا تو بے شبہ فرقہ ناجیہ میں داخل
 ہے گو عمل میں بہ نسبت ان کے قاصر ہوا و رجو کم عیار آیا تو جان لے کہ وہ فرقہ ناجیہ
 میں نہیں ہے یہ موازنہ بوجہ ضبط ہونے سائر احوال و اقوال و افعال نبوت کے
 کتب سنت و سیر میں بہت آسان ہے کچھ مشکل کام نہیں ہو خصوصاً اوس صورت میں
 کہ خود شائع علیہ السلام نے حال آئندہ و بع پائندہ پر آگاہ کر دیا ہو فرمایا قریب ہو
 کہ نکلیں گے سیری امت میں وہ قومیں جن میں ہوا و داخل ہونگے جس طرح کہ لگ کر یہ میں
 اثر ہوتا ہو کوئی رگ و جوڑ نہ بچے گا مگر وہ ہوائی اوس میں داخل ہوگی مراد ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا
 و محاثات امور و دخول رای فی الدین و تقلید حال بلا برہان و سلطان ہی حدیث

جسپہ میں ہوں اور میرے یار میں احمد و ابوداؤد کا لفظ معاویہ سے یہ ہو کہ بہتر نار
 میں ہونگے ایک جنت میں ہو گا دھی الجماعۃ یعنی ناجی ہی اہل سنت و جماعت کا گروہ
 ہو پس بس لفظ ما انا علیہ سنت مراد ہو اور دھی الجماعۃ سے جماعت اہل سنت
 انکو جماعت اسلئے کہتے ہیں کہ یہ سب کلمہ حق پر مجتمع ہیں اہل سنت اسلئے کہتے ہیں کہ
 سنت بمعنی حدیث ہو یہ لوگ حدیث پر عمل کرتے ہیں جس طرح کہ طریقہ سلف است کا
 تھا سلف کہتے ہیں زمانہ صحابہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن عفون کا
 نام وقت انکے انتقال کے سلف صالح رکھا تھا یہ روایت کتاب واجر میں مروی
 ہے ابوداؤد و نسائی و ترمذی و ابن ماجہ کا لفظ ابوہریرہ سے یہ کہ یہود اکثر فرقہ ہو گئے تھے
 بہتر فرقہ ہو گئے میری امت تشریف فرما ہو جاوے گی اسکو حاکم نے صحیح کہا ہے اور احمد و ابوداؤد
 و حاکم نے اسکو معاویہ سے یہی روایت کیا ہے اتنا لفظ نزدیک حاکم کے زیادہ ہے
 کلھا فی النار الا واحدۃ وہی الجماعۃ ابن ماجہ کا لفظ عوف بن مالک سے مرفوعاً
 یوں ہے ایک فرقہ جنت میں ہے اور بہتر فرقہ نار میں کہا ہے رسول خدا وہ فرقہ جنتی
 کون ہے فرمایا الجماعۃ احمد کا لفظ انس سے یہ ہے پوچھا ہے رسول خدا وہ فرقہ کون ہے
 فرمایا جماعت ہے یہ حدیث بہت الفاظ و طرق سے آئی ہے یہ نص ہے محل نزاع میں
 کیونکہ افادہ کرتی ہے اس بات کا کہ مراد جماعت ہے جماعۃ صحابہ ہے اور یہ بات بھی سہمی
 سے کہ یہ نام ہمارا نام سنوں ہے نہ اسم بتعجب و یہ لقب بکوشارح علیہ السلام بخشتا ہے
 جس طرح کہ سب سے پہلے ہمارا نام سلمان حضرت ابراہیم خلیل الرحمن علیہ السلام نے رکھا

کی یہ بھی ہر صبح سے شام اور شام سے صبح تک کسی متبع سنت کا دل میں بغض کوئینہ
نہو سنت پر عمل کرنے کا اجر حدیث میں بحساب آیا ہے ابو ہریرہ فرموا کرتے ہیں
جس نے تسک کیا ساتھ میری سنت کے وقت فساد است کے اوکو سو شہید کا
اجر ہے رواہ البیہقی فی کتاب الزہد من حدیث ابن عباس اس حدیث میں بشارت
عظیمہ ہے واسطے عامل بالحدیث کے اس لیے کہ تسک عبارت ہے عمل کرنے سے سنت پر
اور مراد فساد سے برع و جمالات ہیں جنہیں اکثر لوگ بتلا رہتے ہیں اور جبکہ ایک شہید کا
اجر غیر شہید سے کہیں بڑھ کر ہے تو سو شہید کے اجر کا کیا حساب ہے مراد شہادت سے
اس جگہ شہادت فی سبیل اللہ ہے نہ شہادت صغریٰ اس لیے کہ عمل بالحدیث میں
وہ آفات و امتحانات ہوتے ہیں جنکی برابری سو مشقت و محنت جہاد فی سبیل اللہ
کے کوئی شہ نہیں کر سکتی یہ نہ کہیر الاخوان میں کہا ہے کہ اب دسی اختلاف بدعت
کا وقت ہے کہ ہر شخص اپنی گاتا ہے اور جو جسکے جی میں آتا ہے بید ٹھک کرتا ہے کوئی
کسی بدعت کو فرض جانتا ہے اور کوئی واجب اور کوئی سنت اور کوئی مستحسن
اور کوئی مصلحت وقت اور کوئی بزرگوں کی رسم سو ایسے وقت میں جو کوئی سنت
پر چلیگا اور اس بدعت کو کنارہ کرے گا اوکو سو شہید کا ثواب ملے گا اس لیے کہ ہزاروں
بدعتی اوسکے دشمن ہونگے اور اوسکو برا کہیں گے بلکہ اوسکی جان و آبرو کھو نیکی
فکر میں رہینگے اور وہ موافق سنت کے صبر کرے گا اس لیے اتنا بڑا ثواب پائیگا
انتہی جا برکتے ہیں عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم یہود سے کچھ باتیں سنتے ہیں وہ ہمکو

دلیل ہے اس بات پر کہ جو لوگ میرے اور اصحاب کے عقیدے اور طریقے اور
 رسم و عادت یعنی سنت کے موافق عمل کرتے ہیں اور کریگے وہ بہشتی ہونگے
 اور باقی سب فرتے جو بدعت کی نئی نئی باتیں نکال کر متفرق کر دے ہوں گے میں وہ
 دو زخمین جائینگے گو بعض کو او نہیں سے بسبب خفت بعض بدعات کے خلونہو
 لکن بخول او کا نارمین ہو جب اس حدیث کے متعین ہو اور فرقہ ناجیہ میں اکثر لوگ
 جہنم سے دور رہیں گے او کو دخول بھی نہوگا اگرچہ بعض فساق بسبب ایسے کتاب کباب
 کے واسطے ایک مدت کے داخل نار ہونگے خواہ وہ مدت قلیل ہو یا کثیر غرضکہ
 کم و بیشی کرنے والا عقائد و اعمال و رسوم و عادات سلف پر مبتدع مستحق نار ہوتا
 جس طرح کہ پابند او کی راہ و رسم و عقیدہ و عمل و فعل و قول و حال کا جنتی اور ناجی
 ہوتا ہے والد علم **ف** حدیث انس میں نزدیک ترمذی کے آیا جو خود دوست
 رکھا میری سنت کو او نے دوست رکھا جھکوا اور جس نے دوست رکھا جھکوا وہ ساتھ
 میرے ہوگا جنت میں معلوم ہوا کہ محب سنت محب ہوا ہو اسکو مرافقت
 حضرت کی جنت میں ہاتھ آتی ہے سو جبکہ نری محبت سنت کا یہ ثمرہ نافع ہے تو
 عامل بالسنۃ کا خدا جانتے کیا کچھ مرتبہ عالی نہوگا اس حدیث سے یہ بھی سمجھا گیا ہے
 کہ جو کوئی مخالف سنت ہو کر مدعی حضرت کی محبت کا ہو وہ کاذب ہی حضرت کی
 دوستی تو یہی ہے کہ سنت کے موافق عمل کرے یہ ہی ثابت ہوا کہ عامل بالسنۃ
 بڑے درجے کا بہشتی ہے کہ بہشت میں حضرت کے ساتھ ہوگا ایک سنت حضرت

ولت بیضا، پر عمل کرتے پر یہود و نصاریٰ کس قطار و شمار میں ہیں اور ملا سولوی
 شیخ مجتہد پیر مشہد کی کیا گنتی و ہستی ہو کہ کوئی اون سے باتیں اون کی راسی و قیاس کی
 سیکے ہم اگر اون سے دین کی باتیں لین تو گویا ہم نے اپنے دین کو ناقص و راونکے دین
 یا اجتماع کو کامل جانا سو اس بات سے ایمان میں نقصان آتا ہو حدیث ابو امامہ میں
 فرمایا ہو کہ گمراہ نہیں ہوئی کوئی قوم بعد ہدایت کے جس پر وہ پیشتر تھی مگر دی گئی جدل
 پر یہ آیت پڑھی حاضر بولے لا الہ الا جلالہ ہم قوم خصمون رواہ احمد والترمذی
 وابن ماجہ ہدایت ہو مراد اس جگہ قرآن و حدیث ہو جو کوئی انکو چوڑ دیتا ہو وہ گمراہ
 ہو کر جہگڑے میں پڑ جاتا ہو اس حدیث سے مذمت علم جدل کی بخوبی ثابت ہو اور آیت
 شریف او سکی مؤید ہے یہ جدل ایک عمر دراز سے سارے فرق اسلام میں جاری و
 ساری سے جتنے بدعات و محدثات اس ملت حقہ میں زمانہ صدر اول سے اب تک
 حادث ہوئے ہیں یہ سارا نتیجہ اسی جدل کا ہے فقط ایک گروہ اہل حدیث اس
 جنگ و عافیت میں رہا ہو و لہذا محمد حضرت کے وقت میں اکثر کافر لوگ حق بات کو
 جانتے تھے مگر ہر جہگڑتے بحث کرتے امد نے قرآن میں کہا کہ یہ نری جہگڑالو
 ہیں یہ گفتگو کچھ واسطے تحقیق حق کے نہیں کرتے ہیں بلکہ اسلیے کہ حق بات نکالیں
 سبحان امد ایک مسلمان تو قرآن و حدیث سے یہ بات ثابت کرتا ہو کہ فلاں کام
 ناجائز یا بدعت ہو او سکا کرنا بچا ہے دوسرا او سके مقابلے میں یہ کہتا ہو کہ میں تو
 اس کام کو جائز اور حسنہ سمجھونگا کیونکہ یہ کام میرے باپ دادا سے یا شہر کے

اچھی معلوم ہوتی ہیں بھلا ہم انکو مکہ کہیں حضرت نے فرمایا کیا تم تحیر ہو جس طرح
 کہ یہود و نصاریٰ تحیر ہیں میں تو لایا ہوں اس ملت کو پاس تمہارے صاف ستھرا
 اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو گنجائش نہوتی انکو مگر سیری پیری کی سزاہ احمد البیہقہ
 فی شعبہ الایمان یہ حدیث دلیل ہے دو امر پر ایک واضح و ظاہر ہونا اس شریعت کا
 اس میں اشارہ ہے ہر طرف عدم احتیاج اقلیہ و تقاریع کے دوسرے جائز نہونا اتباع
 غیر کا گو پیغمبر کیوں نہ ہو چہ جای اتباع آحاد است و تقلید مجتہدین ملت کے کریمہ
 اذا تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ و الرسول میں حکم کیا ہے رجوع کرنے کا طرف
 قرآن و حدیث کے وقت اختلاف و تنازع کے پہر اس رجوع و رد کو معلق کیا ہے
 ایمان بالمد و یوم آخر پر معلوم ہوا کہ جو شخص نزاع یا بھی کار و طرف کتاب سنت کے
 نہیں کرتا ہو وہ منکر ہے المد و قیاست کا یہ بھی معلوم ہوا کہ مرجع تنازع امر کا دین
 طرف انہیں و اصل صیل کے ہونے طرف قیاس و تقنیع بے دلیل کے مطلب یہ تھیرا کہ
 جس میں میں نقصان ہوتا ہو اور اسکے سب احکام واضح نہیں ہوتے تو اس
 دین کے علماء اور امت و ملے حیران ہوتے ہیں کہ فلان کام میں کیا حکم کیا جائے
 اور کس مسئلے میں کیا فتویٰ ہونا چاہیے تو وہ اور دین الون سے سیکھ کر کام کرتے ہیں
 سو اس میں اسلام میں سب احکام عموماً و خصوصاً بیان ہو چکے ہیں کوئی کسر باقی نہیں ہے
 اور نہ کسی طرح کا دھوکا و شبہ ہے اور اس دین سے سب اگلے دین منسوخ ہو چکے
 اس وقت میں اگر یہودیوں کے پیغمبر بھی زندہ ہوتے تو وہ بھی اسی شریعت غرا

کہتے ہیں حضرت نے فرمایا ہے جس نے کہا یا طیب یعنی رزق حلال اور عمل کیا مطابق سنت
 کے اور اس میں رہے لوگ اسکے بوائے یعنی شرور سے وہ داخل ہوگا جنت میں
 ایک آدمی نے کہا یہ بات آج کے دن لوگوں میں بہت ہو فرمایا سیکن فی قرن
 بعدی یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ عامل بالسنت مستحق جنت ہوتا ہے اور
 جس طرح کہ حضرت کے عہد سعادت مہدین لوگ عمل بسنت کرتے تھے اسی طرح آخر
 زمان میں بھی ایک جماعت طریقہ نبویہ پر قائم رہیگی یہ بشارت ہے واسطی ہم سے
 غریبا، ضعفاء کے دوسری حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے کہ تم لوگ ایسے زمانے میں ہو
 کہ جو کوئی دسواں حصہ مامور بہ کا چوڑ دیکھا وہ ہلاک ہو جاوے گا پہر ایک ایسا زمانہ آوے گا
 کہ جو کوئی عمل کرے گا دسویں حصہ مامور بہ پر وہ نجات پاوے گا رواہ الترمذی مراد
 اس دوسرے زمانے سے زمانہ فتن ہے کہ اس وقت میں تھوڑا عمل کرنا بھی بوجہ
 غلبہ بدعت و فساد کے نافع ہوگا مراد عمل سے اس جگہ سنن و نوافل عبادات ہیں نہ
 فرائض و واجبات اس لیے کہ انہیں تو کسی وقت میں ہی کمی نہیں ہو سکتی ہے
 حدیث ابو ذر میں مرفوعاً آیا ہے جسے چوڑا جماعت کو ایک بالشت اوستی نکال دالا
 رقبۃ اسلام کو اپنی گردن سے رواہ احمد و ابوداؤد مراد جماعت سے جماعت
 صحابہ و تابعین و تبع تابعین ہے نہ جماعت مقلدین مذاہب آبراہیم بن مسیرہ مرفوعاً
 کہتے ہیں جسے توقیر کی صاحب بدعت کی اوستی اعانت کی بدعت اسلام پر رواہ
 البیہقی فی شعب الایمان مرسلایہ اس لیے کہ متبع کی توقیر کرنے میں استہانت ہے

لوگ یا میرے پیر یا شیخ یا اوستا دہرتے ہیں غرض کہ خدا و رسول کا حکم بزرگوں کی کمالی
 ہوئی بدعت ہو کہ توحفیر تر شیر اس سے بڑھ کر اور کیا کر ہی و ہلاکت ہوگی تاکہ
 بن انس مرسل کہتے ہیں حضرت نے فرمایا ہے ترکت فیکم امر بن لن تضلوا ما
 تمسکتم بھا کتاب اللہ وسنة رسولہ رواہ فی الموطا حدیث ولیل ہر بنات
 کہ عدم ضلال معلق بتمسک قرآن و حدیث ہو اور حضرت نے یہی دو چیزیں واسطے
 امت کے قیامت تک چھوٹی ہیں جس نے انکو نہ لیا وہ گمراہ ہوا یہ حدیث حجت
 ہے واسطے رد قیاس وغیرہ کے حدیث غصیف ثمالی میں مرفوعاً آیا ہے کہ میں کجالی
 کسی امت نے کوئی بدعت لکھ لی وٹھ گئی مثل اس کے ایک سنت رواہ احمد
 معلوم ہوا کہ ہر بدعت رافع سنت ہوتی ہے خواہ عقائد میں ہو یا اعمال میں مثلاً
 جبے بدعت تقلید کی نکلی ہے سنت تمسک بکتاب حدیث مرفوع ہو گئی ہے
 و علی ہذا القیاس ابو ہریرہ نے مرفوعاً کہا ہے میری امت بہشت میں جائیگی مگر
 وہ شخص جس نے انکار کیا پوچھا کس نے انکار کیا فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں
 جاوے گا جس نے میری نافرمانی کی وہ منکر ہوا رواہ البخاری مراد عصیان سے ہن
 اختیار بدع ہو سنن پر اس سے معلوم ہوا کہ اہل بدعت جنت میں نہ جائیں گے آنس کا لفظ
 مرفوع یہ ہو من رغب عن سنتی فلیس منی متفق علیہ یعنی جو شخص میری سنت سے
 بے رغبت ہو وہ میرا نہیں ہے اہل بدعت ہمیشہ اتباع سنت کی پروردگار کو تہیز
 یہ زمرہ اسلام سے بموجب لالت حدیث کے الگ ہیں **ف** ابو سعید خدری

ترک حیوانات حلال کر دیتے ہیں کہ یہ بدعت و حرام ہر اسی تشدد میں سوئے طہارت
 و نیت نماز و نحو ہا بھی داخل ہے ابن سعود نے صحابہ کی معجزہ کے کما تھا اعرفواہم
 فضالہم و اتبعوہم علی اثرہم و تسکوا بآئستطعتہم من اخلاقہم و شیئر
 فانہم علی الہدی المستقیم رواہ رزین بطولہ یعنی صحابہ کا رتبہ بچاؤ ان کی
 پیروی کرو ان کی چال پر چلو کہ وہ راہ راست پر تھے تم ان کو چھوڑ کر نئی نئی راہیں
 رسمیں بدعتیں نہ نکالو کہ وہ گمراہی کے رستے ہیں حدیث سہل بن سعد میں فرمایا ہے
 کہ حوض کوثر پر کچھ لوگ میرے پاس ٹینگ میں انکو اور وہ مجھ کو بچانے کے پیرو
 اور ان کے بیچ میں ایک پردہ پڑ جائیگا میں کہوں گا کہ یہ تو میرے ہیں مجھے کہا جائیگا
 تو نہیں جانتا کہ انہوں نے بعد تیرے کیا کیا نئی نئی باتیں نکالی ہیں تب میں کہوں گا
 کہ جس نے بعد میرے دین کو بدل ڈالا وہ دور ہو رواہ الشیخان یہ حدیث دلیل ہے کہ
 اسپر کہ اہل بدعت کو آب کوثر نہ ملیگا اور خود حضرت انکو وہاں سے نکال دیئے اور
 سخت ناراض و نیاز ہو جائیں گے اور کیوں نہ ہوں کہ اللہ نے تو اس پر کمال
 ہونے کی خبر دی ہے اور ان لوگوں نے بدعتیں نکال کر گویا اسکو ناقص ٹھہرایا قال
 تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا
 اس آیت کے بعد اب کسی کو گنجائش کم و بیش کرنے کی باقی نہیں رہی جو کمی یا بیشی
 کسی طرف سے ہوگی وہ خواہی خواہی بدعت سے خالی نہوگی عید ابا اللہ تعالیٰ

ونعوذ باللہ منہ

سنت کی اور حقارت سنت کی بخرطوف ہدم اسلام کے ہوتی ہے یہ حدیث شامل
 ہے ہر بدعت و بدعتی کو خواہ وہ بدعت بڑی ہو یا چوٹی اور خواہ اچھی ہو یا بری
 اور خواہ عقائد میں ہو یا اعمال میں اور خواہ اقوال میں ہو یا احوال میں سلف کو انکار
 بمع و تذلیل اہل بیع میں بڑا اہتمام تھا جب سہوہ اقسام جاتا رہا اور حب جاہ و
 مال نے دل پر مسلمانوں کے تسلط پایا اور تعظیم و توقیر اشخاص کی واسطے دنیا کے
 ہونے لگی اور ذم بدعت و تغیر منکر سے آنکھ بند کر لی گئی تب ہی اسلام منہدم ہو گیا
 چنانچہ اب مسلمان گورمین ہیں اور مسلمانی کتاب میں رہ گئی ہے وہ بھی اون لوگوں
 کی کتابوں میں جو خوش عقیدہ اصحاب توحید و اہل سنت و جماعت ہیں نہ رہ گئی
 کتاب میں اس زمانے میں واسطے اثبات بدعات و محدثات و منکرات کے تالیف
 ہوتی رہتی ہیں و کان امر اللہ قد لا مقدور حدیث انس میں فرمایا ہے تم تشدد
 نہ کرو اپنی جانوں پر کہ تشدد کرے اللہ تم پر ایک قوم نے اپنی جان پر تشدد کیا تھا
 اللہ نے ان پر تشدد کیا یہ ان کا بقیہ ہے کہ جو ان اور تجانوں میں دہبانیۃ ابتداعاً
 ما کتبنا ہا علیہم رواہ ابوداؤد مراد اس تشدد سے اختیار کرنا یا ضابطہ
 و مجاہدات صعبہ کا جس طرح کہ نصاریٰ و ہنود میں مروج ہے اسلام میں اسکو بدعت ہیرا
 اور منع کیا ہے نیز سال اختیار السعاده فی غیاۃ العلم علی الصبا دہ میں اسکی بحث لکھی ہے حدیث دلیل
 ہے اس بات پر کہ اللہ و رسول نے جو عبادت جتنی اور جسکے لیے جسوقت بنا دی ہے
 اوپر زیادتی نہ کرے حلال و مباح کو حرام و مکروہ نہ کرے جیسے عامل لوگ یا دیش

معلوم ہوا کہ قبول دعوت امارت ہر صحت ایمان کی اور عدم اجابت دعا دلیل ہے
 عدم فلاح کی اس زمانہ پر آشوب میں یہ حالت طاری ہے کہ جن نام کے مسلمان کو کہو
 کہ آؤ قرآن و حدیث پر چلین قبول کرنا کیسا کہ وہ دشمن جانی اور داعی کا ہو جاتا ہے
 اور جتنی آیتوں و حدیثوں میں مذمت اہل بدعت و شرک کی آئی ہے مصداق اذکار
 اسی موضوع کو ٹھہرا کر اپنے بدعات و محدثات کو سنت صحیحہ جانتا ہے سو یہ عکس القضیہ
 ایک بڑی علامت ہے قرب ساعت پر اس لیے کہ معروف کا منکر ہو جانا اور منکر کا
 معروف ٹھہر لینا بالکل ایمان سے باہر ہونا اور اسلام سے خروج کرنا ہے تمہید آمد آمد
 قیامت کبریٰ کی اگرچہ بعد اکیس سال ہجری سے شروع ہے اور سترہ امین تک میل شہر
 صغریٰ ساعت کی ہو گئی مگر اب چودہویں صدی سے طلوع امارات کبریٰ کے
 بھی لائحہ ہوتے جاتے ہیں یا مقلب القلوب ثبت قلوبنا علیٰ دینک وقال اللہ
 قد افلح المؤمنون الذین ہم فی صلواتہم خاشعون والذین ہم عن اللغو معرضون
 والذین ہم للزکوٰۃ فاعلون والذین ہم لفقرہم حافضون الا علیٰ ازواجہم وما
 ملکت ایمانہم فافہم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون
 والذین ہم لامانائہم وعہدہم راعون والذین ہم علیٰ صلواتہم یحافظون
 اولئک ہم الوارثون الذین یرثون الفرء وسرہم فیہا خالدون یعنی کامیاب لگائے
 وہ ایمان والے جو اپنی نماز میں نوی ہین اور زکوٰۃ پر وہیمان نہیں کرتے اور
 زکوٰۃ دیا کرتے ہین اور اپنی شہوت کی گنجائش سے ہین مگر اپنی جور و ن پر اپنی ہائے

باب بیان میں حقیقت ایمان کے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فلا وربك لا تؤمنون حتي يحكمواك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت ويسئلوا تسليلا اس آیت شریف میں حق عزوجل نے اپنی قسم آپ کا کیا کر یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ایمان ہوسن کا جب ہی ٹھیک ہوتا ہے کہ ہر جگہ قصے میں سول خدا کو حکم ٹھیرائے پراونکے حکم سے دل ننگ بلکہ مضبوطی سے اوسکو مان لے یہ بات حیات حضرت میں یون تھی کہ آپ کے پاس اگر حکم حاصل کرتے تھے اب بعد وفات کے اس طرح پر ہو کہ رجوع طرف منتظرہ کے کرین جس طرح کہ اہل تقلید مثلاً رجوع طرف اقوال رجال کے کرتے ہیں یہ آیت دلیل اس بات پر کہ ایمان کی علامت اور ستاویز یہی ہے کہ دنیا و دین کے جس کام کی بابت آپس میں جھگڑا اوٹھے اوسکے فیصلے کے لیے حضرت کو منصف ٹھیرے پھر جو حکم حدیث سے ثابت ہو اوس میں چون و چرا نہ کرے اور نہ اوس سے ناخوش اور دل میں تنگ ہو بلکہ بسر و چشم اوس حکم کو تسلیم کر لے اور مان لے تو تو ایمان ہو اور نہ تو نہیں دوسری آیت میں فرمایا ہر ائمہ کا ان قول المؤمنین اذا دعوا الى الله ورسوله ليحكم بينهم ان يقولوا سمعنا واطعنا اولئك هم المفلحون یعنی ایمان والوں کی یہ بات ہوتی ہو کہ جب انکو طرف اللہ و رسول کے بلاؤ تو وہ اللہ رسول کے حکم کو سنتے مان لیتے ہیں ہی لوگ مراد کو پونچے مراد حکم خدا و رسول سے اس جگہ حکم کتاب سنت سے

ربحہ ہو کلون الذین یقیمون الصلوٰۃ و ما رزقناہم ینفقون اولئک ہم المفلحون
 حقاً لہم درجات عند ربہم و مغفرۃ و رزق کثیر یعنی ایمان مالے وہی ہر کس
 جب نام آئے اللہ کا تو ڈر جائیں دل اونسکے اور جب پڑ ہی جائیں اونپر آیتیں اوسکی تو
 زیادہ ہو جائے اونکا ایمان اور اپنے رب پر ہر دوسا کرتے ہیں اور قائم رکھتے ہیں
 نماز اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہیں یہی ہر کسچے ایماندارانکے لیے ہیں درجہ نزدیک
 انکے رب کے اور بخشش اور روزی آبرو کی **ف** یعنی ایمان کی نشانیاں اور
 پتے یہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر آئے تو حجبی ڈر جائے اور دل اسے ہیبت و خوف کے
 کانپاؤٹھے اور جب کلام اللہ پڑ جائے تو شوق سے دل لگا کر سنے اور حکم مانے
 اور ہر بات کو سچا جانے اور اوسپر یقین لاسے ہر بار کے سننے سے ایمان مضبوط
 ہوا اور یقین بڑھے اور سوار کبے کیسی پروانکرے اور نماز اچھی طرح درست طور پر
 ہمیشہ پڑھتا رہے اور جو مال متاع اللہ نے دیا ہے اوسکو خدا کی راہ میں محبوب
 اوسکے حکم کے خرچ کرے نہ اپنے جی کے موافق تو ایسا ہی مسلمان سچا مومن ہوتا
 اور جو نوجون اوسکی یہ باتیں زیادہ ہوتی جاوے گی و تنہا ہی اللہ کے نزدیک اوسکا
 مرتبہ بڑھتا جائیگا ایسے شخص سے اگر بھولے بھٹکے کچھ گناہ بھی ہو جاتا ہو تو اللہ بخشنے
 کر دیتا ہوا و اوسکو بہشت میں عزت و آبرو کے ساتھ رزق دیتا ہوا اس سے
 معلوم ہوا کہ جس کسی شخص میں یہ باتیں نہ ہوں اور وہ پھر مسلمان کا دعویٰ کرے تو وہ
 جھوٹا ہے دعویٰ اوسکا جب سچا ہو کہ اوسکے پاس یہ گواہ ہوں جب کا ذکر ہوا آیت

مال پر سواون پر نہیں لازم پہر جو کوئی ڈھونڈ ہے اسکے سوا سو وہی ہین حد سے بڑھنے
 والے اور جو اپنی امانتوں اور اپنے قول و قرار سے خبردار ہین اور جو اپنی نمازوں
 کی نگاہبانی کرتے ہین یہی ہین میراث لینے والے جو میراث لینے کے بہشت کی کئی دہن
 ہمیشہ رہن گے **ف** اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اوصاف و ارثان فردوس
 کے بیان کیے یہ سب پانچ وصف ہین ان وصف والوں کو ایمان والا فرمایا
 خشوع سے مراد اخلاص ہے کہ تہ دل سے نماز میں خاشع ہین اللہ کی طرف دل لگے
 ہوئے ہین اللہ کے ڈر سے دبے جاتے ہین اور طرف کو اپنا وہم و خیال جانے
 نہیں دیتے اور نکمی بات پر کہ جس سے کچھ فائدہ دنیا و دین کا نہیں ہے وہ بیان نہیں
 رکھتے اور زکوٰۃ مال کی سال تمام پر ادا کرتے ہین اسکے دینے سے دل نہیں چرتے
 اور نہ تاخیر کرتے ہین اور سوائی بی یا شرعی کنیز کے کسی اور عورت سے خبر نہیں ہوتے
 نہ بطور متعہ اور نہ بطور اجرت زنا اور نہ بطور دوستی یا جبر اور نہ جلق و اغلام مساق
 کرتے ہین اور اپنے امانت اور بات کے پکے سچے ہین اور نماز و وقت پر بلا تاخیر و
 سستی ادا کرتے ہین ایسی ہی لوگ اعلیٰ درجے کے بہشت میں جائینگے جسکو فردوس
 کہتے ہین غرض کہ حصول مراد و وصول فلاح وجود پر ان اوصاف پنجگانہ کے موافق
 ہے اس جگہ ذکر روزہ و حج کا نہیں آیا اسلئے کہ ذکر اوکھاد و سری آیت سے
 ثابت ہے اور لفظ ایمان میں یہ سب کام داخل ہین و قال تعالیٰ انما المؤمنون الذین
 اذا ذکر الله وجلت قلوبهم واذا تليت عليهم آياته زادتهم ايمانا و على

نہیں کرتا اور نہ وہ کام دین کا کام ٹھہرتا ہے اور نہ فاعل اوس کا و نیدار ایمان دار
 سمجھا جاتا ہے گو وہ اپنے خیال مختل میں و سکوا یا نڈاری سمجھے اس جگہ اعتبار اہل
 و رسول کے مراد کا ہے نہ غیر کے خیال بندی کا انما یتقبل اللہ من المتقین چوتھی
 آیت میں فرمایا ہر انما المتقین الذین امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یترکوا و
 جاهدوا باموالہم و انفسہم فی سبیل اللہ اولئک ہم الصادقون یعنی ایمان
 وہی ہیں جو یقین لائے اللہ و رسول پر پر شہدہ نہ لائے اور رشے اپنے مال جان
 اللہ کی راہ میں وہی ہیں سچے **ف** یعنی ایک پتہ ایمان کا یہ بھی ہو کہ اللہ رسول
 کے کسی حکم و ارشاد میں شک و شبہ کو جگہ نہ دے اسلئے کہ شبہ لانامخالف یقین کرنے
 کے ہوتا ہے جب یقین میں دھوکا ہو تو پھر ایمان کمان قائم رہ سکتا ہے یہ تیرہویں
 وصف فرمایا اہل ایمان کا اس وصف کا تحقق اس وقت ہونا چاہیے کہ جب موقع
 لڑائی کا ہاتھ آئے اور فتنہ نہو آن آیتوں سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ عمل و
 ہے ایمان میں اور ایمان ہر انسان کا ٹہنتا گھٹتا رہتا ہے طاعت سے زیادتی
 ہوتی ہے اور وہ زیادتی جنت فردوس میں لیجاتی ہے اور معصیت سے کمی ہوتی
 ہے اور وہ کمی دوزخ کی سیر کراتی ہے اللہم انا نسألك الجنة ونعوذ بك من النار
 حدیث ابن عمر میں فرمایا ہے نبی اکرام علی خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان
 محمد عبدہ ورسولہ و اقام الصلوۃ و ایتاء الزکوۃ و الحج و صوم رمضان
 رواہ التیخان یعنی بنا اسلام کی پانچ چیزوں پر ہے ایک شہادت توحید و رسالت کی

میں علاوہ آیت سابق کے تین وصف دیگر ذکر کیے پانچ اور تین آئمہ وصف ہوئے
 تیسری آیت میں فرمایا ہے والذین امنوا وھاجروا وجاهدوا فی سبیل اللہ واللہ
 اودا و نصرہ اولئک ہم المؤمنون حقاً لھم مغفرۃ و رزق کثیر یعنی جو لوگ ایمان
 لائے اور گھر چھوڑ آئے اور لڑے اللہ کی راہ میں اور جنہوں نے جگمگہ دی اور رد
 کی وہی پھینک مسلمان اور کونخوش ہے اور روزی عزت کی **ف** اس آیت میں
 چار وصف اور بتائے ایک ہجرت دوسرا جہاد تیسرا جگمگہ دینا چوتھا مدد کرنا سب
 بارہ وصف ہوئے معلوم ہوا کہ مسلمان کی یہ کام ہیں کہ کافرون کے ملک سے
 نکل جائے اور جہاد کرے اور مجاہدون کو اپنے بیچ میں جگمگہ سے اور مال مہتھیاء
 واکل و شرب سے اونکی مدد کرے یہ آیت حق میں انصار کے اور تری تھی اونہوں نے
 مجاہدین مکہ کے ساتھ ہی برتاؤ کیا تھا اسی طرح جس زمانے میں پہر ایسا موقع ملے
 اور کوئی مسلمان یہ کام کرے تو یہ علامت ہو اس کے کہ پکے مومن ہونے کی یہ
 اس لیے کہ اعتبار غم و فظ کا ہوتا ہے نہ خصوص سبب کا ہجرت و جہاد کے لیے اداب
 و شروط ہیں جب وہ پائے جائیں تب کہیں یہ حکم ثابت ہو بہت سے نام کے مسلمان
 مکے کو ہجرت کر کے جاتے ہیں پہر وہاں سے بسبب تنگی معاش وغیرہ امور کے
 بہاگ آتے ہیں اسی طرح اکثر لوگ واسطے ملک گیری کے قتال کرتے ہیں اور اس کا
 نام جہاد کہتے ہیں حالانکہ وہ فتنہ ہوتا ہے نہ جہاد یہ بات معلوم رہے کہ جو کام
 دین کا موافق ہدایت دین اور امر شریع کے نہیں ہوتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ قبول

جو کسی کا محتاج نہ ہو سب اوسے کے محتاج ہوں ورنہ پہر محتاج محتاج برابر ہوئے ایک
 محتاج دوسرے محتاج کی عبادت کیوں کرے جو شخص کلمہ کہے اور اوسکے معنی سمجھے
 تو اوسکا ایمان نہیں ہو اسی طرح جو شخص توحید کا اقرار کرے اور محمد عبدہ و رسولہ کا
 مطلب سمجھو تو یا سمجھے اور انکار کرے تو وہ بھی مسلمان نہیں ہے اس کلمے سے معلوم
 ہوا کہ پیغمبر ہی بندہ ہی ہوتا ہونہ خدا اگر خدا ہوتا تو پیغام کس کی طرف لاتا چہرہ
 بندہ ٹھیرا تو اوسپر خدا کی بندگی بھی فرض ٹھیری اوسکو سب مخلوق سے چنگار سیلے
 بھیجا کہ وہ اوصاف کمال اخلاق حسنہ کا جامع ہو اور رسول ہو کر آنے سے یہ بات
 ثابت ہوئی کہ سارے بشر مکلف ہیں اوسکو بموجب حکم خدا کے کام کرنا چاہیے جو خدا
 نہیں مینا اللہ نے انسان کو کاسب بنایا ہے اگر بالکل بے اختیار و مجبور ہوتا تو مثل
 امر و نہی کیوں ٹھہرتا پیغمبر کے لیے ضرور ہو کہ معجزہ لائے جس سے اوسکی تصدیق ہو
 اور سچا ہو کہ یہی جوٹ نہ بولتا ہو گناہ سے معصوم ہو چپ چاپ نہ بیٹھے اللہ کا حکم
 اوسکی خلق کو پہونچائی جو باتیں بشریت سے متعلق ہیں جیسے کھانا پینا سونا جاگنا
 نکاح کرنا بول و براز کا ہونا یہ حق مین پیغمبر کے نقصان نہیں اگر یہ باتیں و سمیٹوں
 تو پھر وہ کاسے کو آدمی ٹھیرے اسل قرار مین کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے
 اور اوسکے رسول ہیں گویا اقرار ہے اس بات کا کہ جو حکم خدا کا وہ لائے ہیں
 اوسکی اطاعت ساری است پر واجب ہو نہ کسی اور کی اسلیے کہ سوار رسول کے
 اور کوئی معصوم نہیں ہے جسکی بات واجب اللہ تابع سمجھی جائے اب جو کوئی غیر کی

دوسرے قائم کرنا نماز کا تیسرے دینا زکوٰۃ کا چوتھے حج کرنا پانچویں رمضان کا روزہ رکھنا ان کاموں کے کرنے سے آدمی مسلمان ٹھہرتا ہے جبکہ سچے دل سے کرے اور انکے بلا عذر بجا نہ لانے سے مسلمان نہیں رہتا خواہ انہیں ایک بجا نہ لائے یا دو یا تین یا چار اس حدیث کی شرح مستقل رسالہ ضوئ الشمس ہے اس جگہ غلطی ٹھہرا کہ شہادت یہ ہوتی ہے کہ جو بات نزدیک آدمی کے بلا شک شبہ یقین کامل سے ثابت ہوا و سکی خبر دے تو تو وہ گواہ سچا ہے ورنہ جھوٹا گواہ بات حقیقت میں سچی ہو منافقین نے حضرت سے کہا تھا لشهد انک رسول اللہ لکن من سے اس بات پر یقین نہیں لاتے تھے اس لیے امد نے فرمایا واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون حالانکہ نفس الامر میں یہ بات ٹھیک تھی معلوم ہوا کہ زبان سچا کہنا جب سچا ٹھہرتا ہے کہ دل میں بھی یقین ہو اور اگر زبان سے کہا اور دل میں جھوٹ بات نہیں ہے تو یہ نفاق ہوا نہ اسلام اور اگر دل میں سچا جانا اور زبان سے نکلا تو بھی مسلمان نہیں ہر مان اگر گونا گوا ہے تو یہ اور بات ہوئی پہر جس نے دل و زبان دونوں سے بلا شک کہا تو گویا اس نے یہ بات کہی کہ میں مشرک و بت پرست و ستارہ پرست و پیر پرست گور پرست امام پرست نہیں ہوں اور مجوس و صابئین ہنود و یہودیت و نصرانیت وغیرہ سب بیون سے دست بردار ہوں کیونکہ اس نے یہ قرار کر لیا کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے اور نہ میں سوا خدا کے کسی عبادت کروں گا عبادت یہ ہے کہ کسی کی بچی و تنظیم کے لیے آپ کو ذلیل کرے سو عبادت اوسے کے لیے زیبا ہے

سجالائیگا وہ اتنا ہی استحقاق مغفرت و جنت کا حاصل کریگا اب چاہے سب بجا
 لائے یا بعض یہ اس کی ہمت ہو حدیث انس میں ہے ایا ہے لایوں من احد کھنکی کو
 حب الیہ من والدہ و ولدہ والناسل جمعین رواہ الشیخان یعنی مومن نہیں ہوگا
 کوئی شخص تم میں یہاں تک کہ دوست ترمہون میں اسکو اس کے باپ و بیٹے اور
 سارے لوگوں سے یعنی جب کوئی آدمی حضرت کو جان بہرے زیادہ چاہتا ہو
 اور سب کی مرضی پر آپ کی مرضی کو مقدم رکھتا ہے اور آپ کی حدیث کو سب کے قول
 سے بڑھ کر جانتا ہے اور کسی کی بات و فعل کو آپ کی سنت پر مقدم نہیں کرتا تو آپ
 کہیں وہ مسلمان ٹھہرتا ہو اور نہیں تو نہیں محبت باتفاق اہل علم و تجربہ و معرفت
 اسی کا نام ہے کہ محبوب کی مرضی کے موافق سب کام کرے اسکا نام محبت نہیں ہے
 کہ فقط زبان سے کہہ لیا کہ ہمیں محبت ہو اور ہم دل سے دوستدار ہیں مگر محبوب کا کام
 نہ مانا یا خلاف اسکی مرضی کے کام کیا اس سے ثابت ہوا کہ اگر کسی فقیر پر یہ دلائل نام
 مولوی ملا مان باب امیر وزیر رئیس پادشاہ کا کام یا قول یا حال یا سماع نہ ہو
 معلوم ہو تو اسکو رو کر دے پھر اگر کوئی اسکو مانے اور حدیث کہ نام نہ ہو تو وہ نہیں
 نہیں کیونکہ حدیث میں ہر جہ نفعی ایمان کی اس شخص سے کی ہے جسکو نہایت امین کہ
 وہ ہے ایمان ہو اسکو کون کہہ سکتا ہے کہ مسلمان ہے تو سر القضا ان کا شعا بیت
 ثلث من کن فیہ وجد یصلی و لا یرکع الا ان من کان اللہ و رسلہ احب الیہ
 سواہما و من احب عبد الا لہی عبد الا للہ و من یکرمہ ان یعود فی الکفر بعد ان انقض

طاعت کر گیا اور اسکی نبی بات کو مانے گا تو گویا وہ محمد رسول اللہ کا منکر ہو
 اور گواہی اسکی بابت رسالت کے بالکل جوٹی ٹھیر گئی اسی طرح جو حضرت کو رسول
 مانے اور شرع کا حکم نہ مانے یا بعض مانے اور بعض نہ مانے یا امام یا پیر کہیں تو مانے
 اور اگر قرآن وحدیث سے کوئی دوسرا عالم باللہ نکال کر تباہ تو نہ مانے تو وہ شخص ہی
 مسلمان نہیں ہو جب اس کلمے کے معنی سمجھ لیے تو اب چار رکن باقی کا مطلب اور
 صورت اونکی بجالانے کی رسالہ بذل المنفعہ سے معلوم کر لینا چاہیے حدیث ابوہریرہ
 میں فرمایا ہے الايمان بضع وسبعون شعبه افضلها قول لا اله الا الله و
 ادناها اماطة الاذى عن الطريق والحياء شعبه من الايمان رواه الشيخان
 یعنی ایمان کی کچھ دہر ستر اہین ہیں افضل و نمین کلمہ طیبہ ہے اور ادنیٰ دور کرنا ایذا
 کے شے کا راہ سے یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ ایمان عبارت ہو قول و عمل
 دونوں سے اور ایک شاخ ایمان کی شرم کرنا ہے خالق و مخلوق دونوں سے ہفتی
 نے بیان ان شعبہ ایمان کا کتاب شعبہ الايمان میں کیا ہوا اور چھ گنتی اسکی اپنے
 بعض سائل میں لکھی ہے اس جگہ فقط یہ بات بتانا ہو کہ کلمہ پڑھنا اور شرم کرنا اور
 مخلوق کی ایذا کا روادار نہونا ایمان کا مقتضی ہو یہ ستر شاخیں ایمان کی اگر چہ طر
 سے شارع کے متعین ہو کر نہیں بتائی گئی ہیں مگر ان کا حدیث صحیحہ سے ثابت ہیں
 مسلمان کو لازم ہے کہ انکا علم حاصل کر کے جہان تک بن سکے عمل میں لائے
 معلوم نہیں کہ کون سا شعبہ سبب نجات کا ہو جائے پہر جو کوئی جبکہ شعبہ کو

محبت اللہ کے لیے نہیں ہو بلکہ کسی اور مطلب ہو تو کچھ نفع اس محبت کا نہیں ہے
 بلکہ یہ محبت غیر اللہ آخرت میں وبال جان ہو جائیگی اور اگر اللہ کے لیے ہے تو پہرہ بچون
 اونگلیاں گہی مین بہن عرش کے نیچے سایہ ملیگا نور کے منبر شیشے کو ہونگے یہ ہی
 معلوم ہوا کہ نفرت و کراہت عود فی الکفر کی دلیل ہے حصول حلاوت ایمان پر
 اگر یہ بات نہیں سمجھتا تو اسکا ایمان بد مذہب ہے اور اسلام تلخ کام حدیث عباس بن
 عبد المطلب میں فرمایا ہذا اق طعم الایمان من رضی باللہ رباً وبالاسلام دیناً
 وبعجداً رسولاً اخرجه مسلماً یعنی جو شخص سیر خوش ہوا کہ اللہ اور سکارب ہو اور
 اسلام اور سکا دین اور حضرت اوسکے پیغمبر اوسنے ایمان کا مزا پایا **ف**
 یہ مزا جی ملتا ہو کہ دل میں یہ بات خوب اچھی طرح سے جم جاتی ہے کہ پہرہ کا رنگلو
 اور جسکے دل میں یہ بات سما گئی اور اوسکو اطمینان ہو گیا تو پہرہ سوا اللہ کے
 نہ کسی طرف رجوع کر گیا اور نہ کسی اور دین کو دین اسلام پر اختیار کر گیا اور نہ سوا
 رسول خدا کے کسی کو واجب الاتباع جانے لگا امام ہو یا مجتہد مولوی ہو یا فقیہ پیر ہو یا فقیر
 بلکہ قرآن و حدیث ہی پر اقتصار و اختصار کر گیا اور ہر امر میں دینی ہو یا دنیاوی عقیدے
 سے علاقہ رکھتا ہو یا حلال و حرام سے یا سلوک و معرفت و مقامات سے کتاب و سنت
 ہی پر دار مدار کر گیا جس طرح کہ ہمارے سلف صلحاء کرتے تھے اور پہرہ اوسکو ہزار
 بہکاؤ وہ کسی کی راہ و رسم و رویہ پر نچلیگا اور کسی کا حکم خلاف خدا و رسول کے
 نہ مانے گا سوا ایسا ہی شخص ذائقہ گیر طعم ایمان اور واحد حلاوت اسلام ہوتا ہو اور جو

کما یکرہ ان یلقی فی النار رواہ الشیخان یعنی حسین بہترین باتین میں اونسے ایمان کا
 مزہ پایا ہر ایک یہ کہ اللہ و رسول او کو سب سے زیادہ دوست تر ہوں دوسرے یہ کہ
 جس کو دوست رکھے او کو خالص اللہ ہی کے لیے دوست رکھے نہ کسی اور وجہ
 و غرض سے تیسرے یہ کہ بعد رہائی پانے کے پہر کفر میں جانیکو ایسا برا جانے
 جیسے آگ میں پڑنا ہنسنے اس حدیث کی شرح میں ایک سالہ مستقل لکھا ہر تقویۃ اللہ
 نام اس لیے اس جگہ زیادہ کلام کی کچھ ضرورت نہیں ہر حدیث دلیل ہر بات
 پر کہ اللہ و رسول کی محبت سارے جہان سے زیادہ ہونا چاہیے جس کو زیادتی
 اس محبت کی نہیں ہر گو کچھ محبت او کو ہو تو وہ لذت ایمان سے بنی نصیب ہے
 اس محبت کی شناخت یوں ہی ہوتی ہے کہ ایک طرف تو مثلاً حکم اللہ یا رسول
 یا دونوں کا ہوا اور دوسری طرف محبت نفس یا اہل یا مال یا دنیا یا اولاد یا اولیاء
 یا اقارب یا وطن یا احباب کے مقابلہ کرے اور یہ شخص ان سب کی محبت پر خاک
 ڈالکر او سک کو نہایت بشاشت کے ساتھ مان لے اور گرگزرسے تو جانو کہ وہ
 اللہ و رسول کو سب سے زیادہ چاہتا ہے اور اگر مقابلے میں ان دونوں کے پاس
 کا سونہہ کیا تو سمجھو کہ اس حبیت سے او کو بالکل اجنبیت ہے خصوصاً جبکہ کچھ دہڑکا
 اس ترجیح بلا مرجح کا او سکے دل میں بھی نہو کہ او سوقت تو وجود اصل محبت میں ہی
 اگرچہ قدر قلیل ہو شک پڑتا ہے یہ بھی ثابت ہو کہ مسلمان کی محبت ساتھ کسی شخص کے
 اللہ کے لیے ہوتی ہے نہ بسبب قرابت یا دوستی یا کسی غرض نفسانی کے اگر یہ

جو کہ حکم میں رسول دین کے مہربان کے سوا اور بھی علامات ہیں جیسے کہ ابو ہریرہ نے فرمایا
 لہا ہر المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدۃ والمئ من مرأۃ الناس علی ما تھر
 واما الھم رواہ الترمذی والنسائی والبیہقی یعنی سلمان وہ ہر جس کے زبان و
 ہاتھ سے سلمان بچے رہیں اور رسول من وہ ہر جس کی طرف سے لوگ اپنی جان مال
 میں امن سے ہوں **ف** زبان سے سلامت رہنا یوں ہوتا ہے کہ کسی سلمان کی
 غیبت اپنی زبان سے نہ کرے چنپی نہ کہائے استہزا نہ سخریہ نہ کرے تمت بہتان افرا
 نہ باندھے گالی نہ دے لعنت نہ کرے طعن و تشنیع نہ فرمائے کسی کے ساتھ جھگڑا نہ کرے اگر کو
 کسی کا راز فاش نہ کرے سخت دشمنی نہ کرے بد و عائدے برا نام لیکر نہ پکارتے بات
 نہ کائے کسی کے حق میں جو بڑی گواہی نہ دے ہاتھ سے سلامت رہنا یہ ہے کہ نہ ناحق
 کسی کو نہ مارے نہ زخمی نہ کرے قتل نہ فرمائے کسی کا مال نہ لے نہ ہتھیار اوٹھا کر نہ دھمکائے
 گھر میں کسی کے گل نہ لگائے کسی کی اولاد کو نہ چرائے کسی کی بُرائی غیبت چنپی ہاتھ
 سے نہ لکے نہ پھر جس کو لوگ اپنے جان و مال کا امین جانیں تو وہ مومن کامل ہے و لہذا دو بڑی
 روایت انس میں فرمائی ہے کہ جس کو امانت نہیں دے سکا ایمان نہیں اور جس کا قول مضبوط
 نہیں دے سکا دین نہیں معلوم ہوا کہ امانت داری و قول پروری علامت ہے ایمان
 کامل کی ابوامامہ کہتے ہیں ایک شخص نے حضرت سیوچہا کہ ایمان کیا ہے فرمایا جب
 اچھی لگے تجھ کو اپنی نیکی اور بری لگے تجھ کو اپنی بدی تو تو مومن ہے و لہذا احمد
 یعنی جب تک اچھا کام اچھا اور برا کام برا لگتا ہے تب تک ایمان باقی ہے جب اچھا

کوئی برخلاف اسکے ہے وہ گویا سچے دل سے نہ اللہ سے راضی نہ اسلام سے خوش نہ رسول سے موافق ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اور اس کا اسلام گویا مکڑی کا جال ہو گیا کہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا ہو آپ کو مسلمان نہ کہے تو پھر کہاں جائے کوئی دوسرا دین بھی تو خاطر خواہ میں نہیں آتا ہر آنس کا لفظ رفعا یوں ہے من صلی صلاۃ استقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ الخرج البجا نے نماز پڑھی ہماری طرح اور مونہہ کیا ہمارے قبلے کی طرف اور کہا یا ہمارا فرج کیا ہوا تو وہ مسلمان ہوا اور رسول کے امان میں ہے یعنی اس کے عہد کو نہ توڑ و ف نماز گویا اسلام کی وردی ہو کہ بے اس کے آدمی مسلمان معلوم نہیں ہوتا ہماری ہی نماز اس لیے کہی کہ یہودی نماز میں رکوع نہ تھا اور نصاریٰ کے بیان سجدہ نہیں ہوا اور وہ دونوں طرف بیت المقدس کے نماز کرتے ہیں اور ہماری نماز میں رکوع سجدہ اور مونہہ طرف کعبہ کے ہوتا ہوا اس سے اس شخص کا محمدی ہونا نکلا اور ذبیحہ کمانے سے ثابت ہوا کہ وہ سب مسلمانوں کو اپنا بھائی جانتا ہوا اور خدا و رسول کی امان ہونے سے حرمت اس کی جان و مال و آبرو کی ثابت ہوتی ہے ہماری ہی نماز کرنے سے وہ لوگ نکل گئے جو کہ برخلاف طریقہ مسنونہ صحیحہ کے نماز پڑھتے ہیں جیسے شیعہ وغیرہ فرقہ بندی اسی طرح وہ منافق جو ہمیشہ آخر وقت میں چارنا چار اوٹھکر ٹکر لگتی ہیں اسی طرح وہ جو ارکان نماز میں تعدیل نہیں کرتے یا کسی کی ضد و بغض سے تارک سنن ثابتہ ہوتے ہیں بہر حال اس حدیث میں بعض علامات اسلام پر اطلاع دی ہے

والے کو بیوتا ہے اور عامل کا ثواب کم نہیں ہوتا بلکہ اللہ الگ الگ ہر ایک کو
 کو ثواب دیتا ہے یہ جب تک جتنے آدمی اوپر عمل کرتے جائیگے اتنا ہی ثواب اسکو
 زیادہ ہوتا جائیگا اسی طرح جو شخص مٹی ہوئی بدعت کو پہ جاری و شائع کرتا ہو یا کوئی نئی
 بدعت خود نکالتا ہو اور لوگ اس کے موافق عمل کرتے ہیں تو جتنا اس بدعت کرنے
 والے کو گناہ ہوگا اتنا ہی اس جاری کرنے والے کو گناہ ہوتا جائیگا یہ جسد لوگ
 اس بدعت پر عمل کرتے جائیگے اسی قدر اس مروج بدعت کو گناہ ہوتا جائیگا
 مثلاً جس قدر تراویح پڑھنے والوں کو ثواب ملیگا اسی قدر اکیلے حضرت عمر کو ثواب ملے گا
 یا جس قدر تغزیہ داروں کو ہر سال گناہ بڑھتا جاتا ہو اتنا ہی اوپر جسے سب سے پہلے
 تغزیہ داری محرم کی نکالی چڑھتا جاتا ہو معاذ بن جبل نے حضرت سے پوچھا تھا کہ افضل
 ایمان کیا ہے فرمایا یہ کہ دوست رکھے تو کسی کو واسطے اللہ کے اور بغض رکھے تو کسی سے
 واسطے اللہ کے اور لگا سے رکھے تو زبان اپنی اللہ کے ذکر میں پوچھا یہ کیس طرح
 ہوتا ہے فرمایا جو چیز اپنے لیے اچھی جانے وہی لوگوں کے لیے اچھی جانے اور جو
 چیز اپنے لیے بری جانے وہی اوروں کے لیے بھی بری جانے رواہ احمد
 حب و بغض مدیون ہی ہوتا ہے کہ صحابہ و اہل بیت اور سارے سلف صلحاء اور علماء
 دیندار اور شاخ تقویٰ شعار کو دل سے دوست رکھے اسی لیے کہ وہ اللہ کے
 نیک بندے اور اس کے دین کے چھاننے والے اور مددگار تھے اور اہل عبت
 و فسق کو تہ دل سے دشمن رکھے اسی لیے کہ وہ اللہ کے نافرمان اور دین میں ضعف

بر سر کاکتیز نر یا تو پیراں، ابھی نہیں ہوئے عمر و بن عباس سے حضرت سے کہنا تھا اے اسلام کہ تم کیا
 فرمایا اچھی بات بول کر کہنا کہ لانا کہنا ایمان کیا ہے شر یا یا سب کرنا اور جو انہوی فرماہ احسن
 اچھی بات میں نہ نہ کرنا خوش خلقی سے پیش کرنا السلام علیکم کرنا و نحوہا اگیا صبر و حمت
 میں شکل عبادت و دل نہ چرانا مصیبت میں گہرا تا و بنداری نہ چوڑا تا و اولاد و
 و محاق سے بچنا شبہات و مکروہات سے دور رہنا غصہ نہ مانا ہے جسے کاموں
 میں تنگدل ہونا انت پنا و دیانت ہستہ گاہ رہنا لذات فانیہ کا ترک کرنا و نحوہا کہ
 و انس بہینہ حدیث یا پریشان و و چیزان کو موجب فرمایا ہر ایک یہ کہ شرک یا میں جانگاہ
 و و سر سے یہ کہ غیر شرک جنت میں داخل ہو گا نہ اسے مسلح یعنی جو شرک پر متمادی ہو گیا ہو
 و و زنج و اچھ ہو جاتی ہے اور توحید بہشت کو واجب کرتی ہے گو بعد عقاب کے ہو
 حدیث بلال بن حارثہ مزیٰ بن فریاء ہر من اچھی سنہ من سننی قد امینت بعد
 فان الله من اخرج مثل ابي من عمل بها من غير ان يقص من اجرهم شيئا و ابتدع
 بدعة ضلالة لا يرضها الله ورسوله كان عليه من الاثم مثل اثم من عمل
 بها و يقص ذلك من اوزارهم شيئا اخوجه الترمذي اس حدیث میں دلیل ہے
 اس بات پر کہ سنت کے زندہ کرنا بہت بڑا اجر ہے جس طرح کہ بدعت کے جاری
 کرنے کا بڑا گناہ ہے یہ زندہ کرنا سنت کا علامت ہے ایمان کامل کی مطلب یہ ہے کہ
 جو شخص کسی سنت کو رائج اور جاری کرنا ہو جو سنٹ گئی تھی اور لوگوں میں سنت پر چلتے
 ہیں تو جتنا ثواب ان عمل کرنے والوں کو ہوتا ہو اتنا ہی اس سنت کے جاری کرنے

ایسی ہی جگہ دیوے کہ جہاں خدا نے دینے کا حکم دیا ہے اور نہ دیوے تو ایسی جگہ کہ خدا نے اس جگہ دینا منع فرمایا ہے تو ایسا شخص کامل الایمان ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اپنے حب بغض و سخاوت و بخل کو خدا کی مرضی کے تابع رکھے یہ نکرے کہ اپنی مرضی و غرض و حمیت و مطلب دنیاوی کو مقدم کرے کہ مہین ایمان برباد جاتا ہے اور اسی جگہ مسلمان کا امتحان ہوتا ہے کہ اگر مرضی شارع پر چلا تو کامل الایمان ہے ورنہ ناقص الایمان ایک بڑا سبب غربت اسلام کا اس زمانہ آخرین میں یہی ہے کہ اس عمدہ قانون کی پیروی ترک ہو گئی ہے حب بغض و عطا و منع ہر شخص کی مرضی پر لگتا ہے

باب بیان میں ایمان بالقدر کے

اللہ تعالیٰ کے حکم و اندازہ کرنے کو قضا و قدر کہتے ہیں اللہ نے ساری خلق کے پیدا کرنے سے پہلے ہر مخلوق کا اندازہ کر کے حکم لگا دیا ہے کہ فلاں چیز ایسی ہوگی اور فلاں شخص یہ کام کرے گا اور آغاز و انجام اوسکا یوں ہوگا جاندہ چیز جو ارادہ کرتی ہے وہ بھی اللہ ہی پیدا کرتا ہے اور رہنمائی چیز کا خالق ہی وہی ہے اس بات کے ماننے اور اس پر یقین لانے کو ایمان بالقدر کہتے ہیں پہر جو شخص برخلاف اس کے جانے کہ بندہ اپنا کام آپ پیدا کرتا ہے اور جو کچھ کرتا ہے وہ خود کرتا ہے یا کوئی کام خلاف ارادہ خدا کرتا ہے یا فلاں بات جو دنیا میں ہوئی اوسکا حال آگے سے اللہ کو معلوم نہ تھا ایسے شخص کو قدر یہ کہتے ہیں یعنی وہ تقدیر کا

و غربت لانے والے ہیں یہ معاملہ تو ساتھ خلق کے ہوا اور اپنا برتاؤ ساتھ خالق کے یوں
 رکھے کہ زبان ذکر خدا سے ہر دم تروتازہ رہے ذکر سے بڑھ کر کوئی شے نجات نہ دے
 اللہ کے عذاب سے زمین ہر طرح کہ حدیث میں آیا ہے ابوامامہ رفعاً کہتے ہیں من
 احب الله وابغض الله واعطى الله ومنع الله فقد استكمل الايمان رواہ ابو داؤد
 یعنی جسے دوست رکھا کسی کو اللہ کے لیے اور دشمن رکھا اللہ کے لیے اور دیا اللہ
 لیے اور نہ دیا اللہ کے لیے تو پورا کر لیا اوسنے ایمان **ف** جو کوئی کسی کو دوست
 رکھتا ہو تو کچھ سبب ہے کہتا ہے مثلاً باپے محبت سلیقہ ہوتی ہو کہ دوسری پرورش کیا اور پیرا ستا دوسرے
 کہ اوں ہونچ راہ نیک بتائی اور حاکم و پادشاہ سواسلیے کہ اونکی حمایت و رعایت میں شخص بسر کرتا ہے
 او کسی سواسلیے کہ وہ سخی ہو اور کسی سواسلیے کہ او کی صورت اچھی ہو اور کسی سواسلیے کہ وہ دوست کا
 دوست ہو یا دوست کے دشمن کا دشمن ہے اسی طرح دشمنی کے اسباب ہوتی ہیں اسی طرح
 کسی کو دنیا یا دنیا کسی سبب سے ہوتا ہے یہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ خدا نے اونسے
 محبت رکھنے کا حکم دیا ہے جیسے پیغمبر و اصحاب اہل بیت و شہداء و علماء و دیندار
 اور سارے مسلمان اور فرشتے اور بعض وہ ہیں جسے بغض و عداوت رکھنی کا حکم
 دیا ہے یا وہ خدا کی درگاہ سے راندے گئے ہیں جیسے شیاطین الانس و الجن اور سارے
 کفار اور فاسق اور اہل بدعت تو جو شخص ایسا ہو کہ جس سے اللہ نے محبت رکھنے کا
 حکم دیا ہے اوس سے محبت رکھے اللہ کا مقبول سمجھ کر اور جس سے دشمنی رکھے تو ایسی
 سبب ہے کہ یہ خدا کے خلاف مرضی کام کرتا ہے یا سبب ضلالت کا ہے پر دیوے تو

اجازت دی ہو سور کمانے سے نہی فرمائی ہے اب اگر کوئی سور کہاے تو اسد پر
کیا الزام بلکہ کمانے والے کا قصور ہے اسلیے کہ اسد نے اسکو بچنے کا بھی اختیار
دیا تھا اگر چہ نصیب میں یہ لکھ دیا تھا کہ وہ سور کہائے گا مگر اجازت نہیں ہی تھی بلکہ
منع کر دیا تھا یہ اور بات ہے کہ کوئی شخص خواب میں ہو اور اس کے ہونہ میں کوئی
حرام چیز ڈال دے تو بی شبہ وہ بی قصور و مجبور ہو گا اسد نے بھی مکرہ و بیہوش سوتے
و دیوانے پر حکم جاری نہیں کیا ہے تقدیر کا بھیدا ایسا نہیں ہے کہ کوئی اسکو سمجھے
بلکہ ہوا اسکے دریافت کرنیکا بھی حکم نہیں دیا ہے اور اگر فرضاً کوئی دریافت بھی
کرے تو اس میں کوئی فائدہ دنیا و دین کا نہیں ہے کیونکہ بہشت میں جانا یا دوزخ
سے بچنا اسکے دریافت پر موقوف نہیں ہے بلکہ ہمیں تو اس گفتگو ہی سے منع
فرمایا ہے پھر اس میں بحث و غرض کرنا بجز حماقت و ضلالت کے اور کیا ہے جتنا
ذکر قضا و قدر کا قرآن و حدیث میں آیا ہے اس پر ایمان لا کر چپ رہی کچھ چون چرا
نکرے اسد نے فرمایا انا کل شیء خلقناہ بقدر دہنے ہر چیز بنائی ہے انداز میں
حکیم کام جب کرتا ہے کہ پہلے سے اسکا انجام سوچ لیتا ہے اور اول سے اپنے ذہن
میں مائے و ما علیہ ٹھہر لیتا ہے۔ سو اسد ب حکیموں کا حکیم اور بے اثاؤن کا دانا
ہے اسنے آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے سب خلایق
کے مقادیر کو لکھ رکھا ہے رواہ مسلم عن ابن عمر مرفوعاً اب اسے تقدیر کے مواء
ہر ایک چیز اپنے اپنے وقت پر ظاہر ہوتی رہتی ہے اسی بنیاد پر مسلمان کو یہ چاہیے

منکر ہے بندے میں صفت خالقیت کی بتاتا ہے اپنی ہی تدبیر سمجھتا ہے تقدیر کو
کوئی شے نہیں جانتا اسی طرح جو شخص یہ بات جانے کہ آدمی کو کچھ ذرا سا ہی اختیار
مطلقاً اپنے کام کا نہیں ہے جو کچھ اوس سے ہوتا ہے نیک یا بد وہ سب اللہ ہی
کرتا ہے بندہ اور ہر جاندار مجبور محض اور بے اختیار صرف ہے یہاں تک کہ کفر و گناہ
ہی اللہ ہی کرتا ہے ایسے شخص کو جبر یہ کہتے ہیں یعنی معتقد جبر کا ہے سو یہ دونوں
عقیدے غلط ہیں بلکہ آدمی فی الجملہ اختیار کرتا ہے جسکے سبب سے بعض کام کرنا اور
بعض نہ کرنا اوس سے ظاہر ہوتا ہے آدمی کے چلنے اور پتھر کے کھرکنے میں فرق ظاہر
ہے کہ آدمی خود چل سکتا ہے اور پتھر نہیں چل سکتا اور پتھر نہ خود چل سکے نہ پتھر کے طرح
آپ ہاتھ ہلانے والے ہیں اور جسکے ہاتھ میں عیشہ ہے تفاوت واضح ہے کہ
رعشہ والا اپنا ہاتھ ہلنے سے تمام نہیں سکتا اور وہ تمام سکتا ہے اسی جگہ سے
اور اسی ارادے کے بنا پر اللہ نے امر و نہی فرمائی نیکی پر اجر بدی پر سزا مقرر
کی اگر اتنا سا اختیار بھی نہ ہوتا تو دنیا میں چور اور خونی کی مثلاً سزا کیوں مقرر ہوتی
اور اللہ کی طرف سے پیغمبر کیوں آتے اور قرآن کیوں اترتا اور شرع کیوں میں
ہوتی سب کو مجبور سمجھ کر معذور کرنا جاتا ہی شہم ہر کام اللہ کے ارادے ہی ہوتا ہے
لکن ارادہ اور چیز ہے اور رضا اور چیز اور پہلے سے بندے کے نصیب میں
ہر کام کا لکھ دینا اور چیز اس لکھنے اور چاہنے سے کچھ اللہ کی رضا سنڈی ثابت
نہیں ہوتی ہے اللہ نے نیکی کا حکم دیا ہے بدی سے منع کیا ہے بکری کمانے کی

آدمی سے اس کے دل کو معلوم ہوا کہ آدمی کا چاہا اللہ کے چاہے کے مقابل میں
 نہیں چل سکتا کہا قال تعالیٰ وما تشاؤون الا ان یشاء اللہ رب العالمین یعنی
 تم جب ہی چاہو کہ اللہ سارے جہان کا رب چاہے یعنی دل میں ارادہ ڈالنا
 بھی اسی کا کام ہے کچھ اپنے پس کی بات نہیں ہے تو اب دسی اکیلے پر بھروسہ
 کرنا چاہیے اپنی عقل ناقص کو دخل نہ دے ورنہ ایمان جاتا رہ گیا حدیث مرقضوی
 میں رفعا آیا ہے کہ مومن نہیں ہوتا ہے کوئی بندہ جب تک کہ ایمان نہ لاسے چار چیزوں پر
 ایک گواہی اس بات کی کہ نہیں ہے کوئی معبود سوا اللہ کے اور میں اس کا رسول ہوں
 مجھ کو اس سے سچ مچ بھیجا ہے اور ایمان لاسے مرنے پر اور اوٹھنے پر بعد مرنے کے
 اور ایمان لاسے قدر یعنی تقدیر پر شاہ الترمذی معلوم ہوا کہ منکر تقدیر کا کافر ہوتا ہے
 وہ مومن نہیں گواہ اپنے مومنہ سے دعویٰ ایمان کا کرے ابن عباس کا لفظ مرفوع
 یہ ہے دو قسم کے لوگ ہیں میری امت میں کہ ان کو اسلام میں کچھ نصیب نہیں ہے
 ایک مرجعہ دوسرے قدریہ رواہ الترمذی مراد مرجعہ سے اس جگہ جبر یہ ہیں
 وہ کہتے ہیں جو کام ہے ہوتے ہیں ان کی آخرت میں پیش نہوگی اور اگر ہوئی
 تب بھی تشہ جائینگے حدیث ابن عمر میں خبر دی ہے خسف و مسخ کی اس امت میں
 کہ جو کذب قدر میں ان میں ہوگا رواہ ابوداؤد و الترمذی خسف کہتے ہیں میں
 میں دہنسنے کو مسخ کہتے ہیں صورت بدل جانے کو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قدر
 اسی کا نام ہے جو کہ تقدیر کا انکار کرے حدیث ابن عمر میں فرمایا ہے قدر یہ اس

کہ اگر کسی سے کچھ نقصان و ضرر پہونچے تو اسکا گلہ شکوہ نہ کرے یہ جانے کہ
 اللہ نے پہلے ہی سے یہ بات مقدر کی تھی اور اسمین کچھ حکمت ہو جو میرے خیال
 میں نہیں آتی اور اگر کسی سے کچھ فائدہ پہونچے تو اللہ کا شکر اصالۃً اور محسوساً شکر
 تبجا بلا لے کہ اسنے میری ولادت سے پہلے یہ فائدہ مقرر کیا تھا اسی طرح
 اگر کسی کی بری صورت ہو تو اسے ہر شخص کے لیے کیونکہ اس شخص کا کچھ قصور نہیں ہے
 اللہ نے جیسا چاہا ویسا بنایا پھر اسے پہنسا اور طعن کرنا یعنی چاہے ابوالدر دار رضی اللہ
 شخص کر یہ نہ نظر کو دیکھا کرتے کہ خالق اسکا اور ابوالدر داء کا ایک ہی آدمی کے
 سارے اعمال کا خالق اللہ ہے نہ آدمی قال تعالیٰ واللہ خلقکم وما تعلقون
 وہ اگر پیدا نہ کرے اور روک لے تو کسی بندے کا یہ مجال نہیں ہو کہ اس کا کم کو
 کر سکے اسی جگہ سے آدمی بہت کام کرنا چاہتا ہے مگر نہیں ہو سکتی اور بعض کام
 کرنا نہیں چاہتا اور بے اختیاری میں ہو جاتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ خالق
 اعمال کا اللہ ہی نہ عباد اللہ اب جو کام اسکے ہاتھ سے اچھا بن پڑے یا اور
 کسی سے اسکے حق میں کچھ سلوک ہو تو اللہ کا شکر ادا کرے کہ باوجودیکہ خالق فیض
 وہ تھا لیکن ہر کوئی اسے خیر کا وعدہ دیا یہ سراسر اسکا احسان ہو اور جب سب کا خالق
 اللہ ٹھہرا تو ہر کسی کے حرکات و سکنات پر پہنسا اور عیب پکڑنا سخت بی ادبی
 ہے ساتھ خدا کے پیدا کرنا اور بات ہو اور بندے کا کاسب ہونا اور بات
 قال تعالیٰ واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبه جان لو کہ اللہ روک لیتا ہو

ملعون فرمایا ہے سجدہ اسکے ایک مکذب بالقدر اور دوسرا تارک سنت ہے سرفراہ
 رزین والبیہقی تذکیر الاخوان میں کہا ہے کہ جو شخص حضرت کی سنت کو بی عذر شرعی
 ترک کر دے اور چوڑ دے تو اسکو حضرت پر ایمان نہیں اور جو شخص تقدیر کے حق
 ہونے کو مکر او سے اور تقدیر کے قائل کو جھٹلا دے وہ ملعون ہے معلوم ہوا کہ تقدیر
 کے منکر اور سنت کے تارک پر اللہ کی طرف سے لعنت اور پھٹکار پڑتی ہے حدیث
 زیر بحث ثابت میں رفعا آیا ہے کہ اگر اللہ سارے آسمانوں اور زمین والوں کو غذا
 کرے تو بھی وہ ظالم نہوگا اور اگر ان سب پر رحم کرے تو اسکی رحمت و احسان
 بہتر ہے انکے اعمال سے اور اگر تو برابر احد کے راہ خدا میں سونا خرچ کرے گا
 تب بھی اللہ اسکو قبول نفرمائے گا یہاں تک کہ تو قدر پر ایمان لاے اور یہ بات جانے
 کہ جو کچھ تجھ کو پہونچا وہ تجھے چوکنے والا نہ تھا اور جو تجھے چوک گیا وہ تجھ کو پہونچنے والا
 نہ تھا اور اگر تو اسکے خلاف پرہیز تو نہ کرنا میں جائیگا حدیث دلیل ہے اس بات پر
 کہ جو کچھ آدمی کو رنج و تکلیف و راحت و جراحت و خوشی و غم و صحت و مرض و فتح
 و شکست و مفلسی و امیری پہونچتی ہے وہ سب تقدیر کے لکھے ہوئے کے موافق
 پہونچتی ہے اور کسی طرح نہیں ٹلے گی اگر ساری مخلوق چاہے کہ نہ پہونچے تو ممکن نہیں ہے
 کہ نہ پہونچے اور اگر سب لوگ یہ چاہیں کہ پہونچے تو ممکن نہیں کہ پہونچے اب جو کوئی
 اسکے خلاف سمجھو کہ فلان سبب تقدیر پلٹ گئی اور تقدیر کا کھماٹ گیا اور تبریر
 چل گئی اور یہ وہ شخص ہے تو بہ مر جائے تو دوزخی ہوگا اور اسکی کوئی نیکی صدقہ

است کہ مجوس ہین اگر بیمار ہوں تو عیادت نہ کرو و مر جائیں تو اونکے جنازے پر
 حاضر نہ رواہ احمد و ابوداؤد یہ حدیث دلیل صریح و نص قطعی ہے کفر پر سنکرین
 و مکذبین قدر کے اسلیے کہ مجوس کا فرستے جب انکو مجوس ٹھیرایا تو یہ ہی اونکی طرح
 کافر ہوئے بلکہ یہ تو مجوس سے بھی بدتر ہین اسلیے کہ مجوس دو خدا کے قائل ہین اور
 یہ بی گنتی خدا ثابت کرتے ہین کیونکہ ہر بندے کو خالق اوسکے عمل کا بتاتے ہین اور
 بندے بی شمار ہین عمر رضی اللہ عنہ کا لفظ رفعاً یہ ہے کہ بہت بیہوشم پاس اہل قدر کے
 اور سلام و کلام کا شروع اونے نہ کرو رواہ ابوداؤد اس حدیث سے بھی کفر قدر
 کا نکلتا ہے اسی لیے انکے ساتھ کفار کا سامعہ کرنے کا حکم دیا بلکہ یہ تو کافروں
 بھی بدتر ہین اس لیے کہ کافر صریح کو ہر مسلمان کافر جانتا ہے اور اوسکی بات نہیں مانتا
 اور قدرے آپکو مسلمان کہتا ہے اور بعض آیات و احادیث و اقوال اشعار کے
 معنی اپنے مذاق پر لگا کر جابلون کو گمراہ کرتا اور دھوکا دیتا ہے تو ایسے شخص سے
 ترک راہ و رسم ملاقات کرنا اور جدار ہنا بہتر ہے تاکہ وہ لوگوں کو گمراہ نہ کرے
 اور شاید اپنے عقیدے کو برا سمجھ کر چوڑ دے اگرچہ یہ فرقہ قدریہ کا زمانہ صحابہ
 نکلا ہے اور سلف نے بھی بہت کچھ لے دے اونپر کی تھی چنانچہ وہ لوگ منقرض ہو گئے
 تھے لکن اس زمانے میں پہ اس مذہب کے لوگ ہر جگہ ہر ملک و ہر شہر میں زیادہ
 ہو گئے ہین اور آپکو مسلمان کہتے ہین مگر مسلمانوں کے دین میں فساد ڈالکر گمراہ
 کرنا چاہتے ہین انکا نام دہریہ نیچر یا طبیعیہ ہی ہے حدیث عائشہ میں چہ شخصوں کو

نہونے سے کچھ نفع نقصان نہیں ہے یا شرع میں وحدت وجود و وحدت شہود
 اور اس کی ذات و آیات متشابہات کی تاویل اور ہر عبادت کی وضع خاص ہونیکا
 پسید نہ بتایا اسلیے کہ یہ باتیں اکثر آدمیوں کی عقل سے زیادہ ہیں کوئی مطلق انکار
 کر چکا کوئی زیادتی کمی کر چکا تو دونوں گمراہ ہونگے چنانچہ اگلی استون کے لوگ
 ایسے گنہگاروں میں پڑ کر گمراہ ہو گئے ویسا ہی جبر و قدر کا مسئلہ ہے کہ اس بحث
 و خوض کرنا درست نہیں کیونکہ آدمی کی عقل سے باہر ہے بہت آدمی جاہل اس سے
 گمراہ ہو جائینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا لہذا حدیث عائشہ میں فرمایا ہے من تکلم
 فی شیء من القدر سئل یوم القيامة ومن لم یتکلم فیہ لم یسئل عنہ رواہ
 ابن ماجہ یعنی شکم سے اوس دن یہ میسبہ ہو گا کہ تو نے اس مسئلے میں کیوں گفتگو کی
 اور غیر شکم سے اسکی کچھ باز پرس نہوگی معلوم ہوا کہ ہم اس بحث سے ممنوع ہیں اور کیوں
 نہون کہ یہ خوض ہمارا ایسے کام میں ہے جو مدت دراز سے طے ہو چکا ہے چنانچہ حدیث
 عبادہ بن صامت میں فرمایا ہے کہ سب سے پہلے اللہ نے قلم کو پیدا کیا اور کہا کہ
 لکھو اسنے کہا کیا لکھوں فرمایا قدر اسنے جو کچھ ہوا اور اب تک ہو گا وہ سب لکھا
 رد ۱۵ الترمذی اور حدیث ابو موسیٰ میں آیا ہے کہ اللہ نے آدم کو ایک مشت خاک
 سے بنایا جو ساری زمین سے لی تھی سواونکی اولاد اوسی زمین کے انداز پر پائی کوئی
 لال کوئی ہر کوئی کالا کوئی درمیان اسکے کوئی نرم کوئی کڑا کوئی ناپاک کوئی نیکو
 یعنی تفاوت آدمیوں کا رنگ و عادت میں اسی اللہ کی تقدیر سے ٹھہرا ہے نہ حدیث

خیرات نماز روزہ زکوٰۃ حج قبول نہوگا اسلیے کہ اوسنے اللہ کی تقدیر کا انکار کیا
 وہ مالک الملک شہنشاہ ہر جیسا اوسنے چاہا ویسا ہر ایک کی قسمت میں بجا پڑا
 برس پہلے پیدائش آسمان وزمین سے لکھ دیا اوسکی شان تو یہ ہو کہ اگر ساری ملائکہ
 و بنی آدم کو دو رخ میں بھیج دے تو یہی وہ ظالم نہ تھیرے اسلیے کہ ساری مخلوق
 اوسکی ملک و عبید ہو اور اگر رب کو بخش دے تو یہ اوسکی مہربانی ہو کسی کا اوپر
 کوئی حق نہیں ہے ان تعذبہم فاعذب عبادک وان تغفر لهم فانک انت
 العزیز الحکیم ابوہریرہ کہتے ہیں حضرت آئے اور ہم قدر میں جھگڑ رہے تھے
 ایسے تھا ہوئے کہ مونہ لال ہو گیا گویا مونہ پرانا رتوڑ دیا فرمایا ابھذا امر حق
 ام بھذا ارسلت الیکم افما هلك من کان قبلكم حين تنازعوا فی ہذا الامر
 عزمت علیکم عزمت علیکم ان لاتنازعوا فیہ رواہ الترمذی یعنی کیا تم کو
 اسی بات کا حکم ہوا کہ میں اسی لیے تمہارے پاس بھیجا گیا ہوں تم سے اگلے لوگ
 یوں ہی تو برباد ہوئے کہ انہوں نے تقدیر میں نزاع کیا میں تم کو قسم دیتا ہوں
 اور رقیق کرتا ہوں کہ تم اس مسئلے میں بحث نہ کرو ف اللہ نے جو باتیں بند
 کے لائق تھیں وہ بتا دیں اور جو میں کچھ دنیا و دین کا فائدہ نہ تھا اوسکو بیان کیا
 یا جو انکی سمجھ سے باہر بات تھی وہ نہ کہی تاکہ لوگ لایعنی میں مشغول نہوں جیسے
 یہ بیان نہ کیا کہ چاند سورج کچھ خیر سے بنے ہیں اور عرش کس چیز سے اور آگ و پانی
 کس شے سے اور انکی حقیقت کیا ہے کیونکہ ان باتوں کے دریافت ہونے اور

بہشتی دوزخی ٹھہرا کر کہدیا تھا لالہ بابلی یعنی مین مالک ہوں جو چاہوں سو کروں
 حدیث عائشہ مین فرمایا ہر امد نے جنت کے لیے کچھ لوگ بنائے اور وہ اپنے باپوں
 کی پشت مین تھے اور کچھ لوگ دوزخ کے لیے بنائے اور وہ اپنے باپوں کی ٹہپیہ
 مین تھے ۱۷ مسئلہ یعنی دنیا مین پیدا ہونے سے پہلے جسکو جس لائق سمجھا
 ویسا ہی ٹھہرا دیا اب دوسری کے موافق ہوتا ہے بہشتی سے اچھے کام اور دوزخی
 سے برے ظہور مین آتے ہیں اس جگہ دنیا مین شناخت جنتی اور ناری کی یہی ہے
 وید احمد ابن سعود دکتے مین حضرت نے فرمایا اور وہ سچے سچائے تھے کہ خلقت
 ہر کسی کی اکھٹا کیجاتی ہے پیٹ مین اوسکی مان کے چالیس دن تک نطفہ رہتا ہے
 پہر چالیس دن تک خون پہراتے ہی دن تو تھڑا پہر اوسکے پاس ایک فرشتہ آتا ہر
 وہ اوسکا عمل اجل و رزق اور یہ کہ وہ بد بخت ہو یا نیک بخت لکھ دیتا ہے پہر ۴۰ مین
 روح پہونکی جاتی ہے سو قسم ہوا و سکی جسکے سوا کوئی سبب و نہیں ہر کہ بیشک کوئی
 تم مین کیے جاتا ہے کام اہل جنت کا یہاں تک کہ نہیں رہتا درمیان اوسکے اور بہشت
 کے فرق مگر ایک ہاتھ پہر بقت کرتی ہوا و سپر کتاب تو وہ کام کرنے لگتا ہوا اہل نار
 کا سا پہر جاتا ہوا گ مین اور کوئی تم مین کیے جاتا ہوا کام اہل نار کا سا یہاں تک کہ نہیں
 رہتا درمیان اوسکے اور دوزخ کے فرق مگر ایک ہاتھ کا پہر بڑھ جاتی ہوا و سپر
 کتاب سو کرنے لگتا ہوا کام اہل جنت کا سا پہر جاتا ہے جنت مین ۱۷ شہادۃ الشیخان
 معلوم ہوا کہ ہر بشر ایک سو مین دن مین مان کے پیٹ مین بکرہ درست ہو جاتا ہے

ابن عمرؓ میں فرمایا کہ اللہ نے خلق کو اندھیرے میں بنایا پھر اس پر انوار نور ڈالا جس کو وہ نور پہنچا اوسنے سیدھی راہ پائی اور جس کو نہ پہنچا وہ گمراہ ہوا اسی لیے میں یہ کہتا ہوں کہ قلم سوکھ گئے اللہ کے علم پر یعنی جو کچھ اوس کو لکھنا تھا وہ بہو جب حکم خدا لکھ چکے اب کچھ نہیں لکھتے اسلام اللہ کا نور ہے ازل میں جس پر چمکا وہ مسلمان ہوا جس پر چمکا وہ کافر رہا ابوالدرداء کا لفظ رفعا یہ ہے کہ فارغ ہو چکا اللہ اپنی مخلوق میں ہر بندے کے پانچ چیز سے اوسکے اجل سے اوسکے عمل سے اوسکے رہنے کی جگہ سے اوسکے چال سے اوسکے رزق سے رواہ احمد یعنی فلان روز فلان وقت فلان جگہ اس طرح رہے گا اور زندگی میں فلان فلان کام کج کرے گا اور فلان فلان جگہ رہے گا اور فلان چال ڈھال و رویہ اختیار کرے گا اور اوس کو اتنا رزق ملیگا اور اتنا کمائیگا سو یہ پانچوں باتیں جب اللہ نے پہلے سے شہیدین میں دیکھا ہی ہوتا ہے اوس سے کم و بیش نہیں ہوتا معلوم ہوا کہ آدمی توکل پر ہے نری تدبیر پر نہ جم جائے اور دنیا داری میں زیادہ در دسری نہ کرے جو قسمت کا لکھا ہے وہ آگے ہی مقرر ہو چکا اوس میں کم و بیش نہیں ہو سکتی ہے حدیث ابوالدرداء میں فرمایا ہے جب اللہ نے آدم کو بنایا تو اوسکے داہنے مونڈھے کو مار کر اوسکی سفید اولاد چوٹیوں کی طرح نکالی اور بائیں مونڈھے کو مار کر کالی اولاد شل کوٹے کے نکالی پھر داہنی طرف کی اولاد کو کہا کہ حینین جائیگی اور مجھے کچھ پروا نہیں اور بائیں طرف کی اولاد کو کہا کہ یہ دوزخ میں جائیگی اور مجھے کچھ پروا نہیں رواہ احمد معلوم ہوا کہ آدم کے پیدا کرنے کے وقت

جہاں تک کہ اوسکی نگاہ پہونچے رواۃ مسلح اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ کیا سو ہوا اور ہوگا اور جو ہوتا ہے سب پہلے سے تقدیر میں لکھا ہے۔
 پہر بھی اللہ غافل نہیں اور سکو اب بھی اختیار ہے جو چاہے سو کرے قسمت کی ترازو
 اوسکے ہاتھ میں ہے جسکا چاہتا ہے پڑا اور چاکر تا ہے جسکا چاہتا ہے نیچا کرتا ہے
 اور ہر ایک کام کی خبر رکھتا ہے آگے سے پہر ویسا ہی اوس سے ہوتا ہے و فیضان
 اللہ و بجدہ تعالیٰ عمائش رکھن انس کہتے ہیں حضرت یہ دعا بت کیا کرتے تھے یا
 مقلب القلوب ثبت قلبي علی دینک یعنی کہا اے نبی اللہ ہم آپ پر ایمان لائے
 اور جو آپ لائے ہیں اور سکا ہننے یقین کیا اگو کیا ہم پر کچھ خوف ہو فرمایا ہاں دل
 اللہ کی رواؤ گلیوں میں ہیں پھر دیتا ہے اور کو جس طرح چاہتا ہے رواۃ الترمذی
 سارے پیغمبر دنیا سے ایمان پر جاتے ہیں اس دعا کا مطلب تعلیم ہے ہمت کو کہ ایمان
 پر ثبات رہنے کی دعا کرتے رہا کرین کیونکہ دل اللہ کے قابو میں ہے جدھر چاہے
 پھیرے معلوم ہوا کہ اچھی بری راہ پر لگا دینا اللہ ہی کا کام ہے آدمی اپنے دل پر اعتماد
 نہ کرے اللہ سے ہر وقت التجا کرے کہ اوسکے دل کو نیک چال پر ثبات رکھے حدیث
 ابن عمر میں آیا ہے کہ حضرت باہر آئے آپ کے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں
 فرمایا یہ ملا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہیں جہنہ کہا آپ بتائیں فرمایا یہ کتاب طرف سے
 رب العالمین کے آئی ہے اسمین نام لکھے ہیں ہشتیوں کے اور نام اونسکے باپ
 اور کنبے کے پہر جملہ کیا ہوا ہے اونسکے آخر پر سواٹ کچھ بڑے اور نہ گٹے پہر

اور فرشتہ ہر چار حالت او کی لکھ جاتا ہے اسی کے موافق دنیا میں ہوتا ہے
 پہر اگر او کی قسمت میں دن و رات لکھی ہے تو گو دنیا میں پہلے بشتیوں کے سے کام
 کرتا ہی یہاں تک کہ جنت کے لگ بہگ ہو جاتا ہے پہر کیا ایک تقدیر کا لکھا زور
 مارتا ہے تو انجام کو وہ دوزخوں کے سے کام کرتے کرتے مرجاتا ہی اور دوزخ
 کا کندہ ہوتا ہے اسی طرح جس کا انجام بہشت ہی وہ اگر چہ اتنے برے کام کرتا ہے
 کہ دوزخ سے نزدیک ہو جاتا ہی لیکن پہر تقدیر کا لکھا زور مارتا ہی تو بشتیوں کے
 سے کام کرتے کرتے مرجاتا ہے پہر بہشت میں جاتا ہی معلوم ہوا کہ اعتبار شقاوت
 و سعادت کا خاتمے پہر اغما الاعمال بالخواتیم آدمی اپنی عقل فعال و عمل فی الحال
 پر مغرور و متعبد ہوا اللہ ہی کے فضل و کرم پر بہر و سار کے اور خاتمے سے ڈرتا ہے
 اگر خاتمہ اچھا ہوا تو اچھا ہے اور برا ہوا تو برا ہے ۵

حکم ستوری وستی ہمہ بر تخت کس نہ است کہ آخر بچہ حالت گزرد
 ہم اللہ تعالیٰ سے بعد عاجزی و نہ است بہیک مانگتے ہیں کہ ہمارا خاتمہ ایمان پہ
 کرے اور ہمارا انجام عمل بہ جنت پہ ہو و ما ذلک علیہ یعنی ابو موسیٰ کہتی ہیں
 حضرت نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑ پانچ باتیں بتائیں ایک یہ کہ اللہ سوتا نہیں ہے
 اور او سکویا چاہیے کہ نہ سوئے ترازو کو نیچا کرتا ہے اور اونچا رات کا کام دن
 کے کام سے پہلے اور دن کا کام رات کے کام سے پہلے او کے پاس پہنچ جاتا ہے
 اور کا پردہ تو ہے اگر او سکوا وٹھا دے تو نور او کے ذات کا جلا دے خلق کو

مانگے تو نہ ہو و دعا تو یہ صدقہ خیرات و دعا علاج کا اثر اسی تقدیر معلق کے سبب
 ہوتا ہے اگر یہ اثر ہوتا ہی ہو اسکی تقدیر میں لکھا ہے آدمی اپنی عقل کو اس سیدائش میں
 نہ دوڑائے جس طرح فرمادیا ہے اوسپر یقین لائے چون چرانکرے بڑے آدمیوں
 کے احکام و افعال کے بھید و ہاتھی گنواروں کو معلوم کرنا مشکل ہوتا ہے اور انکی سہولت
 نہیں آتا چہ جائی اللہ کے حکمون اور کاموں کا بھید بندوں کو عقل سے دریافت ہونا
 صال للذباب و رب الارباب حدیث علی مین فرمایا ہے تم میں ہر ایک شخص کی
 جگہ جنت و دوزخ میں لکھی گئی ہے کہا پر ہم اپنے لکے پر بہر و ساکنین اور عمل
 کرنا چھوڑ دیں فرمایا تم عمل کرو ہر کسی کو وہی کام آسان ہوتا ہے جسکے لیے وہ پیدا
 کیا گیا ہے جو سعادت مند ہے اوسکو سعادت کا کام کرنا آسان پڑ جاتا ہے اور جو بد بخت
 ہے اوسپر بختی کا کام کرنا سہل ہو جاتا ہے پھر یہ آیت پڑھی فاما من اعطی النقی
 و صدق بالحسنى فسنيسره للحسنى و اما من بخل و استغنى و كذب بالحسنى
 سنيسره للعسر و رواه الشيخان ابی یوسف بخت کے لیے اسباب نیکی بختی کے جمع ہو جائیں
 اور بد بخت کے لیے اسباب بد بختی کے اور نیکی کو نیکی کرنا آسان ہو جاتا ہے اور
 بد کو بدی کرنا سہل جسکے لیے اسباب سعادت جمع ہو جائیں وہ شکر کرے اور جسکے لیے
 اسباب بدی جمع ہوں وہ ڈرے اور جلدی سے اوسکو ترک کرے اس بات پر
 بہر و ساکنے کہ بہشت یا دوزخ جو ہماری قسمت میں لکھی ہے ویسا ہی ہو گا ہم
 بندگی کیوں کریں سہل بن سعد کا لفظ رفعا یہ ہے بندہ اہل نار کا سا کام کرتا ہے

بایں ہاتھ کی کتاب کو کہا کہ یہ کتاب ہر طرف سے رب العالمین کے ہمین نام ہین
 دوزخیوں کے اور نام ہین اونکے باپ اور کتبے کے ہر جملہ کیا ہوا ہونکے آخر
 پر ثواب نہ زیادہ ہونکہ صحابہ نے کہا تو پھر عمل کس لیے ہے اگر ایسی ہی بات ہے
 کہ اوس سے فراغت ہو چکی ہے فرمایا تم تو سید ہی راہ چلو اور بندگی کرو اس لیے کہ
 ہشتی کا خاتمہ ہشتیوں کے کام پر ہوتا ہے اگرچہ وہ کچھ کام کرے اور دوزخی کا
 خاتمہ دوزخیوں کے کام پر ہوتا ہے اگرچہ وہ کچھ کام کرے پھر اشارہ کیا
 ہاتھوں کے اور پھیکدیا اون دونوں کتابوں کو اپنے پیچھے پھر فرمایا غبار ہو گیا
 تھا را رب بندوں سے ایک گروہ جنت میں ہوا ایک گروہ دوزخ میں رواہ
 مسند یحییٰ السنن نام اہل جنت و اہل نار کے الگ الگ مع اونکی ولدیت و ات
 بہانت کے نشان سمیت لکھ کر سب ناموں کے آخر میں میزان دیکر جملہ کر دیا ہے
 کہ اب اس میں کچھ کم و بیشی نہیں ہوتی اللہ نے آگے ہی سے ہر ایک شخص کا ہشتی
 دوزخی ہونا مقرر کر دیا ہے وہ اوس کے موافق کام کرتا ہے سو تم تو سید
 چلے جاؤ پھر آگے قسمت یٰٰ نصیب ابو خراسمہ کے باپ نے حضرت سے کہا تھا
 ہلایہ رقیہ و دواج ہم کرتے ہین اور یہ بچا جس سے ہم بچتے ہین یہ کیا اللہ کی تقدیر
 پیروی ہین فرمایا یہ خود اللہ کی تقدیر ہے رواہ احمد و الترمذی و ابن ماجہ
 یعنی تقدیر و قسم ہوا ایک مہرم کہ جو مقرر کر دیا ویا ہی ہوا دوسرے معلق کہ اگر
 یوں کر گیا تو ایسا ہوگا اور نہ کر گیا تو یوں ہوگا مثلاً دعا مانگے تو بیمار اچھا ہوا ورنہ

او کو نہ مانے تو اس نے گویا قرآن وحدیث کا انکار کیا اور سکاٹھکا نادونخ ہو حضرت کے
 ازواج مطہرات اور بنات طیبات اور آپ کے داماد اور اولاد دختران اور
 زید و اسامہ یہ سب حضرت کے اہل بیت و عترت میں داخل ہیں جو شخص ان سے محبت
 کرے یا ان پر طعن کرے اس کے ایمان میں نقصان ہے اس لیے کہ انکی مع و شاعمو و
 خصوصاً کتاب سنت میں ثابت ہے تو جو کوئی معاذ اللہ انکو برا جانے اس نے گویا اللہ
 و رسول کی بات و خبر کا انکار کیا اس انکار کا انجام بھڑنا ہے اور کیا ہو سکتا ہے کہ
 پیغمبر کے ساتھ محبت رکھنے کا حکم دیا ہے اور پیغمبر نے اپنے اصحاب اہل بیت سر
 دوستی کرنے کا ارشاد کیا ہے تو اس نے وہی شخص محبت رکھے گا جسے پیغمبر نے محبت
 رکھی تھی اور اس میں کچھ شک نہیں کہ جو مسلمان حضرت کے ساتھ رہتے تھے اور صلاح
 و مشورے میں شریک ہوتے اور دین اسلام اور انکی سعی و کوشش سے جاری ہوا
 حضرت کے وقت میں اور بعد حضرت کے تو گویا وہ پیغمبر کی پیغمبری کے کام میں لگا
 تھے اور جو لوگ حضرت کے گھر کے جیسے بیہیمان اور اولاد و نواسے وغیرہ حضرت
 کو ان سب کی محبت تھی بلکہ سارے مکہ اور مدینے کے مسلمانوں سے بلکہ تمام ملک
 عرب کی محبت تھی تو جس شخص کو حضرت سے محبت ہوگی وہ ان سب کے ساتھ بھی
 محبت رکھیں گے اور ان اصحاب و اہل بیت کی تعظیم کرے گا اور انہیں کا طریقہ ہر مہین
 ظاہر و باطن اختیار کرے گا اور ہرگز انکی راہ و رسم سے منحرف نہ ہوگا پھر جس قدر انکو
 حضرت سے زیادہ محبت ہوگی اسی قدر ان سے بھی محبت زیادہ ہوگی اور جسکو

اور وہ بستی ہو چکا ہے اور کوئی اہل جنت کا سا کام کرتا ہی اور وہ دوزخی ٹھہر چکا
اعتبار کا من کا خاتمے پر ہے رواہ الشیخان یعنی مرنے کے نزدیک جیسا کام ہو
ویسا ہی وہ شخص ہے اچھا یا برا جو نیکی کی حالت میں مراضن غالب یہ ہو کہ وہ بستی تھا
اور جو کفر پر مرادہ دوزخی تھا غرض کہ تقدیر پر ایمان کہنا فرض ہے اللہ تعالیٰ خاتمہ بخیر کرے آمین

باب بی کر میں صحابہ و اہل بیت کے

صحابی وہ ہوتا ہے جسے حضرت سے ملاقات کی اور وہ مسلمان تھا اور اسلام ہی پر
وہ مرا پھر اگر بہت دن صحبت میں رہا تو زیادہ فضل ہے نسبت اس کے چمک بخت
میں یا اور اہل بیت سے مراد گھر والے ہیں جیسے بیہان اور اس کے باپ اور گریوں
کے سب سے واما اور ایسا ہے نواسیان بالخصوص اولاد و غلام و باندی اور جسکو بیٹا کر کے
پالا بلکہ سارا کنبہ جو اپنے طریق پر ہوا اور اس کی اولاد یہ سب اہل بیت ہیں
خلفاء اربعہ و طلحہ و زبیر و عبد الرحمن سعد و سعید و ابو عبیدہ و ابو ہریرہ و انس و
بلال و معاویہ و سلمان بلکہ سارے مہاجرین و انصار اور وہ لوگ جو ہمراہ حضرت کے
غزوہ احد و بدر و حدیبیہ و غیرہ غزوات میں حضرت کے ساتھ ہو کر راہ خدا
میں لڑے بالخصوص اور جن مسلمان نے حضرت سے ملاقات کی اور اسے عقیدہ اسلام
پر مرادہ صحابی ہے صحابہ کی ثناء و صفت و خوبی قرآن و حدیث سے بخوبی ثابت ہوئی ہے
محبت رکھنا اور اس کی راہ پر چلنا ایمان کی نشانی ہے پھر جو کوئی انکو برا جانے یا

یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا تو فنی مسلماً والحقی بالصلحاءین جب خلفاء اربعہ
 خلیفہ ہوئے تب یہ وعدہ سچا اور پورا ہوا کہ پورے پچھان تک انہیں کج حکم ساری
 زمین میں کو گون پر ظاہر و باطناً جاری ہوا اور آخر زمانہ میں مہدی موعود کا وہ
 ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ یہ خاص نیک بندے اللہ کے تھے اب جو انکو فاسق
 منافق جانے وہ اس آیت کا منکر ہے اور فرمایا الذین ان مکنا ہم فی الارض
 اقاموا الصلوة و اتوا الزکوۃ و امروا بالمعروف و نہوا عن المنکر واللہ عاقبہ
 الامور اس آیت میں تعریف ہر صاحب کی کہ وہ حامی دین تھے اب جو کوئی انکو
 برا جانے وہ بد دین ہے وقال تعالیٰ محمد رسول اللہ والذین امنوا معہ اشداء
 علی الکفار رجاء یدہم تراہم کما سجدایبتغون فضلاً من اللہ و رضوانا سیما
 فی وجوہہم من اثر السجود ذلک مثلہم فی التوراة و مثلہم فی الانجیل اے قولہ
 لیغیظ بہم الکفار و وعد اللہ الذین امنوا و عملوا الصالحات منهم مغفرۃ و اجر
 عظیم اے آیت دلیل ہر اسپر کہ صحابہ کا ذکر قبل انکے وجود کے دنیا میں حضرت موسیٰ
 اور عیسیٰ علیہما السلام کی کتابوں میں ہو چکا ہے کہ وہ لوگ بڑے خدا پرست کامل الایمان
 ہونگے اور ان پر غصہ و نہین کو آئیگا جو کافرین ہر چند اس آیت میں سب صحابہ کی
 تعریف ہو مگر یہ چار باتیں جو بیان ہوتی ہیں ایک الذین معہ یہ ابوبکر پر صادق ہو کہ
 حیات و بعد ممات کے وہ ایک ہی جگہ حضرت کے ساتھ رہے غار میں و دفن میں
 دوسرے اشداء علی الکفار اسکی مصداق عمر فاروق تھے جس دن وہ مسلمان ہوئے

انے محبت نہیں ہے تو وہ حضرت کی محبت میں ہی جوڑا ہے گوناہرین دعویٰ محبت کا
 کرے جس طرح کہ اہل بدعت کی محبت کا حال ہے کہ سنت صحیحہ پر تو چلتے نہیں اور اپنی
 بدعت کو اچھا سمجھ کر پڑے ہوئے ہیں اور حضرت کی محبت کا دعویٰ رکھتے ہیں خود
 انکا فعل مذہب انکے قول کا ہے اور اگر خدا نخواستہ حضرت کے صحابہ اہل بیت بری
 ٹھہریں تو دین اسلام ہی جوڑا ٹھہرے اس لیے کہ قرآن و حدیث جو مسلمان کی بنیاد ہے
 انہیں کے واسطے سے پچھلے لوگوں کو پہونچا ہے پھر اگر وہ بری تھے تو ان کے
 بتائے ہوئے قرآن و حدیث کا کیا اعتبار اور جب قرآن و حدیث بی اعتبار ہو گیا
 تو دین اسلام سب جوڑا ٹھہرا تو جو شخص اوکو برا جانے وہ گویا اپنے آپکو مسلمان
 نہیں جانتا اور اپنے ایمان کا انکار کرتا ہے بلکہ دین اسلام کا انکار کرتا ہے اور اصحاب و
 اہل بیت کی خوبیاں اور بزرگیاں جو کتاب سنت میں آئی ہیں بہت ہیں ہم بعض
 آیات وغیرہ کا پتہ دیتے ہیں مسلمان کو عقیدہ درست کرنے کے لیے اتنا کفایت
 ہے قال تعالیٰ الذین یتبعون الرسول النبئی الامی الذی یجدونہ مکتوباً عند
 فی التوراة و الانجیل الی قولہ فالذین امنوا بہ و عززوه و نصره و اتبعوا النور
 الذی انزل معہ اولئک هم المفلحون اور فرمایا ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر
 ان الارض یرثها عبادی الصالحون پہلی آیت میں صحابہ کو صاحب فلاح فرمایا تھا
 اور اس آیت میں صاحبین کہا اب بعد صلاح و فلاح کے سوار تہ نبوت کے اور کوئی
 مرتبہ واسطے بشر کے ترقی مدارج کا نہیں ہے صلاح وہ چیز ہے جسکی تمنا انبیاء کی تھی

رہنے والے تھے اور انہوں نے مہاجرین کو جگہ دی اور خاطر داری کر کے رکھا
 اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں انہارا اپنی رضا مندی کا اون سب سے اور وعدہ خلود
 جنت کا فرمایا اللہ سے بڑھ کر کوئی سچا نہیں ہے اور سکا وعدہ کہی خلاف نہیں ہوتا
 اب جو کوئی بعد رضا خدا کے اون سے ناراض ہو وہ گویا اللہ کے وعدے کا
 مذبہ ہو اور مذبہ قرآن کا کافر ہوتا ہے اسی جگہ سے رافضی خارجی ناصبی کا فہر
 ٹھہرے ہیں پھر اللہ نے بالخصوص انہارا اپنی رضا کا اون صحابہ سے کیا جنہوں نے
 نیچے درخت کے بیعت الرضوان کی تھی پھر یہ وعدہ فرمایا کہ ہم تمکو زمین کا خلیفہ
 کروینگے پھر خاص ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بلفظ اتقی و متز کے یاد فرما کر یہ خبر دی کہ
 ولسوف یرضی سوربے اگر مزید کیا اللہ کے وہی ہوتا ہے جو کہ اتقی ہو یہو یسا
 جملہ صحابہ ہی جیسا کہ حق میں حضرت کے فرمایا ہو ولسوف یعطیک ربک فترضی
 اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک بعد حضرت کے کسی کا رتبہ برابر صدیق رضی
 اللہ عنہ کے نہیں ہے اسی طرح حق میں اہل بیت و عترت رسالت کے آیہ تطہیر
 او تری ہو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اونکو دوہرا اجر ہر عمل صالح کا ملے گا اور اونکو
 دوسری آیت میں اموات المؤمنین ٹھہرایا ہے اسی طرح احادیث میں فضائل و مناقب
 و فواضل صحابہ و اہل بیت کے عموماً و خصوصاً کثرت سے آئے ہیں اور کتب سنت طہرہ
 میں معروف ہیں وہ سب دلیل ہیں اس بات پر کہ مسلمان پر حفظ حقوق اصحاب و عترت
 کا بابت تعظیم و محبت و دعا و مراقبہ ادب فرض ہے اب جو کوئی اونکی شان و عظمت

سب مسلمانوں نے باہر نکل کر نماز پڑھی اس سے پہلے چپ کر پڑھتے تھے رحماء
 بیضہ کا صدق عثمان پر ہوتا ہم رکھا بعد کا علی مرتضیٰ پر الغرض جو شخص صاحب
 و اہل بیت کی تعریف و ثنا سنا خوش ہو وہ کافر ہے اللہ کی درگاہ سے راندہ ہوا
 اس آیت سری یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی صحابی یا عترت سے کچھ گناہ کا کام بھی ہو گیا تھا
 تو وہ معاف ہو چکا ہے اس لیے کہ اللہ نے وعدہ مغفرت کافر و ایمانی آیت حجت ہے
 کفر پر رافضیہ کے اس لیے کہ ان کو اصحاب پر غیظ آتا ہے اور وہ صحابہ کو گالی دیتے اور
 بُرا کہتے ہیں اور دلیل ہے کفر پر خوارج و نو اصحاب کے اس لیے کہ وہ دشمن ہیں ابن سبک
 پر آیت للفقراء المہجیرین الخ میں مہاجرین کو صاوقین اور انصار کو مفلحین فرمایا ہے
 اور سب اہل اسلام کو دوسری آیت میں یہ ارشاد کیا ہے کہ کو فواصع الصادقین
 اس سے ثابت ہوا کہ ہم کو دین میں ہمراہ دیانت صحابہ کے رہنا چاہیے پر صحابہ میں
 ان کو فضیلت ہے جنہوں نے فتح سے پہلے مال خرچ کیا اللہ کی راہ میں لڑے ان کے
 درجے کو عظم فرمایا ہے اگرچہ پہلے لوگوں سے بھی وعدہ جنت کا ہے اور حق میں
 سابقین اولین کے خواہ مہاجر تھے یا انصار اور حق میں ان کے تابعین بالاحسان کے
 یہ ارشاد کیا ہے کہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ و اعد لهم جنات تجری تحتها الانهار
 خالدین فیہا ابد اذک الفتن العظیمہ بدر کی لڑائی تک جتنے لوگ مسلمان ہوئے وہ
 سب باقیین اولین ہیں اور جو لوگ بعد بدر کے اسلام لائے وہ ان کے تابع ہیں مہاجر
 وہ اصحاب ہیں جو حضرت کے ساتھ مکہ سے نکل آئے انصار وہ جو مدینے کے

آرہے ہیں وہ اب بھی حکم عرب میں ہیں گویا اب انکی لغت عربی نہیں ہو چکی
 اکثر سادات بنی فاطمہ اور شیخ قریش صحیح النسب مسلمان گویا سب بھی محبت ملی اور
 خدمت مالی کرنا ضرور ہے عرب کے لیے اگر کوئی سا بھی شرف نہو تا مگر اتنا ہے
 کہ سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین حر العین المبین اس قوم سے سبوح ہو
 جو سارے جہان کے پیغمبر واجب التباع ہیں بلکہ تمام ثقلین کے مخدوم و مطاع و کفایت
 کرتا ہے جبکہ اسوا اس فضیلت عظمیٰ کے اور فضائل و خصائص بھی ثابت ہیں تو یہ کوئی
 تعظیم و تکریم و خدمت و محبت میں اب کیا جگہ دریغ کرنے کی باقی ہے جو کوئی مسلمان
 ہو کر عرب سے محبت اور لغت عرب کی لغت نہیں کہتا ہو اسکو کچھ بھی حلاوت ایمان کی
 نہیں ہے نہ قدر و قیمت رسول انس و جان کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر کوئی اور قوم
 بہتر ہوتی اور زبان عرب سے زیادہ کوئی اور لغت اشرف ٹھہرتی تو اللہ خاتم الرسل کو
 اسی قوم میں اسی لغت میں سبوح کرتا لیکن جبکہ کارخانہ نبوت و رسالت کا توڑ اور
 جملہ ادیان عالم کا خاتمہ عرب لغت عرب پر کیا تو یہ دلیل واضح ہر کمال فضل و کرم و شرف
 عرب پر و اللہ اعلم

باب ذکر مین بدعات قبور کے

اصل زیارت قبر کی بے قید و یوم و تاریخ و ماہ و سال و وقت و اجتماع مرد و عورت کے لیے
 جائز بلکہ مستحب بلکہ سنت ہے اس نیت سے کہ قبروں کے دیکھنے سے موت و آخرت یاد آئے

کی اور محبت میں فرق اور دعائیں تفاوت کر گیا اور کسی طرح کی بی ادبی لفظی و
 معنوی اوس سے صادر ہوگی تو اوسکے اسلام میں فرق اور ایمان میں نقصان ہے
 وہ آپ کو ناحق مسلمان کہتا اور مومن سمجھتا ہے بلکہ صحابہ و عترت کو جانے دو کہ انکی
 فضیلت کو منطوق قرآن و حدیث ہی حضرت نے مطلقاً حکم محبت رکھنے کا ساتھ
 عرب کے فرمایا ہے گو وہ صحابی یا سادات نہون ابن عباس فعاکتے ہیں احبوا
 العرب لثلاث انی عربی و القرآن عربی و کلام اهل الجنة عربی رواہ البیہقی
 یعنی دستور ہو کہ آدمی جس سے محبت رکھتا ہے تو اوسکے ملک بستی و شہر کو بھی چاہتا ہے
 اور دوست رکھتا ہے بلکہ وہاں کا نام لینے اور ذکر کرنے سے خوش ہوتا ہے سو
 حضرت نے فرمایا کہ اسے مسلمانو تم عرب کے ملک و روان کے رہنے والوں
 کو دوست رکھو کہ میں جو تمہارا پیغمبر ہوں سو عربی ہوں اور اللہ نے جو کتاب تمہاری
 ہدایت کے لیے اتاری ہے سو وہ بھی عربی زبان میں ہے اس میں ایک فائدہ یہ بھی
 ہے کہ قرآن میں عرب کے رسوم و دستور خوب بیان ہوئے ہیں اگر آدمی کو عرب سے
 محبت ہو تو عربی زبان سیکھے اور عرب کا رویہ لباس و خوراک و سواری میں اختیار
 کرے کہ اس سے معنی اور مطلب قرآن کا خوب ہو جائے و سمجھے گا پھر بہشت کے لوگ
 بھی عربی بولیں گے ہر مسلمان کو اوس عربی بول چال سے کام پڑے گا عرب سے مراد
 قبائل و اقوام ملک عرب ہیں نہ وہ عجم جو اپنے ملک سے نکھر کر وہاں جا بسے ہیں نہ
 اصلاً عرب ہیں نہ فرعاً اسی طرح جو لوگ حیار عرب کے ملک عرب سے نکھر کر عجم میں

تھے اور اب بعد مرنے کے زندوں کے محتاج ہیں کہ زندے ان کے لیے دعا و استغفار
 کریں یا ان کی طرف سے کچھ خیرات اللہ کے نام پر دیں کہ ان کو حالت بیجاہرگی میں اندر
 قبر کے کچھ راحت ملے بہلاوہ کیونکر ان مردہ پرستوں کے حاجت روا مشکلات
 ہو سکتے ہیں اور جو کوئی ان کو ایسا سمجھے وہ بڑا پکا مشرک ہو اور اس کو مسلمان سمجھنا چاہیے
 اصل ان کاموں کی اہل کتاب سے ہو کہ وہ اپنے پیغمبروں اور بزرگوں سے جبکہ وہ
 مر جاتے تھے ان کی قبریں پائی سنگین چونہ کاری کی بنا کر ان کے ساتھ ایسے پرستش کے
 کام کرتے تھے یہود نے عزیز کو خدا کا بیٹا کہا اور یہ جاننا کہ وہ اللہ کے گھر کے کا زند
 مختار ہیں جو چاہیں سو کریں پھر ان کی روح کو پوجا اور ان سے منتیں مرادیں مانگیں یہی طرح
 جو کوئی عالم یا درویش اچھا نامی ان میں مرنے والی روح و قبور کو پوجتے اور پاس قبر کے
 مسجد بناتے اور وہاں نماز پڑھنے کو زیادہ ثواب جانتے اور وہاں مراقب ہو کر
 بیٹھتے اسی طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ٹھہرایا اور جس مقام پر
 یہود نے مسیح علیہ السلام کو اپنی دہشت میں سولی دی تھی اس جگہ اور انطاکیہ میں
 جہاں حضرت عیسیٰ کے یار یوحنا کی قبر ہے وہاں پر سیکھ کرتے تھے اور جو عالم سو کو
 درویش ان میں مرنے والی روح کو پوجی پوری بلند قبر کی بناتے اور وہاں مسجد طیار کرتے
 اور روشنی کرتے اور انبیاء اولیاء کے قبور پر مراقب ہو کر بیٹھتے یہ دونوں فرقے
 یہود و نصاریٰ کے اپنے پیغمبروں اور بزرگوں کو خدا کا مختار و کارندہ اور اپنا
 حاجت روا و مشکلات جانتے تھے اور ان کے سولوی اور درویش جو بات کہہ دیتے

اور دنیا کی بی ثباتی و فنا پذیری ثابت ہو اور محبت اس خلدان فانی کی دل سے جا
 سوا اس نیت کے اور نیت سے قبروں کی زیارت کو جاننا دور دور سے سفر کر کے
 یا قیود مذکورہ لگانا یا قبروں پر هجوم و اجتماع کر کے آنا یا وہاں پر چہراغ جلانا یا قبرستان
 میں مسجد بنانا یا عورت کا واسطے زیارت قبور کے نکلنا یا ہمراہ جنازے کے جانا یا
 قبروں پر چادر ڈالنا یا گچ کرنا تا سچ وفات موتی یا بعض آیات قرآن وغیرہ کا مقبرہ
 یا قبروں پر لکھ دینا یا مقبرہ و گنبد بنانا ایک بالشت سے قبر کو اوچا کرنا یا قبر کے پاس
 نماز پڑھنا وہاں کا مجاور بننا قبر کے ساتھ مسجد کا سا بڑا کرنا سرور و لہو کے کام بجا
 لانا جو عید میں چاہیے یا قبر کے پاس مراقبہ کر کے فیضِ لطیف حاصل کرنا یا مردوں کی
 خوشی جانکر یا ثواب کا کام سمجھ کر یہ سب افعال بد بجا لانا مکروہ و حرام و بدعت ضلالت
 ہے اس میں کچھ شک شبہ نہیں لوگ جو یہ کام کرتے ہیں سو اس سبب سے کہ مردوں کو
 اپنا حاجت روا اور شکل کشا اور دافع بلا اور معطی نعماء جانتے ہیں تو ان سے مراد ان
 مانگتے اور حاجتیں طلب کرتے ہیں اگر یہ اعتقاد نہ ہو تا تو ان کو ان کا سون سے کیا
 واسطہ تھا یہ تو مردوں کی خوشامد کے لیے یہ کام کرتے ہیں اور گویا نذر و نیاز و سنت
 مانکر ان کو رشوت پہنچاتے ہیں حالانکہ سوا اللہ کے کوئی حاجت روا و شکل کشا معطی نہ
 نہیں ہے وہ لوگ گویا بزرگ ہوں خود اللہ کے محتاج تھے ہر امر میں خدا ہی کی طرف رجوع
 کرتے تھے یہی ان کی بزرگی تھی سوا خدا کے غیر اللہ سے انکار رکھتے تھے اور مثل ان
 گور پرستوں پر پرستوں کے سارے صفات بشریت میں شریک جملہ اختیار و انحرار

باوجودیکہ اونکے ہاتھ سے مردے زندہ ہوتے اور اندام بیا اور کوڑھی تندرست
 ہو جاتا تھا تو کسی اور پیر شہید ولی اللہ کی کیا ہستی ہے کہ اوسکی روح یا قبر سے مدد مانگی
 جائے اور فیض حاصل کیا جائے اور کوئی کام نکل سکے یا زندگی سے بڑھ کر اوسکی قبر
 سے معاملہ کیا جائے یہ ایک طرح کا غلو ہے جاہل مسلمانوں کا اور اللہ نے غلو سے منع کیا ہے
 اور فرمایا ہے کہ تم اگلے لوگوں کے خیال پر نہ چلو کہ وہ تو خود بھی گمراہ تھے اور دوسروں
 کو بھی گمراہ کر گئے اور سیدھی راہ سے بہک گئے حدیث ابو سعید خدری میں فرمایا ہے
 لا تشد الرحال الا الی ثلثہ مساجد الحرام والمبجہ الاقصیٰ ومسجد اہل الذکر والہ الشہداء یعنی زیارت کے
 لیے کسی مکان تبرک کو سفر کر کے جانا درست نہیں ہے مگر ان تین مسجدوں کی زیارت کیو جانا درست ہے اگلی اتوں کے
 لوگ کوہ طور اور مرقع عسبی اور قبر یوحنا وغیرہ کی زیارت کر نیو دور دور سے سفر کر کے جاتے تھے
 اس حدیث سے وہ جانا منع ہو گیا اب کن پورا جمیر ہراچ بغداد کر بلا نجف کو فقط
 قبروں کی زیارت کے لیے سفر کر کے جانا درست نہیں ہے بلکہ ان قبور و مشاہد کا کیا
 ذکر ہے کہ حضرت نے خود اپنی قبر پر جاؤ کرنے کو منع فرمایا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
 لا تجعلوا قبری عیدا وصلوا علی فان صلوا نکم تبغنی حیث کنتم رواہ الترمذی
 یعنی میری قبر کو عید نہ ٹھیراؤ تمھارے درود ہر جگہ سے مجھ کو پہنچ جاتی ہے یعنی
 اگر تم میری زیارت واسطے کسی شرک یا بدعت کے نہیں کرتے ہو بلکہ درود ہی
 پہنچنے کی غرض سے سفر کر کے دور دور سے آتے ہو تب بھی یہ جاؤ درست نہیں
 اس لیے کہ درود یہاں سے بھیجا اور انداسے بھیجا کیساں ہے حضرت نے جب بھیجا

اوسکو حکم خدا کا سمجھتے تھے اور کچھ تحقیق اوسکی ناکرتے اللہ تعالیٰ نے ان عقیدوں کو
 شرک فرمایا سوا اس مقدسے میں ہماری کتاب قرآن اور اونکی کتاب توریت و انجیل
 کا ایک ہی مطلب ہے قال تعالیٰ قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا
 و بینکم الا نعبد الا الله ولا نشرک به شیئاً ولا یلتصّل بعضنا بعضاً رباباً
 من دون الله فان تولوا فقولوا اشهدوا باننا مسلمون معلوم ہوا کہ سوا خدا کے
 کسی پر غیر زندہ و مردہ کو اسطرح ماننا اور اونسے ساتھ امور مذکورہ کا بجالانا خلاف
 کتب آسمانی اور عین بدعت یا شرک ہوا سو وقت کے جاہل مسلمان بھی یہی کام اپنے
 بزرگوں کی روح اور قبروں سے کرتے ہیں اور یہ مسلمان ہیں فسبحان الله وبحمده
 حالانکہ کسی بشر کو یہ بات نہیں پہونچتی ہے کہ اللہ اوسکو کتاب حکم و نبوت دے
 اور وہ لوگوں سے یہ بات کہے کہ تم اللہ کو چوڑ کر میرے بندے بن جاؤ و ہاں اوسکو
 یہ چاہیے کہ وہ ربانی ہو کیونکہ وہ کتاب کہاتا اور پڑھتا ہے سو جتنے انبیاء اولیاء
 و علماء صلوا گزرے ہیں سب نے یہی کہا ہو کہ تم اللہ کی کتاب و پر غیر کے حکم پر چلو
 کفر و شرک و بدعت ہو چو پر پرست گور پرست امام پرست رای پرست نڈا و رہکو
 خدا کا بندہ عاجز سمجھو اور بے قدرت محض و تصرف بحت جانو قیامت کے دن خدا
 ان مشرکوں کے قائل کرنے کو حضرت عیسیٰ سے یہ سوال کر گیا کہ کیا تو نے لوگوں سے
 یہ بات کہی تھی کہ مجھ کو اور میری مان کو خدا سمجھو اللہ کو چوڑ کر دے کہ میں گے کہ ہلا جوت
 حق نمونین کیسے کہتا سو جب عیسیٰ شخص لائق عبادت اور طلب حاجت کو نہ ہیرے

پڑھتے اور عطر و پانی رکھتے ہیں یہ سب لغو اور عقیدہ باطل ہے حدیث ابو ہریرہ
 میں فرمایا ہی لعن اللہ زوارات القبور رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ
 اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو قبر کے پاس قبر کی زیارت کے لیے جانا حرام ہے عطا
 بن یسار کا لفظ رفعایہ ہر اللہ لا تجعل قبری وثنا یعبد اشتد غضب اللہ علی
 قوم اتخذوا قبور انبیاء ثم مساجد رواہ مالک اس سے معلوم ہوا کہ کسی قبر
 کے ساتھ ایسا کام کرنا جو مسجد کے ساتھ چاہیے حرام ہے جیسے جہاز و دینا فرش بچنا
 اعتکاف کرنا پانی کا برتن رکھنا عمارت بنانا چراغ جلانا غلاف پہنانا ونحو ہا پہر جو کوئی
 یہ کام کرے اور سپرد کا غضب نازل ہوتا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس قبر کے ساتھ لوگ
 ایسے کام کریں وہ قبر نہیں رہتی بت ہو جاتی ہے جیسے حضرت ابراہیم و اسمعیل و لات
 وغیرہ کی تصویریں اور قبرین لوگوں کے پوجنے کے سبب سب ٹھہر گئی تھیں اور
 حضرت نے اپنے ہاتھ سے تصویر خلیل جلیل و جناب اسمعیل کو جو انذر کعبہ کے تھے
 ایک چوبدستی سے توڑ ڈالا تھا اور کچھ حرمت اور نصا ویر کی نہ کی پھر حضرت فرمیں
 موت میں فرمایا لعن اللہ الیہود والنصارى اتخذوا قبور انبیاء ثم مساجد
 رواہ الشیخان عن عائشۃ معلوم ہوا کہ یہ کام لعنت ملنے کا کام ہے ولغو بالبدنہ
 اب یہی کام بلکہ اس سے ہزار چند زیادہ اس امت اسلام کے جہال و عوام اور بعض
 پیرزادے اور پیر پرست و گور پرست کرنے لگے بلکہ نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ
 قبروں کو تو منقش بناتے ہیں اور مجاوروں کو حلوے اور ٹھکانے کھداتے ہیں اور

کہ یہود و نصاریٰ اپنے بزرگوں کی قبروں پر سال کے بعد سیلا اور جھاڑتے ہیں
 اور ہوتے ہوتے نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ اونسے مرادین مانگتے ہیں اور انکی
 منتیں مانتے ہیں تو است کو منع کر دیا کہ تم عید کی طرح ہر برس اچھی اچھی پوشاک پہنکر
 اور خوشی خوشی روز و تارخ معین میں جمع نہو بلکہ اگر تمکو اپنے اور میرے لیے ثواب
 منظور ہے تو مجھ پر درود بھیجو کہ مجھ کو اور تمکو دونوں کو ثواب ملے اور درود کے لیے
 نزدیک ہونا قبر سے کچھ ضرور نہیں ہے بلکہ اگر کوئی نزلو سب اللہ تعالیٰ تمہارے درود مجھ کو
 پہنچا دیگا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت کی قبر پر روز و تارخ معین میں جھاڑ
 کر نادرست نہیں ہے جس طرح کہ لوگ بعد حج کے سال حج میں یا قبل حج کے ماہ معین
 اطراف دور دست سے چلکر اجتماع کرتے ہیں یا مجرد مدینے کا سفر مستقل بلا قصد
 حج و عمرہ اختیار کرتے ہیں سپر جب حضرت کی قبر شریف کے لیے یہ بات بفضل طبعی منع
 تو اور کسی کی قبر پر عرس اور سیلا کرنا اور تارخ مقرر میں قبر کی زیارت کو جانا اور یہی
 زیادہ منع ٹھہرا اگر یہ بات جائز ہوتی تو سب زیادہ اتحقاق اس بات کا حضرت کے
 لیے ہوتا دوسرے یہ کہ خوشی کے اسباب قبر کے سبب جمع کرنا درست نہیں ہے
 جیسے راگ وغیرہ کہ لوگ عرس میں کرتے ہیں تیسرے یہ کہ مردے کو ثواب پہنچانا
 تو دوسرے دعا و استغفار کرے قرب قبر کیا ضرور ہے سپر یہ خیال لوگوں کا کہ جہان
 درود پڑھی جاتی ہے یا ذکر مولد کا ہوتا ہے وہاں حضرت کی روح مبارک آتی ہے
 بالکل غلط ہے اسی بنیاد پر جاہل مسلمان شرک و باطل جو کھانے وغیرہ پختہ

کہ قبر کا زمین سے اونچا بنانا گناہ ہے اور حضرت کی قبر شریف جو ایک بالشت اونچی تھی
 وہ فعل صحابہ کا تہانہ حکم حضرت کا اور اسکی سند نہیں ہو سکتی حضرت نے جو حکم دیا تھا وہ
 یہی تھا کہ ہر قبر برابر زمین کے رہے اور جسکو اونچا پاؤ اور جسکو برابر خاک کیسے کر دو نہ
 ایک بالشت بلند ہو اور نہ ایک گروہ سو اگر اپنے کسی بزرگ کی قبر بلند ہو تو اس کے
 برابر کرنے میں اور زیادہ کوشش کرے اس کے حق میں گناہ کی چیز کو روا نہ کرے
 جس طرح اگر کسی اپنے بڑے کے کپڑے پر نجاست لگی ہو تو اسکا دور کرنا مقدم ہے
 ہنسنے اسکو گناہ اس لیے کہا کہ اگر بلندی قبر کی گناہ نہ ہوتی تو حضرت کیون قبر بلند کو پسند
 کراتے اور ذکر اونکا ہمراہ مورتوں کے کیون فرماتے حدیث جابر میں بھیج کرنے
 اور بنا کرنے اور بیٹھنے سے قبر پر نہی فرمائی ہے رواہ مسلم اس سے معلوم ہوا
 کہ قبر بچتہ نہ بنائے اور اوپر عمارت قبے وغیرہ کی نہ کھڑی کرے اور قبر پر پرستش
 کرنا یا خادم مجاور بنکر بیٹھنا حرام ہے کسی کی قبر ہو دو سر لفظ یہ ہے کہ نہی کی ہے بقویہ
 لگنے اور اس کے پامال کرنے سے رواہ الترمذی معلوم ہوا کہ قبر پر بیچ یا بیچ یا بیچ
 یا حدیث لکھنا یا تختے وغیرہ پر لکھنا لکھنا اور قبر پر پاؤں رکھنا حرام ہے حدیث
 عائشہ میں مذکور گنبد حبشہ رفعا آیا ہے کہ اون لوگوں میں جب کوئی نیکو دم جاتا تو
 وہ اسکی قبر پر سجدہ بناتے اور او میں اونکی تصویریں قائم کرتے یہ لوگ ساری
 خلق سے بدتر ہیں رواہ الشیخان حبشہ نصرانی تھے قبر کے پاس سجدہ بنا کر اس
 مردے کی تصویر بنادیتے حضرت نے اونکو بدترین خلق فرمایا عائشہ کہتی ہیں جنت

مسجد شجستہ کی نہ مرست کریں نہ مؤذن کو سوکھی ہیکلی روٹی دین مسجد میں تو وضو غسل کے
 لیے مٹی کے برتن بھی ندین اور قبروں پر نقایسے بجائیں مسجد میں نماز کے لیے بوریا
 بھی نہیں اور قبروں پر زربفت و کنجواب کی چادرین پڑھی مین اور اطلس کے نگیرے
 تے مین پر کیوں نہ خدا کی لعنت برے اسد کے گھر کی بلکہ اسکی ذات پاک کی تعظیم کم
 اور بندوں کی زیادہ یا برابر اس کے ثواب ہو لعنت کے اور کیا چاہیے جب ب
 پیروں کے پیر اور سب بزرگوں کے بزرگ رسول خدا اپنی قبر کے ساتھ ایسے کام
 کرنے پر بدو عاکرین اور لعنت بھیجیں تو اور بزرگ جنکی ساری بزرگی حضرت کی تابعدار
 تھی اپنی قبروں کے ساتھ ایسا معاملہ کرنے سے کیا بضی ہوئے حدیث جناب میں
 بھی قبور انبیاء و صلحاء کو مساجد شہیرانے سے منع کیا ہو رواہ مسلم اور حدیث
 ابی مرثد غنوی میں فرمایا ہے کہ قبور پر نہ بیٹھو اور ان کے پاس نماز نہ پڑھو نہ اہ مسلم
 قبر کی طرف نماز اگر سعاد اسد واسطے تعظیم میت کے ہے تو کفر ہے اور اگر اس قبر یا
 مقبور کو قبلہ توجہ میرایا ہے تو حرام ہے اور اگر نیت نہیں ہے تو مکروہ تحریمی ہے
 اور بیٹھا قبر پر کئی طرح پر ہے ایک برا بیٹھ جانا دوسرے اوپر جا ہی ضرور کرنا تیسرے
 اس کے ہر سے پر بیٹھ رہنا خادم یا مجاور بن کر یہ نہی ہو جلسہ کرنے سے قبر پر تو سہمیں
 عرس اخل رہ گیا علی مرتضیٰ نے ابو الہیاج اسدی سے کہا تھا کہ کیا نہ بیجون میں تمکو
 ایسے کام کو جس کے لیے رسول خدا نے محکم بھیجا تھا وہ کام یہ ہے کہ تو کسی مورت کو
 بے توشہ اور کسی قبر کو بے برا بن کے چھوڑ دے اہ مسلم یہ دلیل ہے اس بات پر

پاس جا کر بیٹھ جانا یا اتفاقاً تکلیف لگ لینا مرد کو جائز ہے علی بن ابی طالب نے ایسا کیا تھا
 رواہ مالک بلا غلطی اور قبرستان و حمام میں نماز پڑھنا درست نہیں ہے اسکو ابو سعید
 رفعاً کہا ہے اخرجه الذمذنی و ابوداؤد والدارمی حدیث ابن مسعود میں فرمایا ہے
 تم قبروں کی زیارت کرو کہ یہ دنیا میں بی رغبت کرتے ہیں اور آخرت کی یاد دلاتی ہیں
 رواہ ابن ماجہ معلوم ہوا کہ جس زیارت میں یہ فائدہ نہ ہو وہ منع ہے جاہل لوگ زیارت
 میں طواف کرتے ہیں بوسہ قبر کا لیتے ہیں رخسار یا سینہ قبر پر پڑتے ہیں مرد و عورتوں سے
 حاجت مانگتے ہیں یا چادر پھول چڑھاتے ہیں شایخ پیر زادے وہاں مراقبہ کرتے
 ہیں میلاد عرس کا جھاتے ہیں ریوڑی گٹھا حلوا شیر مال اوڑھتے ہیں نذر نیا زکار و پسہ
 پیسا لیتے ہیں یہ سب شرک و بدعت و حرام ہے عوام جاہلون کے خراب کر نیکو ادھر
 او دھر کے قصے کہانی اور عوچار جوٹی روایتیں بنا کر ہی میں اپنی دنیا کا نباہ کیا
 اونکی عاقبت تباہ کی بلکہ اپنا رو سیاہ کیا ۴

باب بیان میں بدعت تقلید کے

اکثر لوگ مولویوں اور درویشوں کے کلام اور کام کو سند پکڑتے ہیں اور اونکے
 قول و عمل کی پیروی کرتے ہیں اور اونکے حق میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے
 کیا اور کہا ہو وہی ٹھیک ہے اور اسد کی وہی راہ ہے خواہ وہ کلام و کام ہوا فوق قرآن
 و حدیث کے ہو یا مخالف اور کہیں سے اوسکی سند ہو یا نہ ہو گویا اونکو حاکم شیع کا

ایک لڑائی میں گئے تھے مینے آپ کے پیچھے دروازے پر گھر کے ایک پردہ لٹکایا
جب آئے تو اسکو دیکھ کر ایسا کہینچا کہ پہاڑ ڈالا پہ فرمایا اللہ نے ہکویہ حکم نہیں دیا ہے
کہ ہم پتھر اور مٹی کو کپڑا پہنائیں رواہ الشیخان معلوم ہوا کہ کپڑے کی دیوار گیران
اور چھتین لگانا درست نہیں ہر پر قبر پوش ڈالنا اور مقبرے کو غلاف اوڑھنا
اور جھنڈی یا کسی بزرگ کے نام کی چٹری پر غلاف چڑھانا بالاولیٰ منع ہے مسلمان کو
چاہیے کہ جہاں کہیں ایسا دیکھے تو اسکو دور کر دے اور پہاڑ ڈالے حدیث ابن عباس
میں فرمایا ہو کہ لعنت کرے اللہ اوں عورتوں کو جو قبر کی زیارت کریں اور اوں کو گوگو
جو قبروں پر سجدہ بناویں اور چراغ جلاویں رواہ ابو داؤد والترمذی والنسائی
قبر پر شمع جلا کر روشنی کرنا خواہ خود کرے یا سیلے اپنا پیسہ خرچ کرے موجب لعنت کا
مردہ اگر خدا کا مقبول بندہ ہو تو اس کے لیے خدا کی طرف کی روشنی ہو اور اگر مردہ
ہے تو حساب کتاب میں گرفتار ہے پہر یا ہر کی روشنی سے اندر کا اندھیرا جانا معلوم
جلانیوالا اور جلو انیوالا دونوں پر خدا کی لعنت ہوتی ہے اور دونوں رو سیاہ ہیں
اور سجدہ بنانا اگر نماز کے لیے ہے تو جہاں قبر زین گاہ ہو وہاں نماز درست نہیں ہے
اور نماز اگر مردے کی تعظیم کے لیے ہے تو کھڑے ہو اور اگر وہ سجدہ نام کے لیے بنائی
ہے تو حرام ہے اور داخل سرافت اور اگر مردے کی تعظیم کے لیے ہے تو خدا کا سنگ
مخلوق کے لیے بنانا شرک ہے اور اس لعنت میں ہمارے مردہ اور بھی شریک ہیں اور جو
عورت خاوند کی مرضی سے زیارت کو جاسے تو وہ خاوند ہی ملعون ہے ہر آن قبر کے

قیاس میں عقل کو دخل ہے اسی جگہ سے بھول چوک بھی ہو جاتی ہے ولہذا اکثر مسائل میں خود ابو حنیفہ وشافعی وغیرہا نے رجوع کیا ہے غرضکہ اصل چیز جو واجب الاتباع ہے وہ یہی قرآن و حدیث ہے اور جبکہ اللہ نے کتاب سنت میں مہارت کامل عطا کی ہے وہ ہر مسئلہ قرآن و حدیث سے نکال کر بتا سکتے ہیں نہ حاجت اجتہاد کی ہوتی ہے نہ قیاس کی اسلئے کہ کتاب سنت کفیل جملہ احکام ہیں تا قیام قیامت کلیات و عنومات اور انصوب واسطے جملہ مسائل کے کفایت کرتے ہیں کتب فتاویٰ فقہ میں جو لاکھوں مسئلہ عقل سے نکال کر لکھے ہیں اکثر بی دلیل و محض قال و قبل ہیں یا غلطیات اور حضرت نے ایسے کاسوں سے منع فرمایا ہے جب قرآن و حدیث سے خلاف مجتہد کا ثابت ہو جاوے تو موافق کتاب سنت کے عمل کرے پہر تقلید حرام بلکہ شرک فی الرسالۃ ہے تقلید کے معنی یہ ہیں کہ بے دریافت کرنے دلیل کے کسی کے حکم کو مان لینا اور یہ نہ معلوم کرنا کہ او نے یہ حکم کس سبب سے اور کس دلیل سے کیا ہے اکثر لوگ جو مولویوں اور درویشوں کے بی سند کام اور کلام کو سند پکڑتے ہیں اور اسکی تحقیق نہیں کرتے گویا اونکو حکم شرع جانتے ہیں سو ایسی تقلید بدعت و حرام ہے اور جو شخص بعد وضوح حجت قرآن و حدیث کی تقلید کو واجب کہتا ہے او کے ایمان کا کچھ بھکا نہیں ہے وہ خاصا شرک ہے او نے اللہ کے سوا اور حاکم ٹھہرا لیا حالانکہ اللہ نے فرمایا ہر ان حکم اللہ یعنی سوا اللہ کے کسی کا حکم نہیں ہے عالم فاضل ہو یا ملا محمد و مشائخ ہاں سولہ معصوم ہیں وہ خلاف حکم خدا کے نہیں بتاتے بلکہ جو حکم پیغمبر شورش کی راہ سے

اور شارع جانتے ہیں پہرہ کو کوئی اونکے قول فعل کے خلاف کوئی آیت یا حدیث
 چڑھے تو اسکا انکار اور اس کے مطلب میں تکرار کرنے کو طیار میں اور ایمان جانے
 اور رہنے کا کچھ لحاظ نہیں حالانکہ اصل حاکم اللہ ہے اس کے حکم کے سوا کسی کا حکم
 ماننا چاہیے رسول کا حکم ماننا ہی خدا ہی کا حکم ہے خود پیغمبر ہی حاکم نہیں ہو پہرہ کوئی
 اور مجتہد فقہ مولوی مفتی قاضی ملا طالب علم غوث و قطب دلی و پیر و شہید خادم مجاؤ
 مرید کس قطار و شمار میں ہیں ہاں قرآن و حدیث کی بات جو جانتا ہو وہ واقف کا
 لوگوں سے دریافت کرے کہ یہ ہی اللہ کا حکم ہے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتمہ
 لا تعلمون ذکر نام ہو قرآن کا قرآن میں حکم ہو اطاعت و اتباع رسول کا ہر امر و نہی
 تو مراد اہل ذکر سے علماء کتاب سنت شیری نہ اہل رائی و قیاس فقہ اصطلاحی
 و شایخ طریقت جو مسئلہ قرآن میں مفصل مذکور ہو وہ حدیث سے دریافت کرے
 اگر بیان صریح اسکا حدیث میں نہ ملے تو اجماع صحابہ سے معلوم کرے اگر یہ بھی نہ
 تو پہرہ اگر خود عالم ہے تو اجتہاد کرے یا دوسرے مجتہد کے قیاس جلی پر چلے پہرہ
 مجتہد ہی ایسا ہو جسکو اکثر علماء اسلام نے قبول کیا ہو جیسے ائمہ اربعہ اور وہ قیاس
 ہی فاسد اور صادم نفس و مخالف دلیل کے نہو معہذا صحابہ و مجتہدین معصوم تھے
 اجماع کے مسئلے میں فی الجملہ او کی عقل کو کچھ دخل ہوا ایسے وہ مسئلہ اجماعی اور صریح
 حکم خدا و رسول کے درجے کو نہ پہنچے گا پھر ان تینوں طرح کے مسائل میں ضعیف مسئلہ
 ہے جو مجتہدوں نے اپنے قیاس سے حکم فاعتبروا منہ یا اولی الابصار کا لایا

کہ کون چیز اسلام کو ڈھاتی ہے کہ انہیں کہا یدمہ ذلۃ العالم وجدال
 المنافی بالکتاب حکم الائمة المضلین رواہ الدارمی یعنی جب کوئی عالم
 مولوی پھسل جاتا ہو اور غلطی میں پڑ جاتا ہو تو ایک عالم اس کے پیچھے غلطی پر چلکر رہتا
 ہوتا ہے اور دین اسلام میں خلل آ جاتا ہو پہر جو شخص اس غلطی کو باوجود قنوت
 کے نہ مٹاوے تو گویا وہ دین و اسلام کے خلل کا روادار ہو اسی طرح جب حاکم
 امیر قاضی خود گمراہ ہو جاوین اور لوگوں کو حکم کریں تو ہزار ہا مخلوق خوفِ رجا
 میں اگر گمراہ ہو جاتی ہے دیندار کو چاہیے کہ ایسے علماء و امراء اور جوٹی مسلمانوں
 کی بات پر دھیان نہ کرے بلکہ اوپر رد کرے ہاتھ سے یا زبان سے یا دل سے
 اور یہ ادنیٰ درجہ ایمان کا ہوا کہ بعد برادرانہ رائی کے بھی ایمان باقی نہیں رہتا
 حدیث ابن عمر میں رفا آیا ہے کہ طاعت امیر کی مسلمان پر ہر امر پسند و ناپسند میں
 و ہانتک ہو کہ ماسور بصیحت نہ ہو پہر حبا و سکو حکم معصیت کرنے کا دیا جائی تو پہر
 نہ سننا ہو نہ ماننا رواہ الشیخان یعنی جب قرآن و حدیث سے منع ہونا ایک بات کا
 معلوم ہو گیا تو اب خلاف اس کے اگر کوئی حاکم مفتی قاضی ملا مشائخ امیر بادشاہ
 او سلا م کو جائز کہے یا کسی کتاب میں کسی کا قول و فعل لکھا ہو تو اسکا ماتا حرام
 ہے بشرط اسنے میں نواس بن سمان سے رفا آیا ہو کہ لا طاعة للمخلوق فی
 معصیۃ الخالق اس سے ثابت ہوا کہ قرآن و حدیث کے خلاف کوئی کہے اور
 کیسی ہی تقریر بنائے نہ مانے بلکہ اگر تمام مخلوق دنیا کی کہے تب بھی نہ سنیے حدیث

بتائیں وہ میں ہی آدمی کو اختیار ہے چاہے نکرے پہر کسی اور پادشاہ امیر مولوی
 مشائخ پیر سید فقیہ کی کیا ہستی ہو جو باوجود مخالفت حکم خدا کے اور سکوائے خدا کے
 حکم کو ماننا اور کسی مولوی درویش کا حکم ماننا شرک جلی ہو اور اسد شرک کو ہرگز بخشش
 آیہ اتخذوا حبارہم و رهبانہما ربا یا من دون اللہ والمسیح بن مریم الخ اس پر
 دلیل ہے اور فرمایا ام لہو شرکاء شرعوا لہم من الدین ما لہم یا ذن بہ اللہ ولولا
 کلمۃ الفصل لقضی بلیغہم وان الظالمین لہم عذاب الیم اس سے معلوم ہوا کہ
 جو کوئی اپنی طرف سے دین میں کوئی راہ نکالے پر جو شخص اس پر عمل کرے وہ شرک کی راہ
 چلتا ہے اور ایسا ظالم قیامت کے دن عذاب الیم میں گرفتار ہوگا اور آیت فان
 تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول الخ سے ثابت ہوا کہ اختلافی مسائل میں
 قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرنا واجب ہو جو اس سے ثابت ہو وہی وجہ الاتباع
 ہے اور کوئی مطاع نہیں ہے حدیث ابن عمر میں فرمایا ہو کہ علم تین میں آیت و سنت و
 فرض میراث جو اسکے سوا ہو وہ فضول والا یعنی ہو رد و اہ اہود اود و ابن ماجہ اور
 حدیث ابراہیم عذری میں فرمایا ہو کہ اوٹھائی گئے اس علم دین کو پھیلون میں سے وہ لوگ جو
 عادل ہیں مٹاتے ہیں اس سے بگاڑنا سب لگہ کرنے والوں کا اور جوٹ باندھنا
 جوٹوں کا اور کل بٹھلانا نا والوں کا رد اہ البیہقی اس حدیث میں تعریف کی ہے علماء
 حدیث و قرآن کی اور جو لوگ برخلاف کتاب و سنت کے ہیں انکو غالی سبطل جاہل
 فرمایا ہو اسی جگہ سے عمر بن خطاب نے زیاد بن حدیر سے کہا تھا کہ تو جانتا ہے

مگر حیا و ن کاموں کو شرعی کاموں کی طرح لوگ کرنے لگیں اور کرنے والے کی تعریف و مدح اور نہ کرنے والے کی ہجو و مذمت ہونے لگے اور ایسے بعض کام نہیں ہوتے جوتے آخر کو یہ نوبت پہنچی کہ مکروہ و حرام بلکہ کفر و شرک اس کام کے سبب ہونے لگے تو ایسے سب کام کہی بدعت کہی مکروہ کہی حرام کہی شرک کہی کفر میں شمار ہو کر شرع کے رو سے منع ہو جاتے ہیں مثلاً جب عورت کا خاوند مر جائے باوجودیکہ اسکو مرد کی خواہش ہے اور بیواری کے سبب محتاج کی بھی لاحق حال ہے اور کوئی باہر کا کام کرنے والا بھی نہ ہو اور اکیلے گھر میں او داس بیٹھے رہے اور شرعاً دوسرا نکاح بھی جائز جانتی ہو مگر وہ فقط رسم و رواج کے سبب اور خاوند نہ کر لگی تو لوگ اسکو اچھا کہیں گے اور اگر کر لگی تو مطعون ہوگی یا نکاح و ختنہ و بسم اللہ وغیرہ میں باوجود فقر و احتیاج وغیرہ کے اگر یہ سودی قرض لینا یا بھیک مانگنا پڑے مگر برادری کا کمانا اور کپڑا او چٹائی معمولی وغیرہ رسید خلدانی بلکہ اور خرافات میں ناچ رنگ الگ ضرور ہی ہوں اگرچہ وہ لوگ ان رسموں کو فرض واجب سنت مستحب بنائیں مگر رسم و رواج کے سبب کہ میں نہ کریں تو مطعون ہوں اور کریں تو تعریف ہوا اصل بات یہ ہے کہ بعض اگلے نیک لوگوں نے بعضی مباح کام اسوقت میں کچھ مصلحت سمجھ کر کسی فائدے کے واسطے کرنے تجویز کیے تھے پہر لوگ اس فائدے کے سبب ان کاموں کو کرنے لگے پہر جوتے جوتے خواص عوام میں رواج اون کاموں کا ہو گیا اور عوام کے نزدیک اس فائدے کا محاذ نہ رہا اور وہ کام باقی رہ گئے اور بسبب رواج کے رسم پڑ گئی

عدی بن حاتم میں بابت کریمہ لکھنا و الجارہم و رہا نہ حرار بابا من دولہ
 کے فرمایا تھا اما انہما کافرا یعبدون فہو لکھنا کافرا اذ احوالہم استقلوا
 و اذ احوالہم علیہ حشیہا حرمہ یعنی وہ کچھ اپنے مولویوں و رویشوں کو چوتے
 نہ تھے بلکہ جسکو وہ حلال بتاتے اسکو یہ حلال اور جسکو وہ حرام کہتے اسکو یہ
 حرام جانتے تھے اس تقلید کو اس نے اونکا رب شیرا نافرمایا یہ تقلید یہود و نصاری
 کی راہ تھی اس امت کے جوڑے مسلمان بھی اب یہی کام کرتے ہیں کہ بلا تحقیق ہر
 مولوی و رویش کے کہنے پر حرام حلال جائز ناجائز کا اعتقاد کر لیتے ہیں جب امت
 کو کسی مولوی نے حسنہ کہہ دیا یا جس خواب کشف کو کسی مشائخ نے بہتر بتا دیا ان
 احقون نے اسکو اپنا دین سمجھا اور سپر عمل کیا یہی تقلید بنص قرآن شرک ہوا آند و
 رسول کے کلام کی ہوتی ہے دوسرے کے کلام و کام کو ماننا اگر شرک نہیں ہر توہر کیا ہے

باب بیان میں و رسوم کے

جو چیز خواص عوام اکثر لوگوں میں رائج ہوا و لوگ اسکو پرستجھیں اگرچہ اسکا کرنا تو
 یا نہ کرنا عذاب بنامین مگر اس کے کرنے و نہ کرنے کو اونہیں کوئی مطعون نہ کہے بلکہ نہ کرنا
 مطعون ہوا و لوگ اس پر تعجب کریں پھر خواہ وہ کام شرع کے رو سے جائز و مباح ہو
 خواہ مکروہ و حرام اس بات کا اوہین کچھ لحاظ نہ صرف زمانے کے رواج کا لحاظ
 ہو ایسے کام کو رسم کہتے ہیں پھر ایسے کام اصل شرع کی رو سے اگرچہ جائز و مباح ہوں

کہ اوسکار وراج نہیں اور اسکی رسم پڑ گئی ہے اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا
 اگر کوئی اپنے ٹکے کو جنیو پہناے تو مطعون ہو اور رٹ کون کی چوٹیاں رکھتے ہیں
 کوئی برا نہیں سمجھتا یا اگر کوئی حضرت عیسیٰ کے تولد کے دن منجھل کرے تو مطعون ہو
 اور مولود شریف کی محفلین کرتے ہیں اور برا نہیں سمجھتے وجہ یہی ہے کہ اوسکار وراج
 نہیں اور اسکی رسم پڑ گئی ہے اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر کوئی خچر اور گدے
 پر چڑھے تو مطعون ہو اور چوٹے ٹوٹے پر سوار ہو کوئی برا نہ سمجھے یا اگر کوئی کسی مرد کے
 لیے ایک کبھی علحدہ مکان میں بلاے تو بڑا ٹھہرے اور مطعون ہو اور یہ جو بار لوگ
 سیکڑوں مردوں کے لیے طائفے کے طائفے ایک مکان میں جمع کرتے ہیں انکو
 کوئی برا نہیں سمجھتا یا اگر کوئی عورت کسی مرد کو زنا کرنے کے لیے نوکر رکھے تو تعجب
 آئے اور مطعون ہو اور اگر کوئی مرد کسی عورت کو زنا کے لیے نوکر رکھے تو کوئی بڑا
 برا نہ سمجھے یا اگر کوئی عورت اپنا سر منڈاے تو تعجب آئے اور مطعون ہو اور مرد
 واڑ ہی منڈاے تو اتنا تعجب نہو یا اگر کوئی عورت گھوڑے پر سوار ہو ہتھیار بند
 تو انگشت نما اور مطعون ہو اور مرد جو مندی می لگاے سنج کپڑے انگوٹھی چلے
 پہنے کلی دار پا جامہ پہنے تو کوئی اوسکو برا سمجھے یا اگر کوئی سوریگد ہا یا کتا کھائے
 تو مطعون ہو اور لوگ شراب و سود و رشوت کا مال کھاتے پیتے ہیں کوئی برا نہیں سمجھتا
 یا مسلمان آپکو پنڈت و دیوتا کھلاے تو مطعون ہو اور ٹہا کر اور کنور کھلاے تو
 کوئی برا نہ سمجھے یا اگر کوئی آدمی کے چرکین سے گھر لیے پوتے تو مطعون ہو اور ڈھونڈ

پہرہا تک نوبت پہونچی کہ اگر کوئی شخص اوس سے بہتر طریقہ اوسی کام میں یادہ فائدہ
 کا نکالے تو کوئی اوسکو مانے مثلاً اگلے عقلمندوں نے مردوں کو ثواب پہونچانے
 کے لیے کہا نا پکا خیرات کرنا مقرر کیا تھا اور بموجب سسلے کے صدقہ خیرات ترستہ
 محتاجوں کو پہلے دینا چاہیے سو وہ لوگ محتاج ناستے والوں کو وہ خیرات کا کمانا
 اول دیا کرتے تھے اسلیے کہ بہو کے کا کمانا بڑا ثواب ہو اور قربت والے کو کمانا
 صدقہ بھی ہو اور صلہ رحمی بھی ہو پھر رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ اوس کہانے میں
 اب خیرات و ثواب کا لحاظ مطلق نہ ہا لوگ فقط رسم و رواج کے سبب کہا نا پکا
 برادری میں حصے مقرر کر کے تقسیم کرتے ہیں وہ رشتہ دار گو غنی و دولت مند ہو مگر نہ
 حصہ نہ پہونچنے پر شکوہ کرتا ہو پھر اگر کوئی خیرات صدقے کا نام لے تو بعض غیر شرع
 قبول نہ کریں اور وہ کمانا نہ لین تو اب یہ رسم ٹھہر گئی خیرات صدقہ نہ ہا پھر اب اگر کوئی
 نقد یا کپڑا خیرات کر کے یا اور طرح سے مردے کو ثواب پہونچاے اور رسم کے
 طور پر کمانا کرے تو اتنا مطعون ہو کہ نہ کرنے پر اتنا نہوتا اسی طرح کہانے پر فائدہ
 پڑھنا اور شادی وغنی میں سو م کا کرنا رائج ہو گیا ہو مثلاً اگر کوئی فرنگی یا چار بھنگی
 کے گھر کا کمانا کھائے یا پانی پی لے تو مطعون ہو اور مہنڈ کے گھر کا کمانا پانی کوئی
 برا نہیں سمجھتا ہو کہ اوسکا رواج نہیں اور اوسکی رسم ٹھہر گئی ہے اور حقیقت میں نہ تو
 ایک ہیں یا اگر کوئی مسلمان دوکاندار کہنیا کا جہم کرے تو مطعون ہو اور مسلمان
 کہلاتے ہیں اور دوالی ہولی اپنے گھر کرتے ہیں کوئی برا نہیں سمجھتا سبب یہ ہے

ہیں اور برائے ترین سمجھتے ہیں سب مواضع میں سبب یہی ہو کہ اوں کا رواج نہیں اور یہ
 زمین پر لگئی ہیں الغرض اسی طرح کی ہزاروں زمینیں ہیں جنہیں ایک جہان گرفتار ہے
 اور سبب و وجہ کے اوں کی برائیاں خیال میں نہیں آتی ہیں حالانکہ بنیاد ان سب
 رسوم و عادات کی سفاہت و بی عقلی و ناعاقبت اندیشی پر ہے اور جس کو خدا نے
 عقل مستقیم و قلب سلیم بخشا ہو وہ جانتا ہو کہ مَا أَشْبَهَ اللَّيْلَةَ بِالْبَارِحَةِ پھر اگر کوئی
 عالم دیندار یا عارف تقویٰ شاعر سمجھاوے تو اوں کو وہی جواب ملتا ہو جو اگلے کافر
 کہتے تھے کَمَا قَالَ تَعَالَىٰ وَ إِذَا قِيلَ لَهُم اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا الْفَرِيقَ
 عَلَيْهِ أَبَاءُ نَا أُولَٰئِكَ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ یعنی ہم انہیں سچے
 پر چلنے کے جن پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو دیکھا ہو گا اوں کے آباء و اجداد نے عقل رکھتی ہو
 نہ راہ کی خبر حضرت جب کافروں کو سمجھاتے کہ شرک و بدعت کی زمین جو تم میں لٹ
 ہیں انکو چھوڑو اور قرآن پر جسے اللہ نے اتارا ہو چلو تو وہ یہ عذر بدتر از گناہ
 پیش کرتے اس بی عقلی کا کیا ٹھکانا ہو کہ دین میں تو باپ دادوں کی رسم و راہ کو سنبھال
 پکڑیں اور دنیا میں ان کے فعل کو حجت نہ ٹھہرائیں حالانکہ دنیا کا فائدہ کچھ چیز نہیں ہے
 اور دین کے تحقیق نہ کرنے میں ایمان برباد جاتا ہے مثلاً کسی بزرگ نے اکیلا کچھ
 کی سوداگری میں نقصان اٹھایا ہو تو وہ راہ اوں کی اولاد اختیار نہ کر لگی یا کسی کا
 باپ بی راہ دریافت کیے چلا تھا اور بہک گیا تو اس کا بیٹا وہ راہ نہ چلیگا تو جس مقام
 پر دنیا کا نقصان ہوا آدمی وہاں باپ دادوں کی راہ چھوڑ دیتا ہو تو دین کے نقصان

کے چرکین سے مکان لپیٹے بلکہ روٹی پکاتے ہیں اور برانہین سمجھتے یا اگر کوئی شہر
 بنا کوٹھری میں سوتا ہوا اور کوئی اوس کوٹھری کی چہت پر بیشکرا و سکوراگ سٹائے
 اور اوس سے کچھ عرض معروض کرے اور جائے کہ اگرچہ وہ سوتا ہو مگر سنتا ہو
 تو لوگ اوسکو احمق بتاویں اور مسخرہ بنائیں اور مطعون کریں اور مردوں کی قبروں
 پر گاتے ہیں اور اوسے عرض معروض کرتے ہیں کوئی برانہین سمجھتا یا اگر کوئی
 کسی کو مسجد یا بیت المقدس یا قرآن کے تو مطعون ہوا اور قبلہ دکھہ کہتے ہیں اور
 برانہین سمجھتے یا اگر کوئی سلام کی جگہ عبادت یا پوجا کے تو تعجب آئے اور مطعون ہو
 اور بندگی کہتے ہیں اور بعض عبودیت و پرستندگی لکھتے ہیں اور برانہین سمجھتے
 یا اگر کوئی لکڑی یا کپڑے پر فاتحہ دلاے تو مطعون ہوا اور کمانے اور شٹائی پر
 فاتحہ دلاتے ہیں اور برانہین سمجھتے یا اگر کوئی غیر آدمی کسی کے گھر میں چلا آئے اور
 پردہ نشین عورت سامنے ہو تو مطعون ہوا اور دیور و جیٹھا اور خاوند کے ہانچے
 بہتے جوان گھروں میں بی پردہ جاتے ہیں اور عورتیں انکے سامنے ہوتی ہیں
 اور کوئی برانہین سمجھتا یا اگر کوئی فرنگی کو اپنی بیٹی دے تو مطعون ہوا اور افسوس
 کو بیٹیاں دیتے ہیں اور برانہین سمجھتے یا اگر کوئی کسی انگریز کی نوکری کرے تو مطعون
 ہوا اور ہندوؤں کی نوکری کرتے ہیں اور برانہین جانتے اور بعض جگہ اگر کوئی
 ہندو کی نوکری کرے تو مطعون ہوا اور نصاریٰ کے نوکری کرتے ہیں اور برانہین
 سمجھتے یا اگر کوئی نجوم دانگریز پڑھے تو مطعون ہوا اور ریاضی منطق ہیئت پڑھتے

فانہ یضللہ ویہدیہ الی عذاب السعیر یعنی بعضی آدمی ایسے ہیں کہ اللہ کا حکم سنکر
 اوس میں چون چڑھ کر تھے ہیں اور حجت و تکرار اٹھاتے ہیں حالانکہ ان کو خبر نہیں ہے
 کہ ہم کہاں سے کہتے ہیں اور کیا کہتے ہیں سو وہ لوگ شیطان کے ساتھی ہیں ان کا انجام
 دنیا میں گمراہی اور بعد مرنے کے دوزخ ہے مسلمان پر فرض ہے کہ سارے رسوے
 ناجائز کو اڑھا دے اور کافروں کی راہ اختیار نہ کرے اور برادری کے لوگوں کے
 برائے اور طعن کرنے کا لحاظ نہ کرے اللہ و رسول کی طرف کی شاباشی لے اگر برادری
 چوٹ لگی تو اللہ و رسول کا ساتھ ہو گا زمین جو کہ خواص و عوام میں مروج ہیں بہت ہونے کا
 ذکر کرنا اس جگہ شکل ہے حصہ دوم تقویۃ الایمان میں جس کا ترجمہ تذکیر الاخوان ہے اس مقام پر
 سات رسوں کی برائی قرآن و حدیث سے نقل کی ہے ایک راگ باجائز دوسرے اپنے
 نسب پر فخر کرنا تیسرے آپس میں ایک دوسرے کی حد سے زیادہ تعظیم کرنا چوتھے مہر کرنا
 مقرر کرنا اور شادیوں میں صرف بچا کرنا پانچویں بیوہ عورت کا دوسرا نکاح کرنا چھٹے
 مصیبت میں چلانا اور مدت تک سوگ میں بیٹھنا ساتویں بہت سی زینت کرنا بیان
 ان رسوم کا ساڑھے چار جزو میں لکھا ہے اس جگہ اشارہ ایک دو آیت و حدیث پر اجمالاً
 اقتصار کیا جاتا ہے تفصیل کا حوالہ تذکیر الاخوان پر ہے مؤلف اس کتاب کے مولوے
 سلطان خان مرحوم رح بڑے موجد خوش عقیدہ عالم دین دار تہ میرے والد المغفور
 کے دوست و اراد مند تھے چنانچہ کتاب مذکور میں چند اشعار رسالہ راہ منت تالیف
 والد مرحوم کے نقل بھی کیے ہیں جنہیں ان کے خطوط مستقدانہ و مجاہدہ بنام والد ماجد کے

میں تو چاہیے کہ اور بھی زیادہ اوس راہ کو چوڑے عجب مسلمان ہی کہہ کہ اللہ رسول
 کی راہ و رسم چوڑ کر باپ اوس کی راہ و رسم کو مقدم کرتے ہیں اگرچہ باپ اوس
 کی رسم بیعتی و گمراہی کی ہو مگر کبھی نچوڑیں اور اوس کے مقابلے میں اللہ رسول
 کی راہ کو حسین دنیا و دین دونوں کا فائدہ یقینی ہے کبھی اختیار نہ کریں اور پھر عمو
 مسلمان کا کیسے جاوین جہالت کی نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ لڑکیوں کو قرآن
 و مسائل نہیں سکھاتے کہ ہمارے بزرگوں سے یوں ہی چلا آیا ہے کہ عورتوں کو
 کچھ پڑھاتے نہیں یہ بات بعینہ ہندو کی ہے کہ اوتکے ہاں بھی عورتوں کو مسائل پڑھا
 منع ہوا بحکمہ آیت مذکورہ معلوم ہوا کہ باپ اوس کی زمین اختیار کرنا اور قرآن
 و حدیث کے مقابلے میں سند پکڑنا کفر کی بات ہے جس پر اللہ نے اگلے کافروں کو الزام
 دیا ہے اور فرمایا وکذالک ما ارسلنا قبلك فی قریة من نذیر الا قال متفرقا
 انا وجدنا اباؤنا علی امة وانا علی انا اھم مقتدون معلوم ہوا کہ ہر پیغمبر کی امت
 کے بڑے اور آسودہ حال لوگ یہی کہتے چلے آئے ہیں اور ان پر باپ اوس کے
 رسومات کا چوڑنا از بس شوار و ناگوار تھا اسی سبب سے ان پر اللہ کا غضب اتر
 تھا یہاں تک کہ ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا یہی حال جو نئے مسلمانوں کا آج کل ہے
 کہ آثار آباء کے پیرو ہیں اور اللہ کے غضب سے بالکل بیخوف ہو گئے ہیں انہیں اور اگلے
 کافروں میں بوجہ اتحاد و کلمہ و جواب کے کچھ فرق معلوم نہیں ہوتا اور فرمایا و من
 الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم و یتبع کل شیطان مرید کتب علیہ انہ من تولاہ

جیسے بائبل انغوزہ ششمائی سترائی قرنائی قرئی و نحوہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
جو حکم چلیا اور امور جاہلیت اور بتوں کا یہ وہی حکم ان باجون کا یہ حرمت و محنت
و محرمین اور یہ دو لفظ ایک معارف دوسرا مزاسیر شامل ہیں جملہ انواع ساز و مرد
کو کوئی باجان سے باہر نہیں رہتا ہر جیسے نوبت نقار سے تاشے قمری دائرہ ربا
مجیرے جہاں ہمیں ساز گئی قبلہ بین باجا اگر گن چنگ بعضی پیرا دے راگ سننا چاہتا
جانتے ہیں اور فوق و فوق کرتے ہیں شیطان انکے اندر تصرف کرتا ہو یہ نادان
اوسکوانوار آتی تصور کرتے ہیں سجان اسد شیطانی کام میں شوق و ذوق آتی کا کیا کر
چیل کے گھونسلے میں گوشت کی دھڑوڑ اگر انوار آتی ہوتی تو نماز و تلاوت قرآن
و سماعت حدیث میں طاری ہوتی نہ ان خرافات ممنوعات محرمات میں انا للہ
و دوسری رسم فخر بالنسب ہر خصوصاً شیخ سید غلہ پٹھان علی الخصوص پیرا دے مولوی
حالانکہ یہ بات سبکو معلوم ہے کہ سارے سید شیخ غلہ پٹھان جو لاسے ترکاری جیسے دالے
قصائی سوچی منبولی چوڑی چار دو لہندہ فلسفہ خمیر ولی غوث قطب نیک بدکار مسلمان
سب لوگ ایک ٹان باپ کے دم و دعا کی اولاد ہیں کوئی نیک ہوا کوئی بد پھر ہر کسی نے
ایک پیشہ اختیار کر لیا چنانچہ خود حضرت آدم علیہ السلام کپڑا بناتے تھے اور کہیتی کرتے
اور حضرت ادریس کپڑا سیتے اور حضرت نوح بڑبڑی کا کام کرتے اور حضرت ابراہیم
و لوط کہیتی کرتے حضرت صالح و ہود تجارت کرتے حضرت داود لہاری کرتے زرہ
بناتے حضرت سلیمان پنکے بنتے بوریٹو کرانباتے حضرت شعیب بکران بہترین پاتے

کتاب خانے میں بہت سی پائے جزاھا اللہ تعالیٰ عنہا خیرا بالجملہ پہلی رسم راگ باجا سننا
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ومن الناس من یشتري لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر
 علم ویتخذھا ہنوا او لثک لھم عذاب صھین لھو الحدیث کی تفسیر ساتھ راگ کے کی کر
 یا قصے کہانی کی کتابیں اور حدیث جابر میں رفع فرمایا ہو الغنا ینبت النفاق فی القلب
 کما ینبت الماء الزرع رواہ البیہقی فی شعب الایمان یعنی راگ سول میں نفاق پیدا
 ہوتا ہو جطرح کہ پانی سے کھیتی اوتی ہے جسکو بغیر نفاق کہیں اوسکو راگ میں ثبوت الہ
 کہان سے آسکتا ہو جو کوئی اسکا دعویٰ کرے وہ بڑا جوٹا ہو ابن عمر نے ایک بار راہ میں
 آواز مزا یعنی باجے کی سنی اپنے کان میں اونگلی ڈالکر رستے سے الگ ہو گئے اور
 کہا میں حضرت کے ساتھ تھا آپ نے آواز بانسلی کی شکر ایسا ہی کیا تھا راہ بوداؤ
 واحد بطولہ ابن عباس کل لفظ مرفوع یہ ہو کہ اللہ نے خمر و میسر کو بہ کو حرام کیا ہے
 اور ہر سکر حرام ہے رواہ البیہقی فی شعب الایمان کو بہ اوس باجے کو کہتے ہیں
 جو دونوں طرف سے منڈیا ہو جیسے ڈھول ڈھولک اور ٹھکر اس سے معلوم ہوا
 کہ ڈھولک کے قسم کا باجا بجانا اور سنا حرام ہے حدیث ابی امامہ میں فرمایا ہے
 امرنی ربی بحو المعازف والنزامیر الصلیب وامر الجاہلیۃ رواہ احمد یعنی
 حکم کیا مجھ کو میرے رب نے تار کے باجون اور نے کے باجون کے مٹانے کا اور
 بتون اور صلیب کے توڑنے کا اور جاہلیت کے کاموں اور رسموں کے دفع کرنا
 تار کے باجے جیسے ستار قنبورہ سرود سا رنگی چکارا بتین رباب و خواہنے کے باجے

بہت کم یومئذ ولا یتساءلون یعنی قیامت کے دن کسی کے نسب ذات کا کچھ
 لحاظ نہیں کیا جائیگا بلکہ کم ذات متقی کی عزت صاحب نسب بدکار سے زیادہ ہوگی
 غلام بہشت میں جائیگا اور آقا و نوح میں ہوگا اور فرمایا فلا تزکوا انفسکم یعنی تم
 آپکو اچھا نہ کہو بڑائی نہ کرو بی عیب ذات اللہ کی ہر در نہ ہر آدمی میں کچھ کچھ تھوڑا بہت
 عیب لگا ہوا ہو اور حدیث ابو ہریرہ میں رفعاً آیا ہے من ابطأ به عمله لم یسر به
 نسبہ یعنی جس کا عمل دیر کر گیا اور کا نسب جلدی نہ کر گیا رواہ مسلم یعنی دنیا و آخرت
 میں عمل کام آتا ہے ذات کام نہیں آتی اور حدیث ابو مالک اشعری میں فخر بالاحساب
 و طعن فی الانساب کو امر جاہلیت فرمایا ہے رواہ مسلم یعنی یہ کفر کی عادت ہے اور
 حدیث ابو ہریرہ میں کہا ہے خیال کرو فی الجاہلیۃ جیسا کہ فی الاسلام اذا فقهوا سرائر
 الشیطان یعنی جو شخص کفر کی حالت میں اچھا تھا وہ اسلام کی یہی حالت میں اچھا ہے
 جب مسائل سے واقف ہو جائے عیاض مجاشعی کا لفظ رفعاً یہی ہے اللہ نے مجھے
 وحی کی کہ تم خاکساری عاجزی غریبی کرو کوئی شخص کسی شخص پر فخر نہ کرے رواہ مسلم
 یعنی جب سب کی اصل مٹی شہیرے تو اب بعض کا بعض پر فخر کرنا کیا جتنی خاکساری ہو

وہی بہتر ہے

دیکھا تو خاکساری ہے عالمی مقام ہے جون چون بلند ہم ہو مٹی پستی نظر پڑی
 ابو ہریرہ رفعاً کہتے ہیں لوگوں کو چاہیے کہ مرے ہوئے باپ دادا و ن پر فخر نہ
 کرنے سے باز آئیں وہ تو جہنم کے کوئلے ہو گئے یا خوار تر ہیں نزدیک اللہ کے

ابو بکر رضی اللہ عنہ بزاز ہی کرتے عمر خشت پزی کرتے اسی طرح سب لوگ گزران کے
 واسطے کچھ کچھ پیشہ کر لیتے تھے جب ولاد آدم کی ملک ملک مین پہیلی ہر کنبے کے لوگ
 اپنے بزرگ کے نام سے مشہور ہوئے پہر اب ہی اونکی ذات ٹھہر گئی اب یہاں تک بت
 پہنچی کہ اور قوم کے نفلس سلمان کو اپنی برابر نہیں جھٹینے دیتے اور اگر کوئی دہنیا جلا
 السلام علیکم کرے تو ناخوش ہوتے ہیں کہ اسنے بکو اپنی برابر جانا یہ بخانا کہ وہ بھی
 بھائی ہے ایک آدم و حوا کی اولاد سو یہ فخر کرنا اور اپنی ذات کی بڑائی بیان کرنا اور
 اپنے آپکو بڑا جاننا کافرون کی رسم ہے اور قرآن و حدیث سے منع قال تعالیٰ یا ایھا النسا
 انا خلقناکم من ذکر و انثی و جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرہ علیکم اللہ
 اتقاکم یعنی ذاتین فقط تعارف اور پہچان کے لیے ہیں بزرگی اور بڑائی نزدیکی اللہ
 کے تقویٰ کی ہو پس بس جو بڑا مستحق ہے وہی بڑا بزرگ ہے اگرچہ کم ذات ہوا و جسکو اللہ کا
 ڈر نہیں ہے وہ بدتر ہے اگرچہ عالی ذات ہو سوچی دہنیا جولا ہم پر ہیز گار فاسق شیخ
 سید پٹھان مغل سے بدرجہا اچھا ہوتا ہے یا اعتبار کفارت کا سو فقط اسلیے کہ مرد
 عورت مین موافقت ہے اور گھر مین فساد نہ پڑے عورت بالغہ اگر اپنا نکاح کسی غیر
 سے آپ کر لے تو اوپر کی کو اختیار نہیں کہ فسخ کرے تو اس سے کچھ ذات کی بڑائی
 نہیں ثابت ہوتی ہے اور کفارت مین حبیبہ الحاظ ذات کا ہے و یساہی الحاظ و ینداری
 و مالدار ہی کا ہے اسکی سوا ذات کا لحاظ مسئلے کی رو سے فقط عرب کے لوگوں کے
 لیے ہے انکے سوا اور کسی کے لیے نہیں ہے قال تعالیٰ فاذا نفخ فی الصور فلا النساء

لوگوں نے بیچا تو وہ ایک کافر کے غلام تھے پہر سات برس کا قحط پڑا ساری مخلوق
 ایک دوسرے کے ہاتھ ہاگئی اور ایک دوسرے کا غلام ہو گیا تھا اوسکے دادے
 سکڑے دادے غلام ہو چکے ہیں حضرت اسماعیل پیغمبر کی ماں باجربانندی تھیں سواونہیں کی
 اولاد میں تمام قریش ہیں شہر بانو اما حسن کی زوجہ جہاد میں بکری آئین اکثر سادات
 اونہیں کی اولاد ہیں خلفاء عباسیہ کی ماںیں غالباً امات الاولاد تھیں جو کوئی کسی
 لونڈی غلام ہونے پر طعن کرے تو وہ گویا اپنے بزرگوں پر طعن کرتا ہے دوسرا
 سبب طعن کا پیشہ ہے حالانکہ اکثر پیشے انبیاء اولیاء سے چلے آتے ہیں ہمارا سلسلہ
 رفواخر قہ بشرنا محرفہ اسی بیان میں ہے پیشوں کو حقیر سمجھنا معاذ اللہ انبیاء اولیا
 کو حقیر جاننا ہوا اسی مقام پر مؤلف تذکیر الاخوان نے ۳۲ شعراہ سنت کرکھوین
 قیسری رسم فراط کرنا تعظیم یکد گیر میں ہے حالانکہ بعضی تعظیم ایسی ہوتی ہے کہ اوسکے کرنے
 میں خدا و رسول کے ساتھ بی ادبی ہوتی ہے جیسے پادشاہ یا پیر کو سجدہ کرنا اور ہاتھ
 باندھ کر چپ چاپ کھڑے رہنا اور کسی کے سلام میں جبکنا اور کسی کو بندگی کہنا
 غریب پرور عادل زبان روشن ضمیر کہنا و لفظی ہا من الالفاظ المحرمۃ و المکروۃ
 یا آپکو کسی کا بندہ یا پرستار کہنا اور خدا و خدا کا گناہ اور قبلہ و کعبہ و جہان کہنا
 سو بہت لوگ یہ الفاظ حق میں کفار فجار فساد کے لکھتے بولتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا ہے فان تابوا و اقاموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ فاخوانکم فی الدین سوانحت
 برخلاف اس برتاؤ کے ہوتی ہے اس سے آگے بڑھنا گناہ یا شرک یا کفر یا بدعت

گبریل سے جو گوبر کو اپنی ناک سے لڑکا تا ہوا اللہ نے تم سے نخواست کفر کے وقت کی اور
 باپ دادون پر فخر کرنے کو دور کر دیا اب تو وہی طرح کے آدمی ہین متقی پر ہیزگار
 یا گنہگار بد بخت بکر دار سب لوگ آدم کی اولاد ہین آدم ٹی سے پیدا ہوئے ہین
 رواہ الترمذی و ابوداؤد و ابی داؤد و ہین کچھ اگلے کا فرشتہ ہی گرز سے ہیز
 و وزخ کے کوئلے ہو گئے اوپر فخر کرنا حاکمت ہی بلکہ ایسے باپ دادون کا نام لینا تنک
 و عار ہو مو من کے لیے یہی فخر کی بات ہو کہ پر ہیزگار ہو اور گنہگار کے لیے بدکاری بخشتی
 بس ہر حدیث سمرہ مین فرمایا ہو کہ حساب ال ہے اور کرم تقوی رواہ الترمذی و ابن
 صاجہ یعنی ساری بزرگی پر ہیزگاری مین ہونہ ذات بہانت مین اور مال دنیا کی آبرو
 اگر آدمی بالدار ہو تو پہر کوئی اوسکی ذات نہین پوچھتا اور محتاج مین ہو طرح کے خبیث کٹر
 ہین عقبہ بن عامر کی حدیث مین فرمایا ہو کہ یہ ذاتین تمھاری اس لیے نہین مین کہ اور و کو
 برا کہو تم سب اولاد ہو آدم کی نقصان مین ایک دوسرے کے برا کہی کو دوسرے پر
 بڑائی نہین مگر دیندار سی پر ہیزگاری سے احادیث رواہ احمد و البیہقی فی شعب
 الایمان یعنی کسی کا نسب برا نہین کہ اوپر طعن کیجیے اور نہ کسی کا نسب افضل ہو جو وہ
 اپنے آپ کو بڑا جانے سب آدم کی اولاد ہین اگر ایک مین کچھ نقصان ہو تو دوسرے
 مین ہی وہی نقصان ہو مگر ہان جو لوگ متقی ہین وہ فاسق سے بہتر ہین لوگ دو باتوں
 اکثر طعن کرتے ہین ایک کسی کی اگلی پشت مین اگر کوئی غلام تھا یا کسی کی نانی دادی
 نوڈی تھی تو اوکو ذلیل حقیر جانتے ہین حالانکہ یہ بات محض یہودہ ہر حضرت کوشت کو

اور ملکوں کے لوگ ایک دوسرے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں رواہ ابو داؤد
یہ نص قطعی ہر منع قیام تعظیم میں اور حدیث عمر میں فرمایا ہو کہ لا نظروا لی کما اظہرت
النصارى عیسیٰ بن مریم فاما انا عبدہ فقولوا عبد اللہ ورسولہ اخرجہ
الشیخان یعنی ست بڑا و مجھ کو جس طرح کہ عیسائیوں نے عیسیٰ کو بڑا یا مین تو او کا بند
و غلام و مملوک ہوں تم مجھ کو یہی اللہ کا بندہ و رسول کہو یہ اس لیے کہ بشر کے حق میں
پیغمبری سے کوئی بڑا رتبہ نہیں ہر سارے مرتبے اس سے نیچے ہیں آدمی رسول ہو کر
بھی آدمی ہی رہتا ہوا و رہندہ ہوتا ہوا مین کچھ خدائی کی شان نہیں آجاتی اور نہ وہ
خدا کی ذات میں مل جاتا ہوا معلوم ہوا کہ جو لوگ پیروں اور بزرگوں اور بڑی آدمیوں کے
نظم و نشوونما یا گفتگو میں زیادہ تعریف کرتے ہیں سو یہ سب نصاریٰ کے رویہ پر چلتے
ہیں ادب شرع کے طریقے سے باہر ہیں و لہذا حدیث مقداد بن اسود میں فرمایا اگر
کہ جب تم حج کرنے والوں کو دیکھو تو اوں کے مونہ میں خاک بہر دو و ذرا ہمسلمہ
یعنی جو لوگ بزرگوں اور اسیروں کی تعریف میں خوشامد سے مبالغہ کرتے ہیں تو خود ہی
دیدہ و دستہ جھوٹ بولتے ہیں اور جس کی تعریف کرتے ہیں وہ بھی مغرور ہو جاتا ہے
پہر ایسے شخص کو کچھ دینا تو کیا چاہیے بلکہ ایسے شخص کے مونہ میں خاک بہر دو تاکہ پہر
ایسی حرکت نہ کرے ابوبکر کہتی ہیں ایک شخص نے دوسرے شخص کے سامنے
حضرت کی تعریف کی تین بار فرمایا تیری خرابی ہو تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹی
تم میں سے جس کو کسی کی تعریف کرنا ہو خواہ مخواہ تو اتنا کہ حسب ذلک انا واللہ حسبہ

میزجہم رکنا ہوا اور فرمایا انما المؤمنون والمؤمنات بعضهم اولیاء بعض
 جب ہوسن ایک دوسرے کے دوست و مددگار تھیں تو پھر یہ تعظیم مفرط کجا اور
 فرمایا انما المؤمنون اخوة سبلان بہائی ہیں ایک دوسرے کے بہرہ سبلان
 کے لیے یہ بات ہے تو کافر کو ایسا بھجنا چاہیے جیسے گرسے کتے کو جانتے ہیں یا چوڑی
 چار کو سمجھتے ہیں حدیث انس میں جھکنے اور بوسہ لینے سے منع کیا ہوا و صبا فخر
 کی اجازت دی ہو رواہ الترمذی معلوم ہوا کہ وقت ملاقات کے سوا اصناف
 کے جھک کر سلام کرنا اور لپٹ جانا اور اس کے ہاتھ یا پائون یا پیٹھ کو بوسہ دینا
 درست نہیں ہے پھر کافر فاسق منافق کے لیے تو یہ کام بدرجہا بدتر و ممنوع ہے انس
 کہتے ہیں صحابہ کو حضرت سے بڑھ کر کوئی شخص محبوب تھا لیکن جب آپ کو آتے دیکھتے تو
 کھڑے ہوتے اس لیے کہ یہ جانتے تھے کہ آپ اس قیام قیامی کو مکر وہ رکھتے ہیں و نہایت
 ہوتے ہیں رواہ الترمذی پر جو بات حضرت کو بری لگے اس بات کو اور سبلان
 کیون پسند کرے اور برخلاف عادت صحابہ کیون رسم جاری کرے ہاں جبکہ خالی
 کرنے کو یا استقبال کے لیے اوٹھنا اور بات ہے حدیث معاویہ میں فرمایا ہے جس شخص
 کو یہ بات خوش آئے کہ لوگ روبرو اس کے تصویر کی طرح کھڑے رہیں وہ اپنا ٹھکانا
 و دوزخ میں کرے معلوم ہوا کہ کسی کی محض تعظیم کے لیے اس کے روبرو کھڑے رہنا
 درست نہیں ہے اور جب کو یہ پسند ہو وہ دوزخی ہے بلکہ حدیث ابو امامہ میں آیا ہے کہ حضرت
 لاثمی پڑیکا لگاے ہوئے آئے ہم کھڑے ہو گئے فرمایا است کھڑے ہو جو طرح کہ

میان کو رب نہ کہے سید کے اور مولیٰ نہ کہے کہ مولیٰ تم سب کا اللہ ہے خدا مسلم
 اسی طرح لوگوں کو بندہ پروردہ بندہ نواز غریب پروردہ مالک کننا متوجع ہو حدیث نصیحت
 میں فرمایا ہے کہ یون نہ کہو جو اللہ محمد چاہے بلکہ یون کہو کہ جو ترا اللہ چاہے رواہ
 فی شرح السنہ معلوم ہوا کہ یون کننا کہ جیسا آپ چاہیں گے ویسا ہی ہو گا یا خدا
 کرنے سے ہو گا یا تمہارے کرنے سے ہو گا شرک ہو دوسرا لفظ یہ ہے کہ منافق کو سید
 نکھو اگر وہ سید شیر گیا تو تم اپنے رب کو غصے میں لاؤ گے یعنی نام کے مسلمان کو
 سردار کہنے سے اللہ ناخوش ہوتا ہے پہر جو لوگ کافروں اور نام کے مسلمانوں اور
 فاسقوں کو عرضیاں لکھا کرتے ہیں پہر او میں غریب پروردہ اور حاکم عادل و نصف
 زمان اور فلک تبہ و سلیمان جاہ و سکندہ رطالع لکھتے ہیں سو ایسے الفاظ موجب سخط
 و غضب الہی ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ توفیق ادب کی بخشے چوتھی رسم مہر زیادہ مقرر
 کرنا اور شادیوں میں ان سراپ بجا کرنا ہے جو زمین متعلق نکاح ہیں وہ ہر ملک و فرقہ میں
 جدا جدا ہیں مگر چونکا چوڑا لوگوں پر دشوار ہے وہ یہ ہیں شادی سے پہلے برادری کا
 کہنا نا کرنا یہ ایک رسم ہوئی دوسرے یہ کہ اگرچہ برات اسی شہر بلکہ اسی محلے میں ہو
 مگر لڑکے والے کہنا برادری کا اور جو لوگ نکاح میں جمع ہوں ان کے لیے ضرور
 کرین تیسرے دو لہا کی پوشاک نارنجی یا سرخ یا زری تاش باد لے کی ہو چوتھے یہ کہ
 ناچ رنگ مع باجے کے ہو پانچویں تقارے روشن چوکی تاشے ڈھول ہوں چھٹے
 آتش بازی انارٹھیاں وغیرہ طیار کرانی جائیں ساتویں آتش بھول کھٹولے شکیان

یعنی میں فلا نے سے نیک گمان ہوں اور اس کا حال خوب جانتا ہوں اگر نیا کے
 کہ وہ شخص ایسا ہی ہو اور تعریف نہ کرے اس پر کسی روایہ الشیخان یعنی حقیقت کیسکی
 اسدی جانے کہ اچھا ہو یا برا اور اس کا انجام نیک ہو یا بد ہم کیا جانیں پھر شخص
 بغیر جانے کسی کے تعریف کرے یا تعریف میں مبالغہ کرے تو گویا اس نے اسکی
 گردن ماری کہ اسکو مغرور کر دیا اور دنیا و آخرت دونوں سے کہو یا حدیث انس
 میں فرمایا ہر کہ جب کسی فاسق کی تعریف کیجاتی ہو تو اسکو غصہ آتا ہو اور عرش کانچا ہوتا
 رواہ البیہقی فی شعبہ الایمان اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگ دائرہ ہی منہ سے
 بی نماز تارک زکوٰۃ و حج و روزہ و شرابی و زانی یا راگ باجے کو عبادت سمجھو اے
 اور قبروں کے پوجنے والے اور پیر پرستوں کو پرستوں کی تعریفیں کرتے ہیں
 پر کوئی قصیدہ کہتا ہو کوئی رباعی بناتا ہو کوئی شکر کہتا ہو کوئی ویسی ہی خوشامد کرتا
 سو یہ سب خدا کے غضب میں گرفتار ہیں اور انکی ایسی تعریف کرنے سے خدا کا
 عرش کانچ جاتا ہو اور زلزلے میں آجاتا ہو پھر جو کوئی کسی کا فرکی تعریف و مدح کرے
 تو اسکا کیا ذکر ہو حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہر بہت غصہ اسکا دن قیامت کو
 اس آدھی پر ہوگا اور نہایت خبیث ہو وہ آدمی جو ملک لالہ یعنی شاہنشاہ کہلاتا
 تھا رواہ مسلم یہی حکم لفظ جہان پناہ و شاہجہان و ہماراج و ملک الملوک کا ہو پھر
 جو شخص اسکو یہ الفاظ کہے وہ بھی بڑا خبیث اور غضوب آئی ہو لفظ صاحب عالم
 و عالمیان ہی اسی قبیل سے ہے دوسرا لفظ ابو ہریرہ کا رفعا یہ کہ غلام اپنے

یعنی اللہ نے مال اس لیے دیا ہے کہ اللہ کی مرضی کی جگہ میں خرچ ہو اور یہی مال کا شکر ہے
 اور شیطان چاہتا ہے کہ راہ گان بیکار خرچ ہوتا کہ اللہ آدمی سے ناراض ہو اور یہی خدا
 کی ناشکری ہے سو یہی خرچ کرنے والے شیطان کے بہائی ہیں یہ دلیل ہے اس بات پر
 کہ جو عارف شادی کے لیے ہیں جن کا حکم اللہ و رسول نے نہیں دیا ہے وہ حرام
 ہیں اور سودی قرض لیکر یا بیکسٹانگ کر صرف کرنا اور یہی زیادہ حرام ہے ایک نشہ
 و شہاد اور گناہ کے کام میں اگرچہ آدمی نیت ثواب کی کرے مگر عذاب ہی ہوتا ہے
 اور گناہ کے کام میں ثواب سمجھنا بھی کفر ہے اور فرمایا ولا تسرفوا انہ لا یحب المفسرین
 معلوم ہوا کہ مال کا بیجا خرچ کرنا حرام ہے اور سرف کو اللہ دوست نہیں کرتا بلکہ وہ
 اللہ کا مخالف ہوتا ہے اور اس کام میں مبارکی نہیں ہوتی بلکہ خواست آجاتی ہے
 اور ایسے نکاح سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ بھی بدیہی ہوتی ہے عائشہ نے فرمایا
 بڑی برکت والا وہ نکاح ہے جو سہل ہو تکلیف میں نہ واہ البیہقی یعنی بہت سامان جمع
 کرنا نہ پڑے عورت تھوڑے مہر پر راضی ہو وہ نکاح مبارک ہوتا ہے ایک کبختی یہ ہے
 کہ لوگ مہر ادا نہیں کرتے اسی سبب سے کم و بیش پر لحاظ نہیں ہوتا حالانکہ مہر حکم میں قرض
 کے ہے بعد مرنے کے اگر مہر لیا جاتا ہے تو اور رشتہ دار ترکہ سے محروم رہ جاتی ہیں
 میراث و فرائض کا باب بالکل بن ہو جاتا ہے اگر تھوڑا مہر ہو تو دنیا آسان پڑے
 عائشہ نے کہا حضرت کی بیبیوں کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ یعنی پانسو درہم تھا ساڑھے
 سولہ اس حساب سے ایک سو چالیس و پیر کچھ کم و بیش ہوتے ہیں تو اور مسلمانوں کی

گھر سے وغیرہ ہوں آٹھویں بہت سی روشنی پنپناٹے شعلیں اور ٹٹے بنے توین
 بہت سی چوڑے لڑکی کی طرف سے شوہر کے رشتہ مندوں کو دیے جائیں دسویں
 شادی کی شب میں اوس مرد کا لڑکی کے گھر میں جانا پہر وہاں جلوہ و آرسی و صحن
 اور ٹونے وغیرہ کا ہونا گیارہویں مہر کا زیادہ مقرر ہونا جسکی نو بہت ہزاروں لاکھوں
 تک پہنچتی ہر بار ہویں شادی کی چوتھی روز شوہر کا اوس عورت کے گھر جانا اور
 چوتھی کھیلنا تیرہویں ہاتھ میں مرد عورت کے لنگن باندھنا چودھویں مہر باندھنا
 پہران رسوم میں بعض کفر کی رسمیں ہیں جیسے لنگنا سہرا اور بعض حرام ہیں کہ ہوا کو
 اچھا جانکر خوش ہو وہ کافر ہے مسلمان نہیں جیسے ناچ اور بعض مکروہ تحریمی ہیں جیسے
 مرد کی پوشاک سرخ و زری وغیرہ کی اور نقارے ڈھول آتش بازی اور مرد کا لہر کے
 اندر بیگانہ عورتوں میں جانا کہ ایک دوسرے کو دیکھتی ہیں پہرا دن عورتوں کے
 ساتھ کھیلنا اور بھی زیادہ حرام ہے اور بعضے کام خلاف سنت ہیں جیسے شادی سے
 پہلے کہنا کرنا اور آرائش و چوتھی و مہر کا زیادہ مقرر کرنا اور اگر نیت مہر کے دینے
 کی نہیں ہو تو وہ نکاح حکم زمانہ میں ہے پہران سب سمون کو لوگ لوازمات نکاح سے
 سمجھتے ہیں کہ بغیر ان رسوم کے نکاح بی حقیقت ہو حالانکہ نکاح میں دو گواہوں کے
 سامنے ایجاب و قبول اور کچھ مقرر مہر کا چاہیے و اگر بیچ یہ اسراف جو شادی بیاہن
 ہوتا ہے بالکل خلاف سنت و حرام مطلق ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا تبذرا
 تذبذرا ان المبدارین کافی الخوان الشیاطین وکان الشیطان لربہ کفورا

ابن سعود میں آیا ہو کہ پہلے دن کا کھانا کھلانا حق ہو اور دوسرے دن کاسنت اور
تیسرے دن کاریا و سمعہ رواہ الترمذی یعنی اول روز سنت مؤکدہ اور دوسرے
روز دستور اور تیسرے دن کھلانا نام کے لیے ہوتا ہے اگر اس کے گھر وں میں
دن سے بھی زیادہ مدت تک خوان بندی وغیرہ ہو اگر قی ہے یہ بالکل درست نہیں ہے
ایسا کھانا کھانا جو ریاضہ سمعہ کے نام سے ہے حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے جو لوگ
بدلے اور نام کے لیے کھانا کریں تو ان کا کھانا قبول نہ کیا جائے اور نہ کھایا جائے
رواہ احمد و بخاری سم بازر کھانا ہو بیوہ عورت کا دوسرے نکاح سے حالانکہ کنواری
اور بیوہ کے نکاح کا حال و انجام نفع و نقصان میں ایک ہی ہے پہر کنواری کے لیے
جلدی کرنا اور بیوہ کو رکنا یعنی چہ قال تعالیٰ و اذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا
تعضلوهن ان ینکحن اذواجن اذ انراضوا ینفخھن بالمعروف ذلکم یوعظ بہ مکیان
منکم یؤمن بالله و الیوم الآخر ذلکم اذکی لکم و اطھر اللہ یعلم و انتم لا تعلمون
یعنی عدت کی مدت مقرر ہے تین حیض یا تین مہینے سو جس عورت کو شوہر طلاق دے
وہ بعد عدت اگر دوسرا نکاح موافق دستور کے کرنا چاہے تو اس کے اولیاء اس کو
نر و کین اس آیت میں کئی طرح پر دوسرے نکاح کا تنقید کیا ہے اول یہ کہ والی وارث
اس کو نر و کین بلکہ اور ترغیب لائیں دوسرے یہ کہ جو اس نصیحت کو نہ مانے اور برا
جانے تو وہ مسلمان نہیں ہے تیسرے یہ کہ اس کام میں سبھرائی ہے جو شخص اس کو
عیب جانے تو گویا گندہ و ناپاک ہو چھوڑتے یہ کہ اسے جانتا ہو اور تم نہیں جانتے اب جو

عورتوں کا اس سے بھی کم مہر ہونا چاہیے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اگر زیادہ مہر
 میں کچھ بزرگی اندرونیا کے یا تقویٰ نزدیک لہد کے ہوتا تو حضرت سائتہ کے
 اولیٰ ترتیبہ رواہ احمد و اہل السنن یعنی اور لوگ پیغمبر سے رتبہ و تقویٰ میں کم
 ہیں وہ کیون زیادہ مہر مقرر کریں اس میں کوئی خوبی نہیں ہے ورنہ یہ شرف بھی حضرت
 کو حاصل ہوتا ایک مہر چار ہزار درہم تھا سو وہ نجاشی باو شاہ حبشہ نے
 اپنی طرف سے مقرر کر دیا تھا چار ہزار درہم کے ایک ہزار ایک سو روپیہ کم پیش ہوتی ہیں
 پہر اور لوگ دس دس بیس ہزار یا لاکھ یا کڑوڑ یا زیادہ باندھتے ہیں یہ بالکل خلاف
 سنت ہے آدمی کے ذمے پر اگر مہر قرض ہا اور وہ مر گیا تو جب تک مہر والی کو رضی
 نہ کرے یا بخشا جائیگا مہر اور قرض میں کچھ فرق نہیں ہے پہر زیادہ قرض لینے پر جرات کرنا
 دینداری سے دور ہے حضرت نے زینب کے ولیمے میں ایک بکری کا کھانا دیا تھا
 رواہ الشیخان عن انس و لمیمہ وہ کھانا ہی جو نکاح کے بعد ہو پہلے کھانا کرنا لغو و ہش
 و خلاف سنت ہے اور صفیہ کے ولیمے میں حبس یعنی حلو اکھلا یا تھا یہ انس سے صحیحین میں
 آیا ہے معلوم ہوا کہ جو بے تکلف میسر ہو کھانا ہو یا حلو اوہ کھلائے برادری اور دو چار
 دوست آشنا بس ہیں زیادہ بکھیرا کرے کہ بالکل خلاف سنت ہے بلکہ بعض ازواج کے
 ولیمے میں دو سیر شوگر کفایت کی تھی اسکو بخاری نے صفیہ سے روایت کیا ہے
 پلاؤ زردہ متجن شیر مال باقر خانی فیرنی وغیرہ تکلفات کا بکھیرا کرنا اور عمدہ بنج اور بنج
 میں پڑنا لا حاصل ہے چار جابل خوش ہوئے تو کیا اور ناخوش ہوئے تو کیا حدیث

کسی کے دوسرے کسی کے تیسرے خاوند تھے سوا عائشہ کے یہ حال ازواج و
 دختران حضرت کا اور انکی نواسیون اور سیدانین کا تھا آمروان مادر عائشہ کا
 نکاح اول عبداللہ بن سجرہ سے ہوا تھا پھر ابو بکر سے اسے عائشہ پیدا ہوئیں آسماء
 بنت عمیس پہلے جعفر کے نکاح میں تھیں پھر ابو بکر سے نکاح کیا او اسے محمد بن ابی بکر
 پیدا ہوئے پھر بعد ابو بکر کے انھوں نے علی سے نکاح کیا یہ حال تھا شیخانین کا
 جسے بنیاد شرافت کی ہے پھر جو کوئی اونکے کام و رسم و عادت کو برا جانے اوکے
 ایمان میں نقصان ہو وہ اشرف نہیں کہنا ہوا اسلیے کہ حضرت کے ازواج و بنات
 و نواسیون سے اور صحابہ کی بیبیوں سے کیسی عزت و آبرو و غیرت بڑھ کر نہیں بلکہ
 اونکے برابر ہی نہیں ہوا اب و سکایب جاننے والا اور بغیرتی بغیرنی سمجھنے والا کا
 ہے ایسا شخص آپ کو سید شریف نہ سمجھے بلکہ راجوت راگھر کھلائے اور سلسلانی کا
 نام نہ لے چھٹے رسم یہ کہ جب کوئی برادری میں مر جاتا ہو تو عورتیں چلا کر روتی بیٹتی
 ہیں اور جو عورت ماتم پرسی کو آتی ہو وہ بھی اوس نوے میں شریک ہوتی ہی ہر کیسے
 تین دن او کہیں سات اور دس و زیا پالیں ان او کہیں چہ چہ ماؤ تک یہی معمول
 رہتا ہو اور مردے کا بیان کرتے ہیں حالانکہ نوحہ کرنا حرام ہے اور سوگ یہ کہ اچو کڑ
 نہ پہنے خوشبو نہ لے سرمہ نہ لگائے کسی کی شادی میں شریک نہ ہوا اپنے گھر میں بیٹھی ہے
 سو شرعاً جس عورت کا خاوند مر جائے وہ چار مہینے دس دن تک اپنا سنگار نہ کرے
 بعد اسکے او سکومغ نہیں اور خاوند کے سوا اور کے لیے تین دن سے زیادہ سوگ نہیں ہے

شخص یون جانے کہ دوسرے نکاح کرنے میں بڑی بڑی قباحتیں ہیں تو وہ شخص گویا
 آپ کو اسد سے زیادہ ڈانٹتا ہو پھر سعادۃ اللہ اسکے ایمان کا کیا شکنا اور نہ فرمایا
 وانکھو الا یا فی منکم و الصالحین من عبادہ کہ و اما انکم ان یکونوا فقاۃ ینعم اللہ من
 فضلہ یعنی جو غور تین تمھاری برادری میں بیوہ ہو جائیں تو انکو آپس میں بیاہ دو اور جو
 غلام و لونڈی نیک ہوں کہ بیاہ ہو جانے سے تمھارا کام بچوڑیں انکو بھی بیاہ دو اگر
 تم ایسا کرو گے تو اللہ اپنے فضل سے انکو غنی کر دے گا محتاجی و مفلسی انکی جاتی رہیگی اس
 معلوم ہوا کہ یہ ضرور زمین کہ جب بیوہ خود درخواست کرے تب ہی اسکا دوسرا نکاح
 کیا جائے بلکہ والی کو چاہیے کہ خود تدبیر کر کے موافق شرع کے اجازت لیں اور اگر وہ
 خود نکاح کرنا چاہے تو اسکو نزولین اور اس کہنے سے کہ اسدا و نکو غنی کر دے گا یہ ثابت
 ہوا کہ نکاح کرنے والے پر خاص رحمت الہی نازل ہوتی ہو اسلیے حضرت نے بھی دوسرے
 نکاح کی سخت تنقید فرمائی ہو علی سے کہا تھا تین کاموں میں بیکار نہ رہو جب وقت نماز
 کا آجائے اور جب جنازہ موجود ہو اور جب بیوہ عورت کا جوڑ لجاے رحمۃ اللہ علیہ
 اگلی سب بیبیان و پیغمبر زادیاں اسطرح کرتی آئی ہیں چنانچہ رقیہ دختر آنحضرت کا نکاح
 عثمان سے ہوا پھر ام کلثوم کا یہ دونوں پہلے نکاح میں عتبہ و عتبہ پسران ابولرب کے تین
 اور ام کلثوم کا نکاح پہلے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوا پھر ہر سہ پسران جعفر سے
 اور امہ دختر زینب آنحضرت کی صاحبزادی بعد فاطمہ کے علی کی نکاح میں تھیں تہ بعد
 علی بموجب وصیت علی کے پیغمبر بن نوفل سے نکاح کیا حضرت کی بیویوں میں حضرت

جو مصیبت پہنچے تو آدمی کو غم کرنا چاہیے اور جو کچھ مل گیا اور خوشی ہوئی تو اس پر
 اترنا چاہیے کہ ہم ایسے ہیں کہ ہکویہ ملا اور ہار لیا ہو کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے
 والے کو دوست نہیں رکھتا ہے حدیث ابو سعید خدری میں ناسخ و ستم پر لعنت فرمائی
 ہے رواہ ابوداؤد معلوم ہوا کہ چلانے والی عورت اور سننے والے دونوں ملعون ہیں
 بائی آنسو سے رونے اور دل کے بیچ پر اللہ عذاب نہیں کرتا جسطرح کہ صحیحین میں ابن عمر
 سے رخصا آیا ہے کیونکہ یہ آدمی کے اختیار میں نہیں ہوتا کہ زبان سے شکایت اور مردے
 کے بیان کرنے پر عذاب ہوتا ہے حدیث ابن سعد میں فرمایا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے
 جو طمانچے مارے اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کا سا چلانا چلائے رواہ الشیخان
 اور حدیث ابی بردہ میں فرمایا ہے میں بیزار ہوں اوس سے جو سر نہاں ہے چلا کر روئے
 گریبان پھاڑے رواہ الشیخان پر جس سے حضرت بیزار ہیں وہ مسلمان کا میکا حدیث
 ابومالک میں رخصا آیا ہے کہ نوہ کرنے والی عورت اگر مرنے سے پہلے تو بہ بکر لگی توقیت
 کے دن اوس کا کرتا چپڑے کے تیل کا ہوگا اور اوڑھنی نازش کی رواہ مسلم غیرہ
 بن شعبہ نے کہا ہے کہ جس مرد پر نوہ کیا گیا وہ معذب ہوگا اوس بات پر اخرج الشیخان
 یعنی فرشتے یہ لکھ کر عذاب کریں گے کہ کیا تو ایسا اور ایسا تھا ابو موسیٰ کا لفظ رخصا یہ ہے کہ جو
 مردہ مرے اور کوئی رونے والا کھڑے ہو کر یوں کہے کہ ہاں میرے پھاڑا ہے میرے
 سردار اور مثل اسکے تو سقر کرتا ہے اللہ دو فرشتے واسطے اوس کے کہ وہ اوس مردے
 کی چہاتی پر گھونٹے مارے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا تو ایسا ہی تھا رواہ الترمذی

ماتم پر سے کی حقیقت اتنی ہی ہو کہ جب کسی کا کوئی مہرجاے تو اس کے دوست آشنا
 رشتہ داروں کو پابندیہ کر اس کے دل میں اندون کو تسلی اور دلاسا دیں اور سچا دین صبر
 کرو اور بنی صبری سے ثواب بہت برباد نہ کرو اور ماتم پر ہی مرے سے تین روز
 بعد حرکت لغو و بیودہ ہوتی ہے آمین تعالیٰ نے فرمایا ہو واستعینوا بالصبر الصلوٰۃ
 ان اللہ مع الصابرین اور فرمایا ونبش الصابرین الذین اذاصابتم مصیبة قالوا
 ان اللہ وانا انیہ راجعون اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمة واولئک
 ہم المہتدون یعنی صبر و نماز سے مدد و اللہ ہمراہ صبر کرنے والوں کے ہے انبیاء علیہم
 السلام کی عادت یہی تھی کہ بیچ و غم میں نماز پڑھنے لگتے تھے جب سارہ کو پاسبان و شا
 کے پکڑ کر لیگے تو حضرت ابراہیمؑ کہڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اسی طرح ہمارے حضرت
 وقت تشویش اور غم کے کیا کرتے تھے پھر اہل صبر کو خوشخبری سنائی اور کہا کہ وقت مصیبت
 کے استرجاع کرو ایسے لوگوں کو اللہ کی شایاں ہے اور مہربانی اور وہی ہیں راہ پر
 اور فرمایا ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل
 ان نبرأھا ان ذلک علی اللہ بشار لکیلا تا ساعلی ما فاتکم ولا تفرحوا بما
 آتاکم واللہ لا یحب کل مختال فخور یعنی جتنے خوشی اور غم کے اسباب ہیں سب کا مال
 اونکے دنیا میں پیدا ہونے سے پہلے ہے اللہ کے ہاں کتاب میں لکھا ہی ہے ہر جس کو
 کچھ آفت پہونچے خواہ وہ آفت عام ہو جیسے وبا و قحط وغیرہ خواہ آفت خاص ہو جیسے
 کسی کا کوئی مر گیا تو وہ سب پہلے سے تقدیر کی کتاب میں لکھی تھی ٹلنے والی نہ تھی پھر

بلکہ تین دن کے بعد ہی بی حاجت خوشبو لگاے رنگین کپڑے پہنتے تاکہ یہ رسم بجاؤں
 جاے حدیث عمران بن حصین و ابی ہریرہ میں آیا ہے کہ حضرت نے ایک جنازہ
 میں دیکھا کہ لوگ چادر اوتارے ہوئے نہ کرے کہ تو ان میں پیچھے جنازے کے چلے
 آتے ہیں فرمایا کیا تم جاہلیت کا کام اختیار کرتے ہو یا رسم جاہلیت کی مشابہت کرتے ہو
 میں نے قصہ کیا تھا کہ میں تیسرے بدعا کروں کہ تمہاری صورتیں بدل جائیں مرداء احمد
 وابن ماجہ معلوم ہوا کہ مصیبت میں لباس کو ترک کرنا اور سریا پانوں ننگے کرنا بدعت
 نہیں ہے کیونکہ یہ رسم کفر کی تھی اسی طرح لباس معمولی کا بدلنا حرام ہے جیسے ماتم میں سیاہ
 کپڑے پہننا یا سیاہ چندی بازو پر باندھنا یا کنارہ خط و لفظ کو سیاہ کرنا وغیرہ
 حضرت اگر اوس دم بدعا کرتے تو وہ لوگ بندر سور کے صورت ہو جاتے معلوم ہوا
 کہ موت کے سبب چوڑیاں نہ پہننا کپڑا نہ سینا چارپائی پر نہ سونا رسوم کفر ہیں اس طرح
 تبادلوں چالیسواں چہ ماہی بری کرنا اور شب برات کے روز مرد و کاغذ تازہ کرنا
 یہ سب ہندو کی زمین ہین سا توین سم زینت و بنا کرنا اور سیدی ساد ہی وضع کو
 معیوب سمجھنا ہے وہ آرائش جو شرعاً جائز ہے جیسے قیمتی کپڑا پہننا اچھے برتن میں کھانا
 اچھے مکان میں رہنا اچھی سواری پر سوار ہونا منع نہیں ہے قل من حرم زینۃ اللہ
 الی الخرج لعبادہ والطیبات من الرزق بلکہ اگر یہ کام واسطے شکر کے ہو تو بہتر
 ہے ان نام و نمود کے لیے یا تکبر و اترانے کے لیے ہو تو حرام و مکروہ ہے یا سیلے
 نمودگر کفار فاسق اہل بدعت سے مشابہت ہو تو بھی منع ہے اگرچہ کرنے والے کو

ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے مردوں کو عذاب سے بچائے اور نوحہ و بیان نہ کرنے کی وصیت کر جائے ورنہ پھر عذاب نقد و قت ہو حدیث ابن عباس میں آواز نوحہ کو آواز شیطان فرمایا ہو اور کہا ہو کہ جو رنج آنکھ و دل سے ہے وہ اللہ کی طرف سوا و رحمت ہو اور جو ہاتھ و زبان سے ہے وہ طرف سے شیطان کے ہے آخر جہ احمد اور حدیث ابن عمر میں منع کیا ہو اس سے کہ کوئی عورت نوحہ کرنے والی ہمراہ جنازے کے جائے رواہ احمد و ابن ماجہ یہ بھی فرمایا ہو کہ پیٹنے والیوں کی دو قطارین ہونگی دوزخ میں ایک انہی طرف دوسرے بائیں طرف وہ دوزخیوں پر نوحہ کریں گی جیسے کتے روتے ہیں رواہ الطبرانی بخاری میں آیا ہو کہ جب حسن بن حسن بن علی مر گئے اونکی بی بی نے سال بہر تک ایک خیمہ اونکی قبر پر لگا یا پھر اوٹھالیا ایک پکارنے والے کو سنا کہ تباہی لاکھل و جدمافقد و ایسی کیا پایا جو گم کیا تھا دوسرے نے کہا بل یسوا فانقلبوا نسیر بلکہ ناسید ہو کر لوٹ گئے یعنی اسی طرح اگر ہزار برس غم میں ہو تو مردہ تو پھر آنیکا نہیں پاؤ سوگ میں بیٹھنا اور بہت سا غم کرنا لا حاصل ہے اس قدر آدمی خدا کی عبادت کرے کہ خود اسکی عاقبت درست ہو

ان عشت تقبع بالاحبة کلهم و فناء نفسک لا ابالک انجع

حدیث ام حبیبہ میں فرمایا ہے حلال نہیں کسی عورت کو جو ایمان رکھتی ہو خدا اور آخرت پر کہ سوگ میں بیٹھیں تین دن سے زیادہ مگر اپنے خاوند پر چار مہینے دس دن آس سے معلوم ہوا کہ تین دن سے زیادہ سوگ میں رہنا بہائی باب چچا مومن بہانچے بہتیجے کو حرام ہے

تلاش میں اور کوئی بعد حاصل ہونے کے مرجاتا ہو اور یہ کارخانہ یوں ہی پڑا جاتا
 پیرسی چیز کی محبت میں کیون مشغول ہو وہ چیز جو توڑی محنت سے ملے اور ہمیشہ باقی رہے
 اور اوپر عیش و آرام بھی زیادہ ہو اور سکون حاصل نہ کرے کہ وہ اللہ کے ہاں کا
 حسن انجام و انعام ہے اللہ نے مثال دنیا کی پانی اور پیداوار سے دیکر کہا ہے فصل کا
 حصید اکان لہ تعن بلا حس یعنی پہ کر ڈالا ہے اس کو کاٹ کر ڈھیر گویا کل کو
 یہاں تھی تھی اس میں اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ دنیا کی چیزیں اور سب لوگ آخر کو فنا ہو جائے
 ہیں پس جسکی حقیقت فنا ہوا وہ سپر دل لگانا کیا آنچہ دیر ناپید بستی را نشاید بلکہ مسلمان
 کو تو یوں جانا چاہیے کہ دنیا کا عیش و آرام خاص اسطے کا فردن کے ہے اور آخرت
 کی نعمت و بہشت ہمارے لیے ہے جس طرح کہ حدیث میں آیا ہے کہ الدنيا سبع ايام
 و جنة الکافر اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر یہ لحاظ نہ تو کہ لوگ ایک طرح کے ہو جائینگے تو ہم
 کر دیتے اور انکو جو منکر ہیں جہنم سے اور انکے گمراہوں کی جہنم پانڈی کی اور سیرمیان
 جہنم و جہنم اور انکے گمراہوں کے دروازے اور تخت جہنم کی لگا کر ڈھیر کر دیتے
 سو یہ سب کچھ نہیں مگر دنیا کی زندگی اور آخرت تیرے رب کے ہاں اسی پر ہر گز
 کے ہے یعنی کا فردن کو آخرت میں عذاب ہونا ہی دنیا میں تو کچھ عیش و آرام کر لین
 مگر لحاظ یہ ہے کہ اور لوگ بھی کا فردن کو زیادہ عیش و آرام میں دیکھ کر انہیں کی راہ
 اختیار کر کے سب ایک ہی طرح کے ہو جائینگے اس سبب سے کا فردن کو زیادہ
 عیش و دنیا میں نہیں دیا نہیں تو دنیا میں کا فردن کو اس قدر آسودگی ہوتی جس کا تذکرہ ہوا

شب بہت مقصود ہو من تشبہ بقوم فهو منه حاس حدیث کی شرح میں شیخ الاسلام
 نے کتاب اقتضار الصراط المستقیم بے مثل و مثال لکھی ہے اور بعضی چیزیں فی نفسہ حرام ہیں
 جیسے گھر میں تصویریں لگانا اور فرش منکئیے مشجر دریا کی کجواب اطلس کے حق میں مروکے
 اور بہت سا گھوٹا پٹھا پہننا اور چاندی سونے کے برتن عطر دان و آنچورے و کھور
 رکھنا اور عورت کو بہت باریک کپڑا پہننا جس سے شکم و سینہ نظر آئے و نحوہ اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا ہر ذین للناس حب الشهوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرة
 من الذهب والفضة والخيل المسومة والانعام والحکمت ذلک متاع الحیوة
 الدنیا واللہ عذدہ حسن المصاب یعنی رہ جایا ہو لوگوں کو مزے کی محبت پر عورتوں
 اور بیٹیوں اور ڈھیر بڑے ہوسے سونے اور روپے کے اور گھوڑے پلے ہو
 اور مویشی اور کھیتی سے یہ برتا ہو دنیا کی زندگی کا اور اللہ کے پاس ہے اچھا ٹھکانا
 اس جگہ چہ چیزیں دنیا کی زینت بتائیں پھر آخرت کے ثواب کو اون سے بہتر ٹھہرائے
 گو یہ نہک ہو جانا انہیں حرام اور سب عقاب کا ہر خیل وغیرہ میں کوتلی گھوڑے جلو
 میں بکھنا اور باتیں گہبی پر سوار ہونا اور چوہا بار و نقیب اور نوبت نقار سے ماہی مریا
 رکھنا اور محل میں بہت سی عورتیں ہونا اور خزانہ بہت ہونا اور ملک بہت ہونا
 و نحو ذلک داخل ہے اس دنیا کے لیے جس کا نام لیا سوط کے جھوٹ اور فریب کرتے
 ہیں پر اگر کسی کو ہاتھ لکے تو رات دن اس کی محافظت اور افزائش میں رہتا ہے
 اور ایک دوسرے پر حسد بغض تکبر کرتا ہو اور انجام و سکا یہ ہوتا ہے کہ کوئی اس کی

گاہ گاہ برہنہ پاچلنا بہتر ہے کہ اس سے تکلف کی عادت جاتی رہتی ہی حضرت
 نے فاطمہ علیہا السلام کے گھر کے کونے میں ایک پردہ لگا ہوا دیکھا پھر گئے جب
 پوچھا تو کہا جمکو یا کسی نبی کو لائق نہیں ہے کہ منقش و مزین گہرین بیٹے نہ اہ
 احمد و ابن مکیہ معلوم ہوا کہ مکان میں دیوار گیریاں لگانا اور آئینہ بندی کرنا
 اور جھاڑ خانو میں لگانا یا گکاری کرنا درست نہیں ہے مسلمان کو باتبع سنت ایسے
 مکان میں جانا چاہیے دیوان خاص ہو یا دیوان عام شب باشی کا مکان ہو یا
 دن کے نشست کا زندے کا مکان ہو یا مردے کا برج ہو یا مقبرہ چلہ ہو یا درگاہ
 امیر کا گھر ہو یا غریب کا فاسق کا گھر ہو یا مستی کا ہاں اگر کوئی ضرورت دینی ہو تو
 وہ جدی بات ہو عائشہ سے فرمایا ہے کہ اگر تو مجھ سے ملنا چاہے تو کافی ہو تجھ کو دنیا
 بقدر زاد رکب کے اور بیچ بیٹنے سے پاس بڑے آدمیوں کے اور اپنے کپڑے
 کو پیرانا ست جان جب تک کہ تو اسکو پیوند نہ لگاے دواہ التزمذی معلوم
 ہوا کہ یہ خصال اسلام کے ہیں اس سے ایمانداری ثابت ہوتی ہے اور خلاف اس کے
 کرنا خلاف سنت ہے اور سچا نہ کہتے ہیں کہ حضرت نے منع فرمایا ہے دس چیزوں کے
 عورت کو دانت ریتنے اور نیلا گودنے اور بال اوکھاڑنے سے یعنی داڑھی
 یا ماتھے کا اور دو مردوں کے ساتھ سونے سے بے لباس اور دو عورتوں کا تہ
 سونابی لباس اور ریشمی استر لگانے سے اور ترنج بنانے سے اور غارتگری اور چیتے
 کی کمال پر سوار ہونے سے اور انگوٹھی پہننے سے مگر حکومت والے کو اخراجہ

حدیث ابو امامہ میں فرمایا ہے کہ سونو پرانے کپڑے پہننا اور بہت زینت نکرنا ایمان کی بات ہے دو بار یہی کلمہ فرمایا رواہ ابو داؤد یعنی جسکو آخرت کی نعمتوں کی خواہش ہوتی ہے اس کے خیال میں دنیا کی زیب زینت نہیں آتی وہ دنیا کی بہت تکلف کو بیفائدہ جانتا ہے پھر اگر میل کچیل کپڑا ہے تو کچھ پرو نہیں اور اگر پٹا پرانا پیوند لگا ہے تو کچھ خیال نہیں حدیث سوید بن وہیب میں ایک مرد صحابی سے یہ بھی فرمایا تھا کہ چھوڑ دیا زینت کا کپڑا پہننا خاکساری وانکسار کے راہ سے تو پہنائیگا اسکو اور بڑا بزرگی کا اخراجہ ابو داؤد عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جسدہ کا لفظ رفعیہ ہے کہ کہا دیکھو خیرات کرو اور پہننا تاکہ نہ مل جائے سچا خرچ کرنے اور اترانے میں رواہ احمد والنسائی وابن ماجہ یعنی جو کما نہا پہننا خیرات کرنا سچا خرچ کے طور پر ہو کہ کسی کا حق تلف ہو یا دنیا و دین کا کچھ فائدہ نکلتا ہو تو وہ نادرت ہے اسی طرح وہ کہنا پینا پہننا صدقہ دینا جسمیں اترانا ننگے ممنوع ہے عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں ایک آدمی نے فضالہ بن عبید سے کہا کیا سبب ہے کہ میں تمکو پریشان صورت دیکھتا ہوں کہا حضرت نے تمکو بہت سے رفاہ سے منع کیا ہے کیا تمہارے پانوں میں جوتا نہیں ہے کہا حضرت تمکو یہ حکم دیتے تھے کہ ہم کہی کہی ننگے پانوں میں رہیں اخراجہ ابو داؤد بہت سا مرفہ حال و آسودہ وضع خواہ مخواہ مقطع بنا رہنا حضرت کو خوش نہیں آتا تھا سو فرمایا کہ تم تکلف کے مقید نہ ہو کہی اگر بالوں میں کنگھی نہیں کی خوشبو نہیں لگائی سفید تکلف کے کپڑے نہیں ہوئے تو نہیں سہی بلکہ

بلغ زمین آباد کرنا سینا پر ونا تجارت کرنا اوس کام میں بھی مشابہت کا لحاظ نہیں
 ہوتا ہریان اوان کا مون میں اگر کافر کوئی وضع خاص نکالے تو وہ البتہ مسلمان کو
 منع ہو جائیگی الغرض مسلمان کو ہر رنگ و رہم وضع کافر کا نہ کرنا حرام ہے خواہ لباشر
 ہو یا چال ڈھال یا مکان یا سواری یا رسوم یا عبادات یا عادات یا موہم و اعیاد
 یا ماتم و سوگ و نحو ہا میں ہر کا نہ نے رفعا کہا ہی فرق در میان ہمارے اور مشرکوں کے
 پگڑیاں بن ٹوپیوں پر دواہ الذمذی کے کے مشرک فقط پگڑی باندھتے

اوس کے نیچے ٹوپی نہ رکھتے مسلمان ٹوپی پر پگڑی باندھتے اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان
 و کافر کے لباس میں فرق کرنا چاہیے اگرچہ ادنیٰ بات میں ہو اسی طرح حدیث ابو ہریرہ
 میں فرمایا ہے کہ یہود و نصاریٰ دائرہ بیان نہیں رنگتے سو تم خلاف اونس کے کر یعنی
 رنگو اخرجه الشیخان اس سے معلوم ہوا کہ وضع میں بھی کفار سے مخالفت کرے
 ان ہر سہ حدیث سے یہ نکلا کہ مشابہت کافر کی کسی امر میں بھی نہ کرے جیسے ہولی کی خوشی
 کرنا ہندوؤں سے ہولی کی ملاقات کرنا ہولی کھیلنا ووالی میں روشنی کرنا کیلیٹین ٹھانی
 کھلونے آپس میں بانٹنا اولاد کو دینا شب برات میں دشنی کرنا آتش بازی چھوڑنا میل
 کے دیکھنے کو مبارک سمجھنا دیوالی دسہرے میں جانوروں کا رنگنا بسنتی پوشاک پہننا
 دسہرے بسنتین نزد گنگا ہر دوار وغیرہ میں جانا چوٹیاں رکھنا منچ میں بڑھانا
 داڑھی منڈانا ماتھے پر تشنہ ٹیکا لگانا گای گنگا پیل وغیرہ معابد ہندو کے تعظیم کرنا
 گای کا گوشت نہ کھانا دھوتی باندھنا لنگا پہننا چوکا دیکر کھانا گوبر کو پاک سمجھنا اپنے

ابو داؤد والنسائی ابوسعود کہتے ہیں حضرت کوبرا لکھتا تھا زور یعنی خوشبو کا سلگانا
 اوسید یا لون کا تعمیر یعنی سیاہ کرنا اور ازرا لکھتا اور سونے کی انگوٹھی پہننا اور بناؤنگار کرنا حرام جگہ
 و کہانے کو اخرجہ ابو داؤد والنسائی اور حدیث ابن عمر میں فرمایا ہر من فتنہ بقوم فتنہم اخرجہ احمد
 ابو داؤد یعنی جسے آپ کو مشابہ کیا کسی قوم سے تو وہ ان میں سے ہر خواہ نصاریٰ ہوں یا مجوس خواہ ہوں
 خواہ نفاق خواہ مرد خواہ عورت تو وہ شغل و زمین لوگوں میں شمار ہو جاتا ہے ہر گز بالکل مشابہت اختیار
 کی تو بالکل حج احکام و قسم کے حق میں جاری ہوتی ہیں ہی اوس پر جاری ہونگے اور اگر تو طری نشست
 اختیار کی تو اوس بقدر احکام اوس قوم کے اوس پر جاری ہونگے یہ بعضے کام ایسے ہوتے
 ہیں کہ آدمی اپنی زمینت کے واسطے کرتا ہے تو اوس کے کفار کے ساتھ مشابہ ہو جاتا
 اسکی شرح یہ ہے کہ کافر جو کام اپنے دین کی بات جانکر کریں اور وہ بات مسلمانوں کی
 فرض و واجب نہ ہو تو وہ بات مسلمان نہ کرے یا جو کام مخصوص کفار ہے اور ان کا پتہ و
 نشان ٹھیک گیا ہو تو وہ کام بھی مسلمان کو کرنا منع ہے کوئی کام ایسا ہوتا ہے کہ جب تک
 کافر اوس ملک میں رہے اور وہ کام کرے تب تک مسلمان نہ کریں اور جب وہ
 چلا جائے تب وہ کام مسلمان کو جائز ہو جاتا ہے اور بعضا کام وہ ہے کہ مسلمان کو جائز
 ہے اور اتفاقاً اوس ملک میں کافر غالب ہو گئے اور وہی کام اپنے دین کی رو سے
 وہ کافر کرنے لگے تو پھر اوسکو مسلمان سید مشابہت کے نہ کرے اور جو کام ہمارے
 دین میں فرض و واجب ہے اگر وہی کام کافر بھی کرے تو وہ کام ہکو چھوڑنا چاہیے
 اور جو کام متفقہی بشریت و آدمیت کا ہے جیسے کھانا پینا سونا جانا نکل کر نہایتی

کہتے ہیں حضرت کو کسی شخص نے ایک جوڑا بیجا تھا اوہیں لٹھی دہاریاں تھیں وہ اپنے
 علی کو دیا علی نے اوسکو پہنا حضرت کے چہرے پر غصہ معلوم ہوا فرمایا میں تیری پاس
 تیرے پہننے کو نہیں بیجا تھا اسلیے بیجا تھا کہ تو اوسکو پہاڑ کر عورتوں کی اوڑھنیا
 بنادے اخراجہ الشیخان وہ کپڑا بالکل لٹھی نہ تھا فقط اوہیں لٹھی کی دہاریاں تھیں
 لکن اوسپر بھی غصہ فرمایا معلوم ہوا کہ مرد کو لٹھی کپڑے سے گو بالکل حریر خالص نہو
 کمال احتیاط چاہیے حدیث عمران میں فقط دوا و نگل حریر کی اجازت دی ہے
 رواہ الشیخان یعنی دوا و نگل کی گوٹ سجاوٹ اگر لگالے تو جائز ہے پس حدیث ابن
 عمر میں فرمایا ہے کہ حریر دنیا میں وہی پہنیکا جسکو آخرت میں کچھ نصیب نہیں ہو اس سے
 معلوم ہوا کہ مرد کو دارائی و طلسم و مشجر و گلبدن و لٹھی و خجل و غیرہ پہنتا اور استعمال کرنا
 حرام ہے دوسری حدیث ابن عمر میں آیا ہے کہ ایک مرد کو دوسرخ کپڑے پہنے دیکھا
 اوسنے سلام کیا اوسکو جواب سلام کا نہ دیا رواہ الترمذی و ابوداؤد معلوم ہوا
 کہ مرد کو سرخ کپڑا پہنتا ایسا سخت حرام ہے کہ حضرت نے سلام کا جواب نہ دیا حالانکہ سلام
 کا جواب واجب ہے اس سے معلوم ہوا کہ فاسق کے سلام کا جواب دینا بھی اچھا نہیں
 تاکہ وہ باز آئے پہر فاسق سے دوستی و محبت رکھنے کا کیا ذکر ہے عائشہ نے ایک
 غالیچہ لیا تھا اوہیں تصویریں تھیں حضرت گھر میں نہ گئے اور چہرے پر ناخوشی معلوم
 ہوئی عائشہ نے کہا میں تو بہرتی ہوں اسنے اسد و رسول کے مجھے کیا گناہ ہوا
 فرمایا یہ کیسا غالیچہ ہے کہا تھا اسے بیٹھنے تک یہ لگانے کو لیا ہے فرمایا یہ تصویر بنانے

آپ کو راجہ کنور ٹھاکر کہلانا پتیل پھول کے برتنوں کا اکثر استعمال کرنا ٹوکون کو زیور
 پہنانا کنگنا باندھنا یہ سب ہنود کی مشابہت ہی اسی طرح میز لگا کر چھری کاٹنے سے
 کہلانا کاٹھی پر سوار ہونا انگریزی ٹوپی جوتا پہننا گھر کے عوض بنگلہ کوٹھی بنانا گھر کو
 تصاویر سے سجنا کپینی باغ کی طرح باغ لگانا گہی پر سوار ہونا کرتی پتلون پہننا کھڑی
 زبان مین باتیں کرنا کرسی لگا کر بیٹھنا و نحو ہا یہ سب مشابہت ہی ساتھ نصاریٰ کے
 اور نوروز کی خوشی کرنا مہرجان کا ماننا مشابہت ہی ساتھ مجوس کے ستین پریش و
 گریبان رکھ کر بوتام لگانا تنگ تنگ کپڑے پہننا گلوبند لگانا انگریزی زقار چلنا
 بڑے دن کی تعظیم کرنا نصاریٰ کو او سکی مبارکباد دینا بڑے دن کے سلام کو جانا او
 نذر نیا زڈالیاں گزرا نا دم بریدہ اسپ پر سوار ہونا غم میں سیاہ کپڑے پہننا یہ سب
 مشابہت ہی ساتھ عیسائیوں کے اور اپنی شان و شوکت کے لیے سب اونچی ہو کر
 بیٹھنا ہاتھوں پر ہنود کے لیے سوار ہونا بہت سی جلو سوار میں کھنا ڈنگا گھڑیاں
 ماہی مراتب رکھنا جھک کر سلام کرنا آداب تسلیمات بجالانا یہ سب کاسرہ و قیصرہ
 و کھار مشرکین کے ساتھ مشابہت ہی اور بعض اسباب نیت کے وہ ہیں جن سے خدا
 نہی آئی ہے جیسے مرد کو سونا اور ریشمی کپڑا پہننا اسکی حرمت حدیث الی موسیٰ میں آئی ہے
 ردۃ الذمذنی والنسائی حریر وہ ہی جیسا کہ تانا بانا بالکل ریشم ہو یہ حق میں بوڑھے
 جوان بچے سب کے حرام ہے مگر بچا گنگا زمین ہوتا جو او سکو پہنائے وہ گنگا رہی اور
 مشروع نزدیک جمہور کے جائز ہے لکن ابن دقیق العید و شوکانی او سکو بھی نامشروع

رواہ احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ جیسے ستر عامہ باندھنا تاکہ لوگ و سکوسید
 جائین یا سبز یا سیاہ لباس پہننا کہ لوگ حاجی جائیں سی طرح اونچی ٹوپیاں سر پر دھرنا
 تاج لگانا اور لنگوٹ لگانا یا گیسے کپڑے پہننا کہ لوگ فقیر جائیں یا کہ تاجتہ فرغل پہننا
 اسلیئے کہ لوگ شاخ جائیں یا عالم سمجھیں یہ سب حرام ہے خواہ کپڑا اس وضع کا ہو یا رنگ
 اس وضع کا مگر سپاہیوں کی وردی اس سے باہر ہے حدیث عائشہ میں آیا ہے کہ اسماء
 بنت ابی بکر پاس حضرت کے آئیں وہ باریک کپڑے پہنے تھیں حضرت نے مونہ پر کپڑا
 فرمایا اور اسماء عورت کو جب حیض آنے لگے تو اسکو مناسب نہیں کہ اسکا بدن دکھائے
 دے مگر چہرہ اور دونوں تھیلیاں اسخجہ ابوداؤد معلوم ہوا کہ بالی لوٹا اور گچ
 اور ٹک اور لای اور پتلا جولا وغیرہ کپڑا جس سے بدن نظر آنے عورت کو پہننا حرام
 ہے وہ عورت گویا تنگی منگی ہے پھر جسکے سامنے عورت کو تنگے پہنا درست ہوا دسکے
 سامنے یہ بھی روا ہے عبد الرحمن کے بیٹی حفصہ نام باریک اور تنہی اور تہی ہوئے پس
 عائشہ کے آئی اور نمون نے وہ اوتار کر بھاڑ ڈالی اور دوسری گاڑی اور تنہی اور تہی
 رواہ مالک معلوم ہوا کہ عورت کو عورتوں کی محفل میں بھی ایسا باریک کپڑا پہننا جانا
 درست نہیں ہے پردہ یور جلیہ خاوند کے ہاں سبجے ہتیجے وغیرہ مردوں کا تو کیا ذکر ہے کہ یہ سب
 حرام ہے ہاں خاوند کے باپ یا بیٹے سے پردہ ضرور نہیں ہے حدیث ابن عباس
 میں سونے کی انگوٹھی کو آگ کی چنگاری فرمایا ہے رواہ مسلم یہی حکم سونے کے
 چمکے وغیرہ کا ہے اسخجہ مسلم علی کہتے ہیں اکیبار و اسنے ہاتھ میں ریشم اور

دن قیامت کے معذب ہونگے انہی یہ کہا جائیگا کہ جو تھے پیدا کیا ہو اس میں جان
 ڈالو جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں وہاں ملائکہ نہیں آتے رواۃ الشیخان معلوم ہوا
 کہ تصویر کو بطور زینت کے ہی گھر میں نہ رکھے چہ جائے تصویر بنانے کے بلکہ اونکو ناپاک
 سمجھ کر گھر سے دور کر دے تاکہ حضرت خوش ہوں اور رحمت کے فرشتے گھر میں
 آئیں ایک بار جبریل علیہ السلام وعدے پر نہ آئے اس لیے کہ گھر میں کتا اور ایک پردہ
 تصویر دار تھا حضرت نے کتے کو گھر سے باہر نکال دیا اور پردہ پہاڑ کر دو ٹکے پانڈا
 بنائے کہ رومند نے میں آئیں اسکو صحیحین میں ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے حدیث
 ابن عمر میں فرمایا ہو کہ جس نے لٹکایا اپنا کپڑا تراپن سے تو نظر نہ کرے گا اللہ طرف اوسکے
 دن قیامت کو رواۃ الشیخان اگر کسی کا پاجامہ یا تہم یا قبایا چادر اتنا قانچا ہو گیا
 تو یہ اور بات ہے اور زینت و وضع داری کے لیے کپڑا ٹخنے سے نیچے کرنا حرام ہے
 ولہذا بخاری میں ابو ہریرہ سے رفعا آیا ہے کہ جو ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکے وہ دوزخ
 میں ہے ازار میں لٹکی تہم یا جامہ سب داخل ہے یعنی نیچا پہننا کام دوزخ میں کا ہے
 ابن عمر رفعا کہتے ہیں کہ نیچا کرنا کپڑے کا پاجامہ اور کرتا اور پگڑی میں منع ہے حدیث
 رواۃ ابو داؤد والنسائی وابن ماجہ ازار آدھی پنڈلی تک وراستین گتے تک
 اور دامن نصف ساق تک و رعامہ و پگڑی کا شملہ نیم پشت تک چاہیے اس سے زیادہ
 جو نیچا کرے گا اللہ اوسکی طرف نظر رحمت سے اوسدن نہ دیکھے گا حدیث ابن عمر میں
 فرمایا ہے جس نے پہنا کپڑا شہرت کا دنیا میں پہنا لگا اوسکو اللہ کپڑا ذلت کا دنیا میں

کچھ یہی سونا چاندی ہوگا تو وہ غٹ غٹ پیتا ہے اپنے پیٹ میں گگ رواۃ الدار^{قطنی}
اس سے معلوم ہوا کہ نرسے زروسیم کا برتن یاد و نون کا ملا ہوا اور چاندی کا ملمع یا
گل بوٹے سونے کے یا فقط تحریریں سونے چاندی کی ان سب میں کہا نامیسا ایسا برا
ہے جیسے دونخ کی آگ کا کمانا اور یہی وجہ اسکی یہی ہے ابن عباسؓ فعاکتے میں کہ
مخنف مرد اور مردانہ عورت پر حضرت نے لعنت کی ہے اخوجه البخاری امین
ہمچڑے خوبے زرخے سب داخل ہیں اسی طرح وہ عورتیں جو گھوڑے پر سوار ہوں تھیا
باندھیں تیرکمان لگائیں انکر کہہ قبا ٹوپی پگڑی مردانہ لباس پہنیں اور مردانگی گفتگو کریں
یہ سب ملعون ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کو سرسہ مہندی نہ لگانا خوشبو نہ ملنا زیور
نہ پہننا رنگین کپڑے نہ پہننا ہاتھ پائون کا مہندی سے سرخ نہ کرنا اپنے دین کے سوا
اور بات لکھنا پڑھنا منع ہے ابن عباسؓ کا لفظ فعا یہ ہے لعنت کرے اللہ ان
مردوں کو جو عورتوں کے مشابہت میں اور ان عورتوں کو جو شاہ مردوں کے نبی میں رواۃ البخاری یہ شت
حرام قطعی ہے اور صاحب شہادت ملعون حدیث ابو ہریرہؓ میں آیا ہے کہ ایک مخنف کو پاس حضرت
کے لائے اوسنے ہاتھ پائون میں مہندی لگائی تھی پوچھا اسکا کیا حال ہے کہا عورت
کی طرح بنتا ہے فرمایا اسکو نکال دو کہا قتل نہ کریں فرمایا مجھکو نمازیوں کے قتل سے نہیں
کی گئی ہے رواۃ ابی داؤد معلوم ہوا کہ مرد کو ذرا بات میں بھی عورت کی مشابہت
کرنا نچا ہے اوسنے فقط مہندی لگائی تھی حضرت نے اسکو نکال دیا اور اسکا ستی
میں رہنا پسند نفرمایا معلوم ہوا کہ مرد کو پان کمانا سرسہ لگانا یا کرتے کا گریبان لگے کو

بائین ہاتھ میں سونا لیکر فرمایا کہ یہ دونوں حرام ہیں میری امت کے مردوں پر رواہ
 احمد و ابی داؤد و النسائی معلوم ہوا کہ مرد کو ان دونوں کا استعمال کرنا قطعاً حرام
 ہے ہاں لینا انکا ہاتھ میں مثلاً اشرفی توڑانے کو اور حریر بیچنے کو یا کسی کے دکھانے
 کو مباح ہے حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنی جو رو کو آگ کا بالا پہنانا
 چاہے یا ہنسل ڈالا چاہے یا کڑے کنگن تو وہ یہ چیزیں سونے کی او سکو پہنائے
 ہاں چاندی جائز ہے سو اس سے کیل کو اخراجہ ابی داؤد اس سے حرمت
 سونے کی عورتوں پر بھی نکلی لکن اور احادیث سے جواز اور کثابت ہوتا ہی معند
 حضرت کی گھر والیاں اور بیٹیاں سونا نہ پہنتی تھیں بلکہ چاندی کا رواج اونہیں تھا
 یہی بہتر ہے اسلئے کہ اس حدیث میں یوں فرمایا ہے کہ پہراؤ سکو آگ کا بالا ہنسل کڑا
 پہنا ہوگا اور مرد پر سونا چاندی دونوں حرام ہیں خواہ الگ الگ ہوں خواہ ملے
 مرد سوازیور کے اور چیزوں میں استعمال چاندی کا کر سکتا ہی حدیث حذیفہ میں نہی
 فرمائی ہو کہانے پینے سے سونے چاندی کے برتنوں میں اور ریشم و دیبا کے
 پہننے اور اوپر بیٹھنے سے رواہ الشیخان معلوم ہوا کہ دیبا و دارائی کا پہننا او
 اسکی مسندیں بنانا حرام ہے اور ظاہر حدیث یہ ہے کہ ظرف زر و سیمین فقط اکل و شرب
 منع ہے نہ اور طرح کا استعمال لکن فقہار نے کہا ہے کہ عطر و ان پانداں خاصداں چچا
 وغیرہ ظروف و آلات چاندی سونے کے سب حرام ہیں پس احتیاط اولیٰ ہے
 حدیث ابن عمر میں فرمایا ہے کہ جو کوئی چاندی سونے کے برتن میں پیئے گا یا بہن

سانڈنیاں اور اسی طرح گھوڑے خچر ہاتھی وغیرہ شیطان کا کارخانہ ہے مسلمان اسکو
شیطان کی سواری سمجھ کر دوڑ کرے اور ذریت شیطان میں داخل نہ ہو دوسرا لفظ ابوہریرہ
کا یہ ہے کہ حضرت سے گھوڑوں کا حال پوچھا فرمایا گھوڑے تین طرح کے ہیں ایک گناہ
ہیں وہ یہ کہ آدمی نے گھوڑا باندھا دکھانے کو اور بٹائی کو اور چڑبائی کرنے کو مسلمان
پر سو وہ گھوڑے اس کے لیے گناہ ہیں اور ایک پردہ بین یہ وہ بین کہ آدمی نے گھٹوا
پالا اس کی راہ میں اور اسد کا حق اس کی سواری میں نہ بھولا نہ اس کی گردن میں لینے
کبھی اسکو مانگے دیا اور زکوٰۃ بھی دی اور خبر گیری اس کے کہانے پینے کی کبھی سویا
گھوڑا عیب پوش ہے کہ اسکو کوئی محتج نہیں جانتا اور وہ جو اس کے لیے اجڑے
یہ وہ ہے کہ گھوڑا باندھا اس کی راہ میں مسلمانوں کے لیے تاکہ مسلمان اس پر سوار ہو کر
جہاد کریں رواہ مسلم معلوم ہوا کہ نام و فخر کے لیے گھوڑے رکھنا حرام ہے ہر کون
گھوڑے رکھنا زنا گناہ ہے آتش رفا کہتے ہیں کہ خرچ سب اس کی راہ میں ہیں اسکا
بنانے کے کہ اس میں کوئی خیر نہیں ہے رواہ الترمذی یعنی حاجت ضروری سے
زیادہ گھر بنانا منع ہے ہر پر اسکا آکھش کرنا بالکل رائگان ہے دوسرا لفظ انس کا یہ ہے
کہ ایک انصاری نے ایک قبہ بنایا تھا یعنی گول گھر حضرت نے اسکا سلام نہ لیا اور
جب اسکو ڈھایا تب سلام لیا رواہ ابوداؤد بطول معلوم ہوا کہ اونچے اونچے
مکان بلند بنانا وبال و گناہ ہے حدیث ابوہریرہ میں فرمایا ہے کہ بعض گھر شیطانوں
کے لیے ہوتے ہیں سعید نے کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ گھر مگر یہی خچر ہے کہ لوگ

عورتوں کی طرح رکھنا نیچے نیچے پاجام پہننا یا کلی دارازار کا استعمال کرنا یا بڑے بال
 سر پر رکھنا منع ہے غرض کہ جس بات میں عورتوں سے مشابہت ہو اس سے ہزار گوں
 بھاگے اور رات کو سر نہ لگانا کچھ زینت کے لیے نہیں ہے اس سے فقط فائدہ
 معقود ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ مخنث و زنانہ و سداسہا گن فقیر موندہ دیکھنے کے قابل
 نہیں ہیں بلکہ اگر بے ناز ہوں تو قابل قتل کے ہیں حدیث علی میں آیا ہے کہ حضرت کے
 ہاتھ میں ایک کمان عربی تھی ایک شخص کے ہاتھ میں کمان فارسی دیکھی تو فرمایا اسکو
 پسکدے اور ایسی لے دو اہ ابن ماجہ عرب کی کمان نرم اور فارس کی کمان سخت
 ہوتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اترانے اور بہادری اور زور جتانے کو بڑے بڑے
 تختے اور بڑی بڑی ڈھالیں اور بہاری قیمت بھاری وزن کی بند و قین باندھنا اور
 سخت سخت کمانیں کھانا چاہیے شجاعت دل سے ہے اور فتح طرف سے اللہ کے ہوتی
 ہے ظاہری اسباب کے لیے بلکہ پھلکے ہتھیار کافی ہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ بعض
 اونٹ شیطانون کے ہوتے ہیں سو وہ مینے دیکھے کہ نکلتے ہیں بعض شخص سانڈیاں
 لیکر اپنے ساتھ اونکو موٹا کر رکھا ہے سو وہ اونہیں سے کسی اونٹ پر نہیں چڑھتے اور
 اپنے بھائی پر گزر کرتے ہیں کہ وہ تھک گیا ہے چلنے سے تو اسکو سوار نہیں کر لیتے
 آخر جہ ابوداد یعنی جو اونٹ نمود کے لیے ہیں اور جلو کے واسطے اور خوب
 کھلا پلا کر موٹے بنائے گئے ہیں نہ اپنے چڑھنے اور نہ کسی مسلمان کے چڑھانے کے
 لیے سو وہ شیطانون کے ٹھہر جاتے ہیں شیطانون اس بات سے خوش ہوتا ہے یہ جلو کی

بچے میں یہ سب سامان شیطانی ہے حدیث ابن عمر میں فرمایا: جو منافقت کرے وہ شے کون
 سے بڑھائو اور طہیمان اور کم کرے و موشچین رواہ الشیخان اس سے معلوم ہوا کہ انہیں
 نشانہ ہے دین اسلام کی بلکہ مسلمانوں کی و یہی سب ایک شے سے زیادہ ہیں کہ اگر
 یا موشچین بڑی بڑی کرنا علامت کفر کی ہے اور اثر ہی نہ انما یا چپ بہت بڑی
 کرنا علامت شرک کی ہے اور حدیث ابن مغفل میں منع کیا ہوا تھی کہ اپنے سے کم کرے
 یعنی ہر روز سروریش میں لگلی کرنا تکلف ہوا تکلف نہی عنہ سب ایک وہ روزے
 بعد کرے عمرو بن شیبہ علی بیع جب وہ رفعا کہتے ہیں کہ اس کا واسطہ ہوا کہ
 نور ہے مسلمان کا جس کا سفید بال ہوا مسلمان کی حالت میں امداد تک یہ بات
 لکھا ہوا اور ایک گناہ اس کا مثلاً ہوا اور ایک درجہ اس کا مثلاً ہوا اور ایک درجہ اس کا
 ثواب جو جو سفیدی زیادہ ہوگی ان ہر شے میں زیادتی ہوگی یہ بات حاجت
 تو یہ کی ہے اس کے لیے یہ سفیدی بال کی خود بخود تو یہ ہر گناہ حاجت ہوتے ہیں اور
 عابدوں کے لیے خود بخود بی شقت ایک عبادت ہے کہ ثواب بڑھتا ہوا و سبب بن
 ہوتے ہیں حدیث ابن عمر میں آیا ہے کہ ایک لڑکے کو دیکھا کہ اس کا کپڑا بڑا ہوا
 اور کچھ نہیں فرمایا سوئڈ و سب یا چوڑ و سب رواہ مسلم اس سے معلوم ہوا کہ
 اس شکل کے جتنی شکلیں کے بالوں کی ہیں وہ سب حرام ہیں حدیث انس میں آیا ہے کہ ایک
 لڑکے کی دو کاکلیں یاد و چوٹیاں دیکھا کہ اس کو نڈا دیا کہ لڑکے یہ وضع یہود کی
 یہود رواہ ابوداؤد مسلمان کو نچا ہے کہ اپنی اولاد کو کافروں کی اولاد بنائے

او سکی پوشش دیبا سے کرتے ہیں رواہ ابوداؤد مراد اس سے کہ ناحویلی کا دیوار گیری
 و پردہ و چھت سی یا عمارتی پالکی نالکی میانہ کا ہے جنکا غلاف حریر وغیرہ کا طیار کرتے ہیں
 سو ایسے مکان شیطان کے گھر ہوتے ہیں مسلمانوں کو ان سے پرہیز کرنا چاہیے انس
 کہتے ہیں حضرت نے زعفران لگانے سے مرد کو منع کیا ہے رواہ الشیخان یعلیٰ بن مرہ
 کہتے ہیں حضرت نے ایک مرد کو خلوق لگائے دیکھ کر فرمایا کیا تیری جور و ہر کہا نہیں
 فرمایا وہو ڈال پھر نہ لگائیہ رواہ الترمذی والنسائی عرب کی عورتیں چند عطر ملا کر
 خوشبو بناتی تھیں وہ مرد کو لگانا حرام ہے اوسمین زعفران بھی ہوتی تھی ابو موسیٰ کی
 حدیث میں یوں کہا ہے کہ جس شخص کے بدن پر خلوق ہوتا ہے اسداو سکی نماز قبول
 نہیں کرتا رواہ ابوداؤد عمار بن یاسر نے خلوق لگایا تھا سفر کی وجہ سے اوسکے
 ہاتھ بچٹ گئے تھے حضرت نے اوسکا سلام نہ لیا اور کہا جاسکود وہو ڈال رواہ
 ابوداؤد یہ اسلیے کہ حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے کہ خوشبو مردوں کی وہ ہے جسکی بکھائی ہو
 اور رنگ چھپا ہو اور خوشبو عورتوں کی وہ ہے جسکا رنگ کھلا اور بوچھی ہو رواہ
 الترمذی و ابوداؤد والنسائی معلوم ہوا کہ زعفرانی و صندلی کپڑا مرد کو ہننا دیتا
 نہیں ہے جابر کا لفظ رفعا یہ ہے کہ ایک بچہ نومرد کے لیے اور ایک و سکی بی بی کے
 لیے اور تیسرا مہمان کے لیے اور چوتھا شیطان کے لیے ہے رواہ مسلم یعنی تین
 بستر سے زیادہ رکھنا ریا و اسراف و تکبر ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کسے ہو
 پنگ و سرہریان اور کوٹھنیں فرش طیار رکھتے ہیں اور ہر مکان میں طرح طرح کے فرش

خاتمہ

آج روزِ شنبہ وقتِ عصرِ پنج شوالِ شمسۃً ہجری کو تاج محل واقع بلدہ ہمو پال میں یہ رسالہ ختم ہوا یہ خلاصہ ہے حصہ دوم تقویۃ الایمان کا جس کا ترجمہ تذکیر الاخوان چودہ جزیمن ہے فی صفحہ ۲۲ سطر اسی قدر صفحہ و سطر کے حساب سے یہ رسالہ چار جزیمن ساتھ قدرے کم فیشک ملخص ہوا اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو قبول کرے اور سب مسلمانوں کو توفیق دے کہ عقیدہ توحید کا خوب درست کریں اور جملہ انواعِ شرک و بدعت سے خوب بچیں اور سنتِ مطہرہ کو اپنا بانا ٹھیرائیں اور تقدیر پر ایمان لا کر اپنا اسلام ٹھیک کریں امدتِ متوکل ہوں حضرت اور ان کے اصحاب و اہل بیت بلکہ جمیع متوسلین متبعین سے نسبت رکھیں اور ان کے رویہ کو اختیار کریں اور بدعاتِ قبور و ضاللات پر ریت پی و گویا پتے و بدعاتِ تقلیدِ بدعاتِ رسوم سے توبہ کریں اور راگِ باجاسنا اور اپنی نسب پر فخر کرنا اور شادی و ماتم میں خرچ بجا کرنا اور بہت سی زینت و دنیا کی امور میں کرنا ترک کر کے پاک باطن اور صاف ظاہر سے مسلمان خالص مومن پورے متبع و محسن بن جائیں

اللھم آمین واخذ عوانا ان الھم للھ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ صلی و آلہ وصحبہ واتباعہ اجمعین

بزرگوں کے نام کی چوٹیاں یا کاکلیں کھنا اور زیادہ حماقت و شرک ہو کر حرمِ اسدی کو
 دیکھ کر فرمایا تھا کہ یہ کیا خوب آدمی ہے اگر اسکے سر کے بال بڑے اور اس کا تھمد لنبانہوتا
 رواہ ابو داؤد حدیث ابن عباس میں خبر دی ہے کہ آخر زمانے میں ایک قوم ہوگی
 کہ سیاہ خضاب کر لگی جیسے سینہ کبوتر کا وہ بہشت کی خوشبو نہ پائیں گی رواہ ابو داؤد
 اس سے حرمت خضاب سیاہ کی نکلی مرد کرے یا عورت کیونکہ لفظ قوم میں عورتیں بھی
 داخل ہیں بانِ سرخ زرد خضاب جہاد میں درست ہو سیاہ و بان بھی درست نہیں ہے
 اور زینت کے لیے کیسا ہی خضاب ہو کر ناچا سیسے حدیث ابن عمر میں فرمایا کہ لعنت
 کرے اللہ بالون میں جوڑ ملاسنے والے اور ملوانے والے اور نیلا گودنے والے اور گودانے
 والے پر رواہ الشیخان یہ کام عورتیں اسطے زینت کے کرتی ہیں سو وہ ملعون ہیں ابن سنی
 کا انتظار فحایہ ہو لعنت کی آمد نے اون عورتوں پر جو نیلا گودیں اور گودائیں اور ماتھے
 کے بال اوکھاڑیں اور حسن کے لیے اپنے دانت الگ الگ کرین یہ بدل ڈالنے والیاں
 ہیں آمد کی بنائی ہوئی صورت کو اخرجہ الشیخان بعضی عورتوں کے دانت بڑے بڑے
 ہوتے ہیں وہ ریت کر چوٹے چوٹے الگ الگ کرتی ہیں کسی کے بال ماتھی تک ہوتے
 ہیں وہ بال اوکھاڑ کر اپنا ماتھا بڑا کرتی ہیں کوئی نیلا گودتی گوداتی ہے سو یہ خباکی
 اعنت میں گرفتار ہیں اور حدیث عائشہ میں زن مردانہ وضع پر لعنت کی ہے رواہ ابو داؤد
 عورت کو اپنا سنگا رنگ نہایت ہی مردوں کی وضع اختیار کرنا ہو ہر چند زینت کے متعلق
 اور بہت سی باتیں ممنوع ہیں کہ لوگوں میں رائج ہیں لیکن حکمِ خیر الکلام باقل و دل ہی مستد